بازگلبانگ "بریلی" می زنم
آتشے در عندلیباں می زنم

سفیرِ رضا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے "جہانِ رضا" کی تحریروں سے

تالیف و ترتیب
ڈاکٹر علامہ عبدالنعیم عزیزی
ایم اے، پی ایچ ڈی (بریلی شریف)

مکتبۂ نبویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفیرِ رضا

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا یؤمن احدکم

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ

حتی اکون احب الیہ من

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

ولدہ و والدہ و من نفسہ

مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

والناس اجمعین

او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

باز گلبانگ بریلی می زنم   آتشے در عندلیباں می زنم

سفیر رضا

میرزا اقبال احمد فاروقی کے "جہان رضا" کی تحریروں سے

تالیف و ترتیب
ڈاکٹر علامہ عبد النعیم عزیزی
(ایم اے پی ایچ ڈی (بریلی شریف))

مکتبہ نبویہ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

84984

نام کتاب .... سفیر رضا

مؤلف کتاب .... ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی شریف)

اُس کی باتیں گلاب کی سی ہیں .... علامہ کوکب نورانی (کراچی)

جہانِ رضا کا ایک دانشور .... ڈاکٹر مختارالدین احمد (علی گڑھ) انڈیا

ذرہ سے ستارہ .... محمد زبیر خان قادری (ممبئی)

اظہاریہ .... عبدالنعیم عزیزی (مؤلف)

اقبال نامہ .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

سالِ تالیف .... ۲۰۰۸ء......۱۴۲۹ھ

سالِ طباعت .... ۲۰۰۹ء......۱۴۳۰ھ

کمپوزنگ .... فہیم سلطان/تاج کمپوزنگ سنٹر

ناشرین .... رضا اسلامک مشن بریلی (انڈیا)

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

صفحات ۲۲۴

قیمت .... ۱۵۰ روپے

......ملنے کے پتے......

اسلامک مشن بریلی شریف O مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور

0091-5812576775 042-7213560

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات		صفحہ نمبر
-1	اُس کی باتیں گلاب کی سی ہیں!	علامہ کوکب نورانی	7
-2	جہانِ رضا کے ایک دانشور!	ڈاکٹر مختار الدین احمد (علی گڑھ)	10
-3	اقبال احمد فاروقی ذرے سے آفتاب تک!	محمد زبیر قادری	12
-4	اقبال نامہ	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	18
-5	اظہاریہ	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	22
-6	کتاب پر ایک طائرانہ نظر	ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی	24
-7	چند مادہ ہائے تاریخ ''ہدیۂ تحسین''		33
-8	پہلا باب: اقبال فاروقی...... حیات وشخصیت		35
-9	دوسرا باب: اقبال احمد فاروقی اور فن صحافت		47
-10	تیسرا باب: اقبال احمد فاروقی اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ		84
-11	چوتھا باب: اقبال احمد فاروقی کی چند نگارشات کا تجزیاتی مطالعہ		120
-12	پانچواں باب: اقبال احمد فاروقی کی نثر نگاری		175

Marfat.com

اِلتجاء

یارب چو مُصطفےٰ را، مَن بہرِ تو ستودم
تو ہم بمصطفےٰ بخش، ایں مُصطفےٰ ستارا

علامہ رومیؒ

نوازشِ دلِ ما کُن کہ دل نوازتوئی
میرے دل پر بھی کرم ہو کہ دلوں کو نوازنا آپ کی فطرت ہے
بسازکارِ غریباں کہ کارسازتوئی
ہم غریبوں کا کام بھی بنا دیں کہ کارسازی آپ ہی فرماتے ہیں

Marfat.com

اُس کی باتیں گلاب کی سی ہیں!

از کوکب نورانی اوکاڑوی

شرق لکھنؤ ، غرب دہلی ہے
ان دونوں کا دل بریلی ہے

"بریلی" کا نام سنتے ہیں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آنے لگتی ہے! 1856ء سے 1921ء تک سرزمین بریلی سے جس ہستی نے سمتوں میں وہ اجالا کیا کہ اس کی چمک دمک 88 برس گزر جانے کے بعد بھی روز افزوں ہے ان کا نام اور کام آج بھی حق اور اہل حق کی ترجمانی اور پاسبانی کے لیے معتبر، معتمد اور مستند مانا جاتا ہے۔

اسی شہر بریلی میں مقیم جناب ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بھی ایک معروف شخصیت ہیں۔ ان کے سراپا، مزاج اور اطوار میں لکھنویت بھی ہے اور دہلویت بھی، لیکن قلبی، ذہنی اور فکری طور پر وہ خالص "بریلوی" ہیں۔ حضرت حافظ ملت مولانا محمد عبد العزیز صاحب علیہ الرحمہ (مبارک پوری) سے وابستگی انھیں عزیز ہے۔ اس لیے عزیزی کہلاتے ہیں۔ ان کی تحریر اور تقریر ہر دو کا مقصد، مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترجمانی ہے، یہی ان کی پہچان بھی ہے۔ اور ان کا اعزاز بھی، محنت سے شغف ہے۔ زود نویس بھی ہیں اور بسیار نویس بھی۔

برسوں پہلے ماہ میلاد شریف میں کراچی آئے تھے تو ایک محفل میں ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بالمشافہ کوئی گفتگو نہیں ہو سکی البتہ ان کی متعدد تحریریں نظر سے گزرتی ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی ڈاکٹر عزیزی صاحب کی محنتوں کا نمونہ ہے۔ ہمارے یار طرح دار، سراپا افکار حضرت پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی کی عمر عزیز کی ایک جھلک پیش کرتے ہوئے ان کی نگارشات کے آئینے میں عزیزی صاحب نے خوب جھانکا ہے اور اپنی تاک جھانک کا یہ مجموعہ بہت محبت وعقیدت سے تیار کیا ہے۔ "فکر رضا" سے وابستگی عزیزی اور فاروقی میں قدر مشترک ہے۔ فاروقی صاحب لگ بھگ گزشتہ دو دہائیوں سے "جہان رضا" کے نام سے ایک ماہ نامہ

Marfat.com

شائع کر رہے ہیں۔ اس مجلے نے اشاعتی تعداد کا کوئی ریکارڈ تو نہیں بنایا لیکن مقبولیت کی بہت سی حدیں پار کی ہیں۔ فاروقی صاحب کی علمی فکری خدمات اور بھی ہیں مگر "جہان رضا" کے مدیر کی قدر دانی سمتوں میں خوب ہوئی۔ انہیں "میر کارواں" بننے میں دیر نہیں لگی، میرے "رضا" کے جہان میں امن کا نام محبوب و محترم ہو گیا۔ عزیزی صاحب نے ذاکر رضا کو مذکور جانا اور بریلی میں بیٹھے بیٹھے اس کے تذکار کتاب میں محفوظ کر دیے۔

جناب عبدالنعیم عزیزی نے روہیل کھنڈ یونی ورسٹی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی نثر نگاری پر پی ایچ ڈی کی ہے۔

روہیل کھنڈ کے باسی، وہاں کو "ہواں" اور یہاں کو "ہیاں" بولتے ہیں مگر لکھتے ہوئے عزیزی صاحب، دبستان لکھنؤ اور دہلی کی اردو کے نمائندہ ثابت ہوتے ہیں۔ انہوں نے فاروقی صاحب کی تحریروں میں بیانیہ نثر، توضیحی نثر، تاثراتی نثر اور انانیتی نثر کو جانچا ہے اور اس کی جھلکیاں دکھائی ہیں۔ فاروقی صاحب کے بارے میں وہ لکھتے ہیں: "آپ صحافت کے دامن پر گل کاریاں کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔"

عزیزی صاحب اہل زبان ہیں اور فاروقی صاحب تو "لسان العصر" ہیں۔ انھیں بولنا اور لکھنا صرف آتا ہی نہیں بلکہ حرف و لفظ کو برتنا اور ان میں کرشمہ کاری کا ہنر بھی آتا ہے۔ فاروقی کو سنیے یا پڑھیے۔ وہ اپنے لہجے اور مزاج کی خوبیاں جدا نہیں ہونے دیتے۔ جہان رضا کے ایک شمارے میں فاروقی صاحب نے علمی طلب کے اپنے ابتدائی دور کی روداد قلم بند کی ہے۔ اس مدرسے کی یہ مختصر داستان جس لہجے اور لفظوں میں بیان ہوئی ہے۔ میں نے اس سادہ اور بے ساختہ نثر کو جس قدر بُر اثر پایا اس کے لیے یہی کہوں گا کہ یہ انداز ہر کسی کا حصہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ جس لب و لہجے میں بولنا اسے اسی طرح لکھنا اہل زبان کے لیے مشکل نہیں کہ وہ اسی زبان کے کھلاڑی ہیں لیکن فاروقی تو ہفت انداز شخصیت ہے۔ وہ عالم دین بھی ہے۔ پیرزادہ بھی، سیاست چشیدہ بھی ہے اور جہاں دیدہ بھی۔ چار زبانوں سے اس کا شغل ہمہ وقت رہتا ہے اور پانچویں زبان وہ بولتا ہے۔ اس کی زندگی کشاکشی اور گہما گہمی کی داستان ہے اور خود وہ اپنے اندر ایک عہد سموئے ہوئے ہے۔

پھولوں کی ہیں ہزار زبانیں مگر خموش
بلبل کا ایک دل ہے مگر بولتا ہوا

Marfat.com

وہ لکھنے پہ آئے یا بولنے پر، قلم اور زبان کو وہ خود ہی روکتا ہے۔ ورنہ قلم تھمے رکے نہ زبان۔ اور تحریر و تقریر کا عالم یہ کہ عزیزی صاحب کہتے ہیں: ''ہے تکلم گلاب رنگین، تحریر ماہ نور'' عبدالنعیم عزیزی صاحب کو تاریخ گوئی سے بھی شغف ہے۔ کتنے تاریخی مادہ ہائے تحسین انہوں نے اخذ کیے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب گزشتہ برس مکمل کر لی تھی۔ گزشتہ سن ہجری وعیسوی ہر دو کے مادہ ہائے تحسین ان کی فاروقی صاحب سے محبت وعقیدت کا واضح ثبوت ہیں۔

عزیزی صاحب نے فاروقی صاحب کی تحریروں کو نہ صرف پڑھا بلکہ ان میں بہت کچھ پایا۔ جو انھیں اتنا بھایا کہ انہوں نے اس کو اردو نثر کی سان پر چڑھا کر اس کی جانچ کی اور اس کی خوبیاں نمایاں کیں اور ایمانی ذوق کی ہم نوائی کرتے ہوئے فاروقی صاحب کے خوش پاروں کا گل دستہ سجایا۔ گزشتہ سال 2008ء فاروقی صاحب کی کتابوں کا سال تھا۔ یکے بعد دیگرے ان کی چار پانچ کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہوئیں۔ ان کی بکھری تحریریں ان کے سامنے ہی کتابوں میں محفوظ ہو گئیں اور خوشی ہے کہ ان کے بارے میں بھی کتاب تیار کرنے والے نے ان کے جانے کا انتظار نہیں کیا۔

اسے فیض رضا ہی کہوں کہ ''فاروقی نام ور مدیر جہان رضا'' پر کتاب بھی ''بریلی'' میں ''شہر رضا'' میں لکھی گئی۔ جہاں فاضل بریلی کا چمن علم وفضل مہکتا رہا ہے۔ فاروقی صاحب، خوش نصیب ہیں کہ انھیں محمد عالم مختار حق اور عبدالنعیم عزیزی جیسے قدردان اور مداح صاحب قلم میسر ہیں۔ خدا کرے ہمارے اس یار کو زندگی کی اور بہت سی بہاریں دیکھنے کو ملیں اور اس کے لیے محبتیں بڑھتی رہیں۔ ہم جب فاروقی صاحب کی محبت کی باتوں اور تحریروں کے پھولوں کو کھلا ہوا دیکھتے ہیں تو دل مچلتا ہے کاش ہم اپنی زندگی کی مصروفیتوں سے دامن سمیٹ کر ان پر ایک ''محبت نامہ'' لکھیں اور کہیں۔

ایسے درویشوں کی اے اہل جہاں قدر کرو
ایسے درویشوں کا تاریخ میں نام آتا ہے

....

Marfat.com

جہانِ رضا کا ایک دانشور

ڈاکٹر مختار الدین احمد۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی زمانہ طالب علمی سے اب تک برابر دینی علمی اور ادبی خدمات انجام دیتے چلے آرہے ہیں ۔ دوران ملازمت بھی آپ تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری کا کام انجام دیتے رہے۔ وہ ابتدا ہی سے مرکزی مجلس رضا لاہور سے وابستہ رہے اور حکیم اہلسنت جناب محمد موسیٰ صاحب امرتسری مرحوم کے دستِ راست مانے جاتے تھے۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد فاروقی صاحب کو ان امور کی طرف توجہ کا موقع ملا اور مکتبہ نبویہ اور ماہنامہ ''جہانِ رضا'' کے توسط سے ان کے دینی، علمی، ادبی اور صحافتی کاموں کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ رضویات کی نشر و اشاعت اور اس کی توسیع میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ فاروقی صاحب خوش گفتار ہیں اور بڑے کامیاب مقرر۔ تحریر پر بھی انہیں پوری قدرت حاصل ہے۔ وہ بہت خوبصورت نثر لکھتے ہیں۔ وہ بڑے اچھے انشا پرداز ہیں۔ وہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اپنے خیالات بہت جلد اور بڑی آسانی سے کاغذ پر منتقل کر دیتے ہیں۔ ابھی حال میں جو کتابیں ان کی شائع ہوئی ہیں ان میں رجال الغیب، مجالس علماء، فکر فاروقی، نسیم بطحا، باتوں سے خوشبو آئے۔ رشحات کشف المحجوب، نگارشات فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

فاروقی صاحب کی یہ تصانیف ان کے دیرینہ رفیق اور دوست مولانا محمد عالم ممتاز حق کی کوشش و توجہ سے منصۂ شہود پر آگئی ہیں اب ان کے ایک اور

Marfat.com

عقیدت مند ہندوستان کے ممتاز مصنف عزیزی ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے بریلی سے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی حیات و شخصیت پر ایک کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں ان کے حالات زندگی لکھے ہیں اور ان کی علمی دینی اور ادبی و صحافتی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے۔

زیر نظر کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کی زندگی کے مختلف ادوار اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر ڈاکٹر عزیزی نے روشنی ڈالی ہے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے ان کی صحافتی خدمات اور ان کی نثر نگاری کا بھی اچھا جائزہ پیش کیا ہے اور رضویات کے فروغ پر ان کے اہم کردار کو بھی بحسن وخوبی اجاگر کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایم اے۔ پی ایچ ڈی اب محتاج تعارف نہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھ کر علمی و دینی حلقوں میں شہرت حاصل کر لی ہے۔ زیر نظر کتاب بھی انہوں نے محنت اور توجہ سے لکھی ہے ان کا سوانح نگاری کا اپنا انداز اور ادبی ذوق اس کتاب سے بھی ظاہر ہے۔ خدا اسے شرف قبولیت بخشے اور اس کی ویسی ہی قدر ہو جس کی یہ مستحق ہے۔

....

Marfat.com

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ذرّے سے ستارے تک

از: محمد زبیر قادری، ایڈیٹر افکارِ رضا، (ممبئی)

رضویات کی جب بھی تاریخ مرتب کی جائے گی مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کا نام سرفہرست ہی آئے گا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ وہ مردِ مجاہد تھے جنھوں نے بہت ہی نامساعد حالات میں، جب کہ امام احمد رضا کے مخالفین کا بول بالا تھا، امام احمد رضا کا نام لینا بھی جرم تصور کیا جاتا تھا، مرکزی مجلسِ رضا کی بنیاد رکھ کر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ میری نظر میں حکیم موسیٰ واقعی اللہ کے ایک ولی تھے...... چونکہ ولی را ولی می شناسد، ایک ولی نے دوسرے ولی کو پہچان لیا۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مقام و مرتبے کو پہچان لیا اور یہ جان کر کہ اعلیٰ حضرت کو دنیا نے ابھی جانا اور پہچانا نہیں، اعلیٰ حضرت دنیا کے لیے خدمتِ دین کا اس قدر کام کر گئے لیکن لوگ اُن کی خدمات دینی سے کم ہی واقف ہیں، اعلیٰ حضرت نے ہزار سے زائد کتابیں تو تحریر فرما دیں مگر انھیں کوئی شائع کرنے والا نہیں۔ تب طب کے پیشے سے ایک حکیم محمد موسیٰ امرتسری اُٹھے اور اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو شائع کر کے اکناف عالم میں پھیلا دیا اس طرح لوگوں نے اُنھیں حکیم اہلسنت مانا۔ انھوں نے ملت اسلامیہ کے بیمار جسم کو وہ شفا بخشی کہ رہتی دنیا تک اُن کا احسان باقی رہے گا۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت کو ساری دنیا میں متعارف کرانے کا بیڑہ اُٹھایا۔ پھر اُن کے مذہبی، سیاسی، سماجی افکار و نظریات کو دُنیا کے گوشے گوشے

Marfat.com

میں پھیلا دیا اور اُن کے علمی و دینی مقام و مرتبے کا دنیا سے لوہا منوایا۔ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ حکیم اہلِ سنت اس پر اعزاز و ایوارڈ کے مستحق تھے۔ ہم اُن کے کارہائے نمایاں پر انھیں کوئی اعزاز و ایوارڈ تو نہ دے سکے، البتہ اُنھیں خراجِ عقیدت، ہدیہ تحسین اور جنت میں بلندیٔ درجات کی دعا تو کر سکتے ہیں۔

فروغِ افکارِ رضا کے لیے حکیم اہلِ سنت کا مشن بحسن وخوبی جاری وساری تھا کہ وہ ایک حادثے میں زخم رسیدہ ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ تب کچھ ''دوستوں اور اپنوں'' نے انھیں وہ نقصان پہنچایا جو ''دشمن اور غیر'' بھی نہیں پہنچا سکے اور ''مرکزی مجلس رضا'' کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بے چارے حکیم صاحب اپنی جسمانی تکالیف سے تو صحت یاب ہو گئے مگر روحانی اذیتوں نے انھیں مایوس و دل گرفتہ کر دیا اور انھوں نے اپنا مشن ہی بند کر دیا۔ ایسے حالات میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب آگے بڑھے اور انھوں نے ''حکیم صاحب'' کے زخموں پر مرہم لگا کر گویا انھیں نئی زندگی عطا کر دی۔

اقبال احمد فاروقی صاحب نے مجلس کے انتظام و انصرام کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ امام احمد رضا کے افکار و نظریات پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور مرکزی مجلس رضا کو از سر نو فعال بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا اور بہت ہی جلد رضویات پر ''جہانِ رضا'' کے نام سے باقاعدہ ایک ماہ نامہ جاری کر دیا۔ ماہ نامہ ''جہانِ رضا'' کا اجرا کیا عمل میں آیا اور یوں محسوس ہوا کہ

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں

الحمدللہ مختصر عرصے میں ''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کے حقیقی و تحقیقی ترجمان۔ ''جہانِ رضا'' نے شہرتِ دوام حاصل کر لی۔ ماہ بہ ماہ تعارفِ رضا اور تحقیقاتِ رضویات پر مشتمل جامع و تحقیقی مضامین مرتب کر کے اس رسالے کے ذریعے اکنافِ عالم میں رضویات کے

Marfat.com

جھنڈے لہرا دیے۔ مرکزی مجلس رضا کی دیگر مطبوعات کی طرح ''جہانِ رضا'' بھی بلا قیمت تقسیم کیا جاتا رہا اور عاشقانِ اعلیٰ حضرت کے علاوہ لائبریریوں و دنیوی تعلیم یافتہ پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء، کالج و یونیورسٹی کے اساتذہ کو خصوصاً بھیجا جاتا رہا۔ اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

گو ''جہانِ رضا'' ہمیشہ مختصر جسامت لیے رہا اور کبھی کبھی عدمِ وسائل کی بنا پر دو ماہ میں بھی شائع ہوا، مگر اس نے ایک تحریک کا کام کیا۔ اس رسالے نے سینوں میں روحانی وفکری انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے سینوں میں جرأت و بے باکی بھرنے اور بیداری پیدا کرنے کا کام کیا...... رفتہ رفتہ دیگر افراد بھی آگے آنے لگے۔ اس چراغ سے بہت سے چراغ جلے، جنھوں نے اکنافِ عالم کو روشن کرنے میں بھرپور مثالی کردار ادا کیا۔ آج سارے عالم میں جو رضویات کا کام تیزی سے جاری و ساری ہے اس میں جہانِ رضا کا بڑا ہاتھ ہے۔

اس حقیر نے بھی ''جہانِ رضا'' کے چراغ کی لو سے اپنا چراغ روشن کیا اور سہ ماہی ''افکارِ رضا'' کے نام سے رضویات پر مشتمل لٹریچر شائع کرنا شروع کیا۔ اس چراغ نے تیرہ برسوں تک امامِ اہلِ سنت کے افکار و نظریات کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ گو کہ یہ رسالہ سہ ماہی تھا مگر ہر سہ ماہ اتنا مواد فراہم کرتا جو رضویات پر شائع ہونے والے دیگر رسائل اپنی تین ماہ کی اشاعت میں نہیں دے پاتے۔

اقبال احمد فاروقی صاحب کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے سینوں کو آپس میں جوڑنے کا کام کیا۔ جہانِ رضا نے ایک طرف امامِ اہلِ سنت پر تحقیقی مواد شائع کیا تو دوسری طرف علمائے اہلِ سنت کے احوال و اذکار شائع کر کے ان کے کارہائے نمایاں سے ہمیں متعارف کرایا۔ فاروقی صاحب نے اپنی تحریروں سے عوام اہلِ سنت میں بیداری، شعور اور حوصلہ پیدا کرنے کا کام کیا۔ اہلِ سنت کے بکھرے ہوئے افراد و قافلوں کو راہ دکھانے اور اُن کے روابط مضبوط کرنے

Marfat.com

میں جہانِ رضا کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔

علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے کبھی آپس کے اختلافات کو اپنے رسالے میں جگہ نہیں دی۔ وہ ہر ایک کو ساتھ لے کر چلنے کے عادی ہیں۔ اپنی تحریروں میں وہ سینوں کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو راہِ راست پر آنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ آپس میں مل جل کر کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور اپنوں میں اختلافات کی خلیج کو پاٹنے میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب ہر اُس شخص کے خط کا جواب فوراً دیتے جو انھیں خط لکھتا ہے۔ مشہور و معروف یا عالم ہونا بھی ان کے لیے ضروری نہیں ہے۔ میرے مشاہدے میں ایسے بے شمار عام افراد ہیں، فاروقی صاحب نے جن کے خطوط کے جواب دے کر ان کی خوب حوصلہ افزائی کی، انھیں دین و مسلک کے کام کی طرف رغبت دلائی اور مکتوب الیہ نے ان کے خط سے حوصلہ پا کر دین و مسلک کا کام شروع کر دیا اور خوب کام کیا۔

انہی میں احقر بھی شامل ہے کہ فاروقی صاحب کے ''جہانِ رضا'' کی تحریک سے متاثر ہو کر ہم نے ''تحریکِ فکرِ رضا'' بنائی اور رضویات پر مشتمل لٹریچر کی اشاعت شروع کی۔ پھر جب اپنا رسالہ جاری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو فاروقی صاحب سے مشورہ کیا۔ تب انھوں نے ہر ہر قدم پر احقر کا ہاتھ پکڑا اور اس راہ میں چلنا سکھایا۔ احقر دنیوی تعلیم یافتہ گریجویٹ ہے، دینی تعلیم ناظرہ قرآن مجید کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور دینی کتب کا مطالعہ بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر اور نہ ہی کسی مذہبی گھرانے سے وابستگی۔ آپ سوچیے کہ اس کے باوجود تیرہ سالوں تک ''افکارِ رضا'' کس طرح چلاتا رہا تو یہ سب اُس آگ کی بدولت ہوا جو اللہ و رسولؐ کے فضل و کرم سے فاروقی صاحب نے میرے سینے میں سلگائی تھی۔

حضرت اقبال احمد فاروقی صاحب سے بالمشافہہ میری پہلی ملاقات

Marfat.com

1998ء کو لاہور ہی میں اُن کے مکتبۂ نبویہ پر ہوئی۔ اُن کی تحریروں کی طرح اُن کی زبان میں بہت مٹھاس ہے۔ پنجابی آمیز اُردو میں جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ وہ کہتے رہیں، ہم سنتے رہیں اور باتیں کبھی ختم نہ ہوں۔ اسی طرح فاروقی صاحب اپنی تحریروں کی چاشنی سے ہر کسی کا دل موہ لیتے ہیں۔ وہ اپنی تحریر میں کسی پر تنقید بھی کرتے ہیں تو سامنے والا اسے اپنی تعریف سمجھ کر محظوظ ہوتا ہے۔ اُن کے اس وصف کا ہر کوئی گرویدہ ہے اور مخالفت کرنے والے بھی اُن کی تحریروں کی سحر انگیزی کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔

فاروقی صاحب زندگی بھر دین وسنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں لگے رہے۔ کتابیں لکھنا، شائع کرنا اور عام کرنا اُن کا مقصد زندگی ہے۔ آج کل ضعیفی کی وجہ سے کافی کمزور ہو گئے ہیں، اس کے باوجود وہ نوجوانوں سے بڑھ کر خدمتِ دین کا کام کر رہے ہیں۔ آپ ان دنوں اپنے مکتبے پر زیادہ دیر نہیں بیٹھ پاتے، ورنہ عرصۂ دراز تک اُن کا یہ معمول رہا کہ صبح سے شام تک مکتبے پر بیٹھ کر علمائے کرام، محققین اور علم دوست حضرات سے باتیں چلتی رہتی تھیں۔ علمی تحقیق کے حوالے سے جو کوئی بھی آتا اُسے آپ سیراب کر دیتے، اور بھرپور معاونت فرماتے۔ فکری، علمی و تحقیقی غذا تو فراہم کرتے ہی تھے جسمانی غذا سے بھی خوب خوب ضیافت فرماتے۔

میں ممبئی میں:...... فاروقی صاحب لاہور میں، اس کے باوجود ہمارے درمیان جو رشتۂ مؤدت واخوت قائم ہو گیا ہے، وہ ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے رکھتا ہے۔ اب تو احقر نے ''افکارِ رضا'' کی اشاعت ایک سال ہوا بند کر دی، یعنی صرف رضویات پر کام موقوف کر دیا لیکن مسلکِ اہلِ سنت کی ترویج و اشاعت کا کام بحمدہ تعالیٰ جاری وساری ہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے یہ خدمت مرتے دَم تک جاری رکھے، فاروقی صاحب کی طرح)، اس کے باوجود اکثر فاروقی

Marfat.com

صاحب فون کر کے مجھ سے خیر و عافیت اور خدمتِ دین کے کام کے بارے میں دریافت کرتے رہتے ہیں۔ احقر بھی گاہے بگاہے انھیں فون کر کے خیر و عافیت معلوم کرتا رہتا ہے۔

عاشقِ اعلیٰ حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی دینی خدمات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف، 1991ء سے ماہنامہ جہانِ رضا کے مدیر اور کئی کتابوں کے مترجم۔ احقر دُور ہونے کی وجہ سے زیادہ معلومات فراہم نہیں کر سکتا۔ پھر بھی جی کرتا ہے کہ احقر فاروقی صاحب پر ''پی ایچ ڈی'' کر لے لیکن ہمہ جہت مصروفیات کی وجہ سے خود کو اس سے معذور پاتا ہے۔ زندگی رہی تو آپ کی حیات و خدمات پر ایک کتاب ضرور لکھوں گا۔ ان شاء اللہ

پیرانہ سالی کے باوجود فاروقی صاحب ماہ بہ ماہ ''جہانِ رضا'' شائع کر رہے ہیں۔ رضویات پر کتب بھی شائع ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے، وہ یونہی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا علم بلند کیے چلتے رہیں اور ہم اُن کے پیچھے پیچھے چلتے رہیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیثِ دیگران

اقبال نامہ..........

منم اقبال فاروقی، ثناء خوانِ "رضا" ہستم
گلستانِ رضا را بلبلِ رنگیں نوا ہستم

اللہ تعالیٰ کا شکر کن الفاظ میں ادا کروں۔ جس نے مجھے اپنے محبوب کے عاشق زار کے ایوان کا دربان بنایا۔ ایک زمانہ تھا۔ لاہور کے ایک طبیب، حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات کو عوام میں پھیلانے کا اعلان کیا اور "مرکزی مجلس رضا" کی بنیاد رکھی۔ عام سنی امام احمد رضا کے نام سے بھی نا آشنا تھے۔ سنی علماء کرام کبھی کبھی اعلیحضرت کا کوئی رسالہ پڑھ لیتے تھے مگر جب "مرکزی مجلس رضا" نے اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو بڑے معیاری انداز میں چھپوا کر مفت تقسیم کرنا شروع کیا تو پاک و ہند کی سنی دنیا میں دھوم مچ گئی۔ غیر سنی بھی اس دھوم سے متاثر ہوئے۔ ہم اُن دنوں مرکزی مجلس رضا کے حاشیہ نشین تھے۔ مرکزی مجلس رضا کی اشاعتی بادِ صبا نے دلوں کے غنچے کھلا دیے تھے۔ ہمارے دل کا غنچہ بھی کھل اُٹھا۔ سرکاری دفتر کے کاموں کو سمیٹ کر ہم حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے احباب میں جا بیٹھتے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری دن رات کام کرتے اور خیابانِ رضا کی باغبانی کرتے۔ ہمیں اُن کی رفاقت ملی۔ یہ دُنیائے رضا کی فضا تھی اور ہمیں اعلیٰ حضرت کی تعلیم میسر آتی اور امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں بیٹھنے اُٹھنے کا موقع ملا۔

Marfat.com

جن دنوں حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ علیل ہوئے تو اُن کے کئی رفقاء اُنہیں چھوڑ کر چلے گئے اور مرکزی مجلس رضا کا کام سست پڑ گیا۔ کچھ احباب جدا ہوتے گئے ان حالات میں ہم آگے بڑھے اور افکارِ رضا کو پھیلانے کے لیے دن رات ایک کردیا ان خدمات کا بڑا چرچا ہوا۔ ہم بے سروسامانی کے ویران راستہ پر چلتے گئے۔ کئی لاکھ کتابیں شائع کیں اور پاک و ہند میں تقسیم کیں۔ پھر دنیائے رضا کے شب و روز کی خبریں پھیلانے کے لیے "ماہنامہ جہانِ رضا" ہر ماہ اپنا درخشاں چہرہ لیے ہوئے شب تاریک میں روشنیاں بکھیرنے لگا اس طرح ہم پاکستان ہندوستان مکہ، مدینہ، بغداد سے نکل کر دُنیائے اسلام اور امریکہ، افریقہ میں بسنے والوں کو پیغامِ رضا پہچانے لگے اس طرح ہمیں ہزاروں نہیں لاکھوں اہل محبت نے اپنی محبتوں سے نوازا۔ جہانِ رضا کو پڑھا۔ فکر رضا کو اپنایا اور نغماتِ رضا کی گونج نے سینوں کے دلوں کو بیدار کر دیا۔

اسی دوران اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے شہر بریلی سے ایک سکالر اُٹھا جس نے ہمیں قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ محبت کی۔ پیار دیا۔ پھر بریلی شریف کے مکتب سے ایسے ایسے شاہکار مضامین مہیا کیے، جس سے "ماہنامہ جہانِ رضا" کے اوراق جگمگا اُٹھے۔ بریلی کے اُس سکالر نے ہمیں کئی بار اعلیٰ حضرت کی گلیوں میں جھولی پھیلائے دیکھا وہ بریلی کی ایک گلی جسولی میں رہتا ہے۔ اُس کا نام ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایم اے پی ایچ ڈی ہے جس نے "اُردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی" پر ڈاکٹریٹ کی۔ پھر بے شمار مقالات لکھے جو پاک و ہند کے اخبارات اور رسائل میں چھپتے رہے اور فکر رضا کو پھیلاتے رہے۔ اس ممتاز رضوی سکالر نے "جہان رضا" کی تحریروں کی روشنیاں جمع کیں اور اُن کو اپنے الفاظ کی قندیلوں میں سجا کر یہ کتاب مرتب کر دی۔

Marfat.com

ستارہ می شکنند، آفتاب می سازند

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بہت بڑے رضوی سکالرز ہیں۔ آج تک اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کلام اور افکار پر ساٹھ سے زیادہ کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صدر شعبہ اسلامیہ جامعہ ہمدرد، ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی نے جب آپ کی تحریروں پر نگاہ ڈالی تو اعتراف کیا کہ

"ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کہنہ مشق قلم کار ہیں۔ ان کا سیال قلم موسم کی پرواہ کیے بغیر برق رفتاری کے ساتھ صفحہ قرطاس پر رواں دواں ہوتا ہے۔ ہر آئے دن اُن کی تحریر کتابی شکل میں شائع ہونے کے علاوہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں شائع ہونے والے رسائل و مجلات کی زینت بنتی رہتی ہے۔ اچھوتے موضوعات پر قلم چلانا اور غیر پامال زمینوں پر قدم رکھنا۔ کوئی ڈاکٹر عزیزی سے سیکھے۔ ان کی تحریریں تحقیق کے تقاضوں سے پوری طرح آراستہ ہوتی ہیں۔"

اتنے بڑے سکالر کو خدا معلوم لاہور کے ایک درویش بے نوا کی کونسی ادا پسند آگئی کہ "اقبال نوازی" کرتے ہوئے ایک مکمل کتاب مرتب کر دی اس کتاب میں "جہانِ رضا" کے صفحات پر بکھرے ہوئے پھول جمع کیے گلدستے بنائے اور اپنی رنگا رنگ گل چین قلم سے سجا کر قارئین کو دعوت مطالعہ دی ہے۔ اس کتاب نے ایک طرف امام احمد رضا کی گلیوں میں صدا لگانے والے ایک فقیر بے نوا کو اقبال مندی سے نوازا ہے۔ دوسری طرف اپنی عقیدت و محبت سے ایک عاشق رسول امام احمد رضا خان کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ مجھے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی دامت برکاتہم العالیہ کا شکریہ ادا کرنا ہے پھر اُن کے لیے دیار حبیب میں حاضری کی تمنا کی بار آوری کے لیے دعا کرنا ہے۔ اپنے مخدوم ڈاکٹر سید مختار الدین احمد فرزند گرامی ملک العلماء مولانا سید ظفر الدین رضوی رحمتہ اللہ علیہ، کو ہدیۂ عقیدت پیش کرنا

Marfat.com

ہے۔ اپنے مخلص دوست علامہ کوکب نورانی اوکاڑی مدظلہ العالی اور اپنے پیارے دوست زبیر خاں قادری ایڈیٹر "افکار رضا" ممبئی (انڈیا) اور اپنے رفیق قلم محترم محمد عالم مختار حق کی نوازشوں پر اظہار مسرت کرنا ہے۔ جنہوں نے اپنے رشحات قلم سے مجھے اعزاز بخشا۔

مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ میرے قارئین میرے احوال و تذکار کو محبت سے پڑھتے ہیں یہ کتاب بھی ان کے لیے ایک خوشگوار مطالعہ ثابت ہوگی۔ اور شہر رضا کی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کرے گی۔

زشہر بریلی ز شہر رضا
پئے دوستان ارمغانے رضا

Marfat.com

اظہاریہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی۔ ایم اے پی ایچ ڈی (بریلی شریف انڈیا)

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی...... مدیر "جہانِ رضا" لاہور ہماری جماعت۔ جماعت اہلسنت کے مشاہیر صاحبان علم و فضل و کمال میں ایک مشہور و معروف اور معتبر و مستند نام ہے۔

محترم المقام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی بیک وقت پیرزادہ، عالم ربانی، صوفی باصفا، مصنف و مترجم و ادیب، مقرر و خطیب، نقاد و مبصر، دانشور و صحافی اور مدبّر و مفکر ہیں۔ جیسا آپ کا نام ویسے ہی آپ کی رفعت اور مقام یعنی آپ واقعی "اقبال بلند اقبال"، "اقبالِ ملت" اور "اقبالِ اہلسنت" ہیں۔

حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب ترین رفقاء اور معاونین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ "مرکزی مجلس رضا" کے ہراول دستے کے فعال کارکن رہے ہیں اور آج بھی "مرکزی مجلس رضا" کا نام انہی کے دم قدم سے زندہ ہے۔

برسوں افسری کی کرسی پر براجمان رہے لیکن خود کو سدا آیت الکرسی ہی کی پناہوں میں رکھا۔ حاکمانہ کروفر سے دور، دین و سنت کی اشاعت و خدمت بے لوث کرتے رہے اور اب بھی کہن سالگی کے باوجود حرید تب و توانائی کے ساتھ تبلیغ دین و سنت، فروغ علم و ادب بالخصوص فروغ رضویات اور قوم و ملت کی فلاح و اصلاح کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

محترم اقبال احمد صاحب فاروقی "مکتبہ نبویہ" کے توسط سے دینی و علمی

84984

Marfat.com

کتب کی اشاعت، ''ماہنامہ جہان رضا'' کے ذریعہ مسلک حق، مسلک اہلسنت اور رضویات کے فروغ کا جو اہم و عظیم کارنامہ انجام دے رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ اپنے تمام علمی و ادبی کمالات، دینی و ملی خدمات کے علاوہ حضرت پیر زادہ فاروقی صاحب اعلیٰ اخلاق و کردار کے بھی مالک ہیں۔ اصاغر نوازی میں آپ کا جواب نہیں، نوجوان نسل کے لیے آپ ایک منارۂ نور ہیں۔

راقم نے علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی کو دیکھا ہے، پرکھا ہے، انہیں پڑھا ہے، ان کی تعریفیں سنی ہیں، برابر سنتا چلا جارہا ہے، ان کے تقدیسی کارناموں کی تجلیوں کو دیکھتا اور پرکھتا ہی چلا جارہا ہے۔ لہٰذا ان کی تمام بڑائیوں اور خوبیوں، ان کی خصوصیات و اوصاف، علم و فضل و کمال اور افکار و کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے راقم نے عقیدتمندانہ نہیں، حقیقت پسندانہ انداز میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔

راقم نے کیا لکھا ہے۔ کیسا لکھا ہے۔ اس کی تحریر حضرت ''اقبالِ ملت''، ''شہریار صحافت''، ''امیر القلم''...... علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی کی حیات و شخصیت اور کارناموں کے شایانِ شان ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ ناقدین علم و ادب اور قارئین باتمکین ہی کریں گے

راقم بس یہی عرض کرے گا ؎

''گر قبول افتدز ہے عز و شرف''

....

Marfat.com

کتاب پر ایک طائرانہ نظر

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی۔ ایم اے پی ایچ ڈی (بریلی شریف انڈیا)

راقم الحروف نے علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی حیات و شخصیت اور علمی کارناموں کو پانچ ابواب میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابتداء میں راقم نے "اظہاریہ" کے عنوان سے فاروقی صاحب کی شخصیت کی ایک نوری جھلک پیش کرتے ہوئے، اس کتاب کی ترتیب کی بابت چند الفاظ لکھے ہیں۔ فاروقی صاحب کو "ہدیہ تحسین" پیش کرنے کے لیے اس بے بضاعت نے چند "مادہ ہائے تاریخ" مع ایک "قطعہ تاریخ" مستخرج کر کے کتاب میں شامل کیے ہیں۔ پھر ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب۔ فرزند ارجمند، ملک العلماء سید ظفر الدین رضوی رحمتہ اللہ علیہ پر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی پر مختصر تحریر ہے۔

ا۔ پہلے باب "اقبال احمد فاروقی: حیات و شخصیت"

میں فاروقی صاحب کی مختصر سوانح انکی "آپ بیتی" نیز "تعارف" از جناب صلاح الدین سعیدی مشمولہ کتاب "باتوں سے خوشبو آئے" کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے اور سب کو معلوم ہے کہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب "فاروقی النسل" ہیں یعنی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں لیکن انہوں نے اپنی "آپ بیتی" میں اپنا شجرہ نسب اپنے پردادا ہی تک پیش کیا ہے۔ فاروقی صاحب کی "آپ بیتی" میں ان کی اولاد امجاد کی بھی کوئی معلومات نہیں

Marfat.com

ہیں۔لہذا راقم نے اس بات کا بھی حوالہ نہیں دیا ہے۔ جناب صلاح الدین سعیدی نے فاروقی صاحب کے تعارف میں ص ۱۴۱ پر یہ لکھا ہے کہ "حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی صاحب علیہ الرحمہ تعلیم و تربیت اور شریعت وطریقت میں آپ کے راہنما اور مرشد ہوئے"۔ لیکن فاروقی صاحب نے اس بابت کچھ بھی نہیں لکھا ہے۔ کہ انہیں کس سے بیعت وخلافت واجازت تھی۔ غالباً وہ حسب ونسب کے تفاخر کی بجائے بندۂ عشق شدی کی وادی میں گامزن ہیں

زیر نظر باب میں راقم نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے زمانۂ طالب علمی، ان کے ذوقِ مطالعہ، امامت، خطابت، تقریری مہارت، تقریر وخطابت میں ان کی مقبولیت، ان کی نعت خوانی، فن کتابت سیکھنے۔ دینی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ دینوی تعلیم۔گریجویشن و پوسٹ گریجویشن امتحانات پاس کرنے نیز فوجی ملازمت وسول ملازمت اور علماء ومشائخ سیاسی و ادبی شخصیات سے ملاقاتیں، ان سے روابط وغیرہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

راقم نے فاروقی صاحب کی تابناک شخصیت کو اپنے مشاہدے نیز انکی تحریروں اور خطوط وغیرہ کی روشنی میں اجاگر کیا ہے۔

۲۔دوسرے باب "اقبال احمد فاروقی اورفن صحافت"

میں صحافت کی مختصر تاریخ، اپنے چند سنی رسائل کے حوالے دینے کے بعد فاروقی صاحب کے اداریوں اور ماہنامہ "جہانِ رضا" کے حسن ترتیب وغیرہ کے حوالے سے ان کی صحافتی خدمات ومہارت نیز صحافت میں ان کی شان ادبیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔آپ کے اداریوں سے آپ کی صحافتی مہارت، ادبی اور مفکرانہ شان خوب خوب ظاہر ہے۔آپ کی "سرخیاں" ہی اس قدر دلکش اور پر کشش ہوتی ہیں کہ قاری پورا اداریہ پڑھے بغیر چین نہیں لیتا۔

فاروقی صاحب نے ملکی، قومی، ملی، دینی، سیاسی اور بین الاقوامی مسائل

Marfat.com

اور امت مسلمہ پر بہت ہی پر فکر و پر مغز اداریے لکھے ہیں اور فکر و دانش کی روشنی اور خوشبو تقسیم کی ہے۔

۳۔ تیسرے باب ''اقبال احمد فاروقی اور امام احمد رضا''

میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی ''مرکزی مجلس رضا'' میں شمولیت، ماہنامہ ''جہان رضا'' کے اجراء کے حوالے سے امام احمد رضا سے ان کی عقیدت و محبت کا بھی مختصر تذکرہ کیا ہے...... رضویات کے فروغ میں فاروقی صاحب کی مساعی، دلچسپی، امام احمد رضا خان کے دینی، علمی، روحانی، ملی، سیاسی، تعلیمی وغیرہ کارناموں پر نیز ان کے خلفاء، تلامذہ، اعلیٰ حضرت کام کرنیوالے اہل علم و قلم پر فاروقی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ان سب کا بھی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

فاروقی صاحب نے امام احمد رضا کو ''فقہ حنفی کا پاسبان، حدی خوان، راز دان'' وغیرہ لکھا ہے نیز مندرجہ ذیل القابات جیسے......

''رفیع الدرجات، محی السنۃ، ماحی الفتنۃ، تاج الفحول والمدققین، قاطع اساس النجدین، قامع المرتدین، سمو المکانیہ والمکان'' وغیرہ سے یاد کیا ہے۔ یہ امام احمد رضا سے ان کی محبت و عقیدت نیز امام احمد رضا کی عظمتوں کے اعتراف کی دلیل ہے۔

۴۔ چوتھے باب ''اقبال احمد فاروقی کی چند نگارشات کا تجزیاتی مطالعہ''

''میں فکر فاروقی، باتوں سے خوشبو آئے۔ نسیم بطحا، رجال الغیب اور مجالس علماء'' وغیرہ کتابوں کے مشمولات کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بہت سی ادبی اور فکری زاویوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

۵۔ پانچویں باب ''اقبال احمد فاروقی کی نثر نگاری''

میں پیرزادہ اقبال احمد صاحب کے نثری حسن و جمال، وقار و جلال، دل

Marfat.com

رباعی ورعنائی، طرز ادا کا بانکپن وغیرہ کا جائزہ۔ ''توضیحی نثر، بیانیہ نثر، انانیتی نثر اور تاثراتی نثر'' کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ تلمیحات، اقتباسات، تشبیہات، استعارات، تراکیب وغیرہ کی نشاندہی بھی کی ہے اوران کا جائزہ پیش کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب بہترین ادیب اور صاحب طرز انشا پرداز ہیں۔ دعا ہے کہ حی وقیوم فاروقی صاحب کوتا دیر ہم سینوں کے سروں پر مہر تاباں بنا کر سلامت رکھے۔ آمین! بجاہ احمد سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

....

Marfat.com

مصنف کتاب

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایم اے پی ایچ ڈی (بریلی)

ولادت: شیخ محمد حنیف

وطن مالوف: بلرام پور (یو، پی۔ بھارت)

موجودہ رہائش وپتا: ۱۰۴، جسولی، بریلی شریف

اسناد: فضیلت (اعزازی) جامعہ رضویہ، منظر اسلام بریلی شریف

بی۔ ایس۔ سی (آنرز) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

ایم۔ اے (اردو) پی ایچ ڈی (اردو) روہیلکھنڈ یونیورسٹی، بریلی (یوپی)

رضویات پر مطبوعہ کتابیں

(۱) اعلیٰحضرت (۲) مفتی اعظم ہند اورحج اکبر (۳) مفتی اعظم ہند (۴) A'lahazrat at a glance (انگریزی) (۵) عظیم البرکت فاضل بریلوی (ہندی) (۶) مفتی اعظم (ہندی) (۷) انوار مفتی اعظم (ہندی) (۸) حجۃ الاسلام (۹) مفسر اعظم ہند (۱۰) ریحان ملت اورابر بخشش (۱۱) اعلیٰحضرت۔ اعلیٰحضرت کیوں؟ (۱۲) امام احمد رضا کے القاب و آداب (۱۳) مسلک اعلیٰحضرت (اردو) (۱۴) مسلک اعلیٰحضرت (ہندی) (۱۵) The Maslak of A'lahazrat (انگریزی) (۱۶) امام احمد رضا غیر مسلموں کی نظر میں (اردو) (۱۷) امام احمد رضا غیر مسلموں کی نظر میں (ہندی) (۱۸) امام احمد رضا سادات کرام کی نظر میں (۱۹) کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویے سیریز 1 (۲۰) کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویے سیریز 2 (۲۱) شرح قصیدۂ رضا (۲۲) امام

Marfat.com

احمد رضا اور چشتی مجددین اسلام (۲۳) امام احمد رضا اور الجبرا (۲۴) امام احمد رضا اور ٹاپالوجی (اردو) (۲۵) Imam Ahmad Raza and Topology (۲۶) ہمارے مفتی اعظم (۲۷) امام احمد رضا اور صوت و صدا (۲۸) امام احمد رضا اور علم طبیعیات (۲۹) امام احمد رضا اور محسن و امیر (۳۰) اقبال مسلک رضا کے آئینے میں (۳۱) بلبل بوستان رضویت (۳۲) مفتی اعظم ہند مجدد کیوں؟ (۳۳) کلام رضا میں محاورات اور ضرب الامثال (۳۴) رضا گائیڈ بک (ایم۔ اے، اردو۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی کے طلبہ و طالبات کے لیے) (۳۵) طنزیات رضا (۳۶) امام احمد رضا کی منقبت نگاری (۳۷) امام احمد رضا اور مسعود ملت (۳۸) امام احمد رضا بحیثیت نقاد و شارح۔

زیر طبع کتابیں

(۱) کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویے سریز3 (۲) نثر اردو اور امام احمد رضا (۳) امام احمد رضا کا تصور عشق (۴) تجلیات حجۃ الاسلام (۵) کنز الایمان میں محاوروں کی بہار۔

رضویات پر مقالات و مضامین

اردو، ہندی اور انگریزی میں بیسیوں مضامین و مقالات ہندو پاک اور برطانیہ کے رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

تراجم انگریزی سے اردو میں

1. The Importantce of the 1912 four points programme of Iman Ahmad Raza
By New Muslim Dr. Muhammad Haroon (Marhoom) of U.K. بنام:۔امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ
2. British Cnverts to Islam by Ahmad Yosuf Andrews (England) بنام:۔امام احمد رضا اور برطانوی نومسلم

Marfat.com

3. Attributes to Shaikh-ul-Islam Imam Ahmad Raza By Amina Baraka بنام: شیخ الاسلام امام احمد رضا کو خراج عقیدت

تصانیف امام احمد رضا کے تراجم انگریزی میں

(۱) اسماع الاربعین (چالیس احادیث شفاعت) بنام 40 Ahadith of Intercession

(۲) فوائد صدقات بنام Importance of Muslim Charity

(۳) دعوت میت بنام Funeral Feast

(۴) المیلاد النبویہ بنام Al-Maulud-un-Nabuwiyah

(۵) غایۃ التحقیق بنام The Caliphate of Hazrat Abu Bakar & Hazrat Ali

(۶) صلات الصفاء بنام The Prophet's Noor

(۷) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام بنام Did the Prophet hava a Shadow

(۸) الفرق الوجیز بین الوہابی الرجیز وسنی العزیز بنام Basic Islamic Faith

(۹) الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی بنام Qadiyanis are Kafir

تصنیف رضا کا ہندی میں ترجمہ:۔ (۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

ایوارڈس/ اعزازات

(۱) فروغ نعت ایوارڈ۔ پاکستان نعت اکیڈمی (سلور جوبلی)، کراچی۔ پاکستان ۱۹۹۱ء

(۲) رضا گولڈ میڈل ایوارڈ۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا۔ کراچی، پاکستان ۱۹۹۷ء

(۳) سند اعتراف ۱۹۹۷ء۔ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی، کراچی، پاکستان

(۴) یادگار اعلیحضرت منظر اسلام ایوارڈ۔ (رضا پر پی ایچ ڈی کے سلسلے میں)، بریلی شریف ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء

سفیرِ رضا

یہ کتاب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے ماہنامہ جہانِ رضا کے اوراق سے مرتب کی گئی ہے اس میں پیرزادہ کے قلم کے مختلف انداز کو ہدیہ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

Marfat.com

بازگنبد گنگ بریلی می زنم — آتشے در عندلیباں می زنم

سفیرِ رضا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے "جہانِ رضا" کی تحریروں سے

تالیف و ترتیب

ڈاکٹر غلام عبدالنعیم عزیزی

ام اے پی ایچ ڈی (بریلی شریف)

مکتبۂ نبویہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

دُور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

درود بھیجو اُن پر اور اُن کی آل پر (سعدی)

Marfat.com

چند مادّہ ہائے تاریخ ''ہدیۂ تحسین''

حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی کے افکار اور تقدیسی کارناموں کو ''خراج تحسین'' کے طور پر راقم چند ''مادہ ہائے تاریخ'' پیش کر رہا ہے۔ رب حی و قیوم حضرت پیرزادہ مکرم کو ہم مسلمانان اہلسنت کے سروں پر تادیر سلامت با کرامت رکھے اور سورج کی ہر نئی کرن کے ساتھ ان کے کارِ دینی کو تب و تاب اور نوا بنائی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

۱۔ مکرم پیرزادہ اقبال فاروقی زندہ باش..........۱۴۲۹ھ

۲۔ فاروقی نامور.....مدیر جہانِ رضا..........۲۰۰۸ء

۳۔ اقبال.....شہریار صحافت.....۱۴۲۹ھ

۴۔ اقبال.....تابناک شخصیت.....۲۰۰۸ء

۵۔ تجلی باریٔ حیاتِ اقبالِ بلند اقبال.....۱۴۲۹ھ

۶۔ وقار اہل سنّت والجماعت.....اقبال ملت.....۲۰۰۸ء

۷۔ جناب اقبال.....پیکر فضل و کمال.....۱۴۲۹ھ

۸۔ نیّر حیات اقبال کی درخشانی.....۲۰۰۸ء

۹۔ تنویرِ ہلالِ فاروقی.....۱۴۲۹ھ

۱۰۔ خامہ قمر.....افکارِ پاک چاندنی.....۱۴۲۹ھ

۱۱۔ حروف اقبال.....تجلی نور افکار.....۱۴۲۹ھ

۱۲۔ تحاریر جناب اقبال.....پیکر حسن و جلال.....۱۴۲۹ھ

۱۳۔ ہے تکلم گلاب رنگیں.....تحریر ماہِ نور.....۲۰۰۸ء

Marfat.com

۱۴۔ تجلیات جناب پیرزادہ مکرم......۱۴۲۹ھ

۱۵۔ اقبال قبلہ ملت اور جہانِ رضا......۲۰۰۸ء

۱۶۔ جناب فاروقی......سیاح جہانِ رضویات......۲۰۰۸ء

۱۷۔ حیاتِ حضرت اقبال والا جاہ ۲۰۰۸ء

ایک مصرع تاریخ

۱۹۔ اقبال رہو تم باقی سلامت (۱۴۲۹ھ)

۲۰۔ قطعہ تاریخ

اقبال رہے آپ پر اللہ کی رحمت
قائم رہے آپ کی رنگت و نکہت
حق میں جناب کے یہ عزیزؔی کی دعا ہے
معبود رکھے آپ کو مسرور و سلامت

................۱۴۲۹ھ................

(ڈاکٹر) عبدالنعیم عزیزی

Marfat.com

پہلا باب

اقبال فاروقی......حیات وشخصیت

ولادت

محترم المقام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا تعلق ایک باعلم پیر گھرانے سے ہے۔آپ ۴ جنوری ۱۹۲۸ء کو موضع شہاب دیوال (شہاب الدین والا) ضلع گجرات، صوبہ پنجاب (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد مولانا انور پیر فاروقی بن مولانا محمد عبداللہ فاروقی بن مولانا الشیخ عبدالرحیم فاروقی رحمتہ اللہ علیہم گاؤں ہی میں مسجد کی امامت وخطابت کیساتھ ساتھ ایک مدرسہ میں درس بھی دیتے تھے اور اپنے مریدوں کو سلوک کی راہوں پر چلاتے رہے۔

تعلیم وتربیت

قرآن کریم ناظرہ گھر ہی پر پڑھا پھر گاؤں ہی کے قریب ایک دوسرے گاؤں گھوڑی ڈُنا سنگھ میں پرائمری پاس کیا اس کے بعد ایک قریبی قصبے دولت نگر میں مڈل تک تعلیم حاصل کی......قرآن کریم کے الفاظ کی صحت اور صحیح تلفظ کی ادائیگی اپنے تایا مولانا نور پیر فاروقی صاحب سے کی۔ فارسی کی سب سے پہلی کتاب ''کریما سعدی'' اپنے دادا علیہ الرحمتہ کے شاگرد سید محمد فاضل شاہ مرحوم (موضع بانیاں) سے پڑھی۔

اقبال فاروقی کے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے عقیدت مندوں میں تھے اور اسی عقیدت کی بناء پر آپ نے اپنے صاحبزادے کا

Marfat.com

نام اقبال رکھا۔ ڈاکٹر اقبال کی وفات کے بعد ۱۹۳۹ء میں جب مولانا انور پیر فاروقی صاحب گجرات سے چل کر لاہور آئے اور شاعر مشرق کے مزار پر حاضری دی تو اقبال فاروقی بھی اپنے والد کے ساتھ تھے۔

دارالعلوم نبویہ لاہور میں داخلہ

اسی موقع پر مولانا انور پیر فاروقی رحمتہ اللہ علیہ نے اقبال فاروقی کو دارالعلوم نبویہ، لاہور کے بانی اور روح رواں اور ''صاحب تفسیر نبوی'' حضرت مولانا نبی بخش حلوائی قدس سرہ العزیز کے سپرد کر دیا۔ یہی حضرت صاحب تفسیر نبوی تعلیم و تربیت اور شریعت وطریقت میں اقبال محترم کے رہنما اور مرشد ہوئے۔

(مختصر تعارف از محمد صلاح الدین سعیدی: ''باتوں سے خوشبو آئے'' ص ۴۱)

مدرسہ تعلیم الاسلام بہاول نگر میں داخلہ

فاروقی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''۱۹۳۹ء میں مجھے ضلع بہاول نگر کے ایک مدرسہ تعلیم الاسلام واقع چک ۴۷ کی شہرت نے بڑا متاثر کیا۔ وہاں میرے تایا زاد بھائی محمد اصغر فاروقی اور حکیم محمد اعظم فاروقی زیر تعلیم تھے۔ میں وہاں پہنچا، اس درس کی تعلیم نے مجھے سب کچھ بھلا کر تعلیم حاصل کرنے میں لگا دیا...... اس کے بانی استاذی علامہ حضرت الحافظ غلام حسین صاحب بڑے لائق عالم دین تھے۔ انہوں نے اس نو آباد علاقہ میں علم دین کی اشاعت کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ نہر کے کنارے پر بڑی عظیم الشان عمارت بنائی، قابل اساتذہ کو معقول تنخواہ پر مقرر کیا۔ ان دنوں پانی پت کے قاری، ہندوستان کے مدارس کے قابل ترین مدرس اور معلم اس مدرسہ میں تعلیم و تدریس کے لیے قیام کرتے......''

(آپ بیتی از اقبال فاروقی مشمولہ کتاب ''باتوں سے خوشبو آئے'' ص ۴۹)

Marfat.com

دارالعلوم السنتہ الشرقیہ لاہور میں تعلیم کا سلسلہ

فاروقی صاحب نے دارالعلوم السنتہ الشرقیہ لاہور میں نصابی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۴۴ء میں فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔

میٹرک سے گریجویشن تک کے امتحانات

فاضل فارسی کے بعد اقبال فاروقی نے ۱۹۴۸ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ دو سال بعد ایف۔اے (F.A) اور پھر ۱۹۵۲ء میں بی۔اے کیا۔

درس نظامی

فاروقی صاحب نے درس نظامی دارالعلوم نبویہ دہلی دروازہ لاہور میں مکمل کیا۔

اورینٹل کالج میں داخلہ

پیرزادہ اقبال احمد صاحب نے ۱۹۶۰ء میں اورینٹل کالج (Oriental College) لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم۔اے (فارسی) کی ڈگری حاصل کی۔

ذوق مطالعہ

اقبال محترم خود تحریر کرتے ہیں:۔

"ان دنوں مجھے ذوق مطالعہ کتب نے تو تباہ کر دیا۔ میں عشاء کی نماز پڑھ کر بیٹھتا تو مختلف کتابوں کے مطالعہ میں غرق ہو جاتا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موذن فجر کی اذان دیتا تو مجھے دھوکا ہوتا کہ کسی نے غلطی سے دوبارہ عشاء کی اذان دے دی ہے۔ اس عرصہ میں مجھے بہت سی کتابوں کے اوراق سے گزرنے کا موقع ملا۔ شبلی نعمانی کی "سیرت النبی" سے لیکر داستانِ امیر حمزہ اور فسانہ آزاد تک پڑھ گیا۔ پکی

Marfat.com

روٹی سے لیکر پیراں دتہ ترگڑ کی "سب توں وڈی تے باتصویر ہیر" پڑھتا گیا۔ روزنامے، ہفت روزے اور ماہنامے میرے مطالعہ کی زد میں ہوتے۔ اس سلسلے میں ترقی پسند ادب ہو یا میر امن دہلوی کا اردو، میری نظر سے بچکر نہ جاتا"

(آپ بیتی مشمولہ کتاب، باتوں سے خوشبو آئے ص ۵۳)

نعت خوانی اور تقریر

تقریر اور نعت خوانی کی کہانی خود ان کی زبانی ملاحظہ کیجیے۔ محترم فاروقی صاحب رقم طراز ہیں:۔

۱۔ "چونکہ میں ان دنوں نعت نوائی اور نعت خوانی میں سارے ضلع میں شہرت یافتہ تھا بدیں وجہ مجھے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ایک ہونہار طالب علم تصور کیا جانے لگا۔ میں تحصیل علم کے جنون میں صبح و شام مصروف مطالعہ رہتا رات مجالس میں نعت پڑھتا، جلسوں میں تقاریر کرتا اور مدرسہ کے انتظامی امور میں ہاتھ بٹاتا"......

(آپ بیتی ص ۵۰۔۵۱)

۲۔ "قیام پاکستان کے بعد سنی علماء کرام کا ایک طبقہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد میں مصروف ہوگیا............سنی علماء نے قرارداد مقاصد کے لیے خان لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کو آمادہ کیا سنی علماء کرام نے "جمعیت العلماء پاکستان" کی تنظیم قائم کی اور غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات کی قیادت میں کام کرنے لگے۔ اس سلسلہ میں مولانا غلام محمد ترنم امرتسری اور مولانا اکرام حسین مجددی جہاد پر تقریریں کرتے۔ نمازیان کشمیر کے لیے سامان جمع کرتے اور خود محاذ پر جا کر تقسیم کرتے۔ مجھے ان دنوں کشمیر کانفرنس کی تیاری میں پہلی بار علماء اہلسنت سے ملکر کام کرنا پڑا۔ ہم دن رات کام کرتے، قراردادیں، جلسے اور پھر کتابچے

Marfat.com

چھپوانے میں مصروف رہتے۔

ان دنوں مجھے تقریر کرنے کا شوق دامن گیر ہوا۔ میں اکثر علماء کی اسٹیج پر کھڑا چند منٹ کے لیے حاضرین کو مخاطب کرتا اور پھر حضرت مولانا نبی بخش حلوائی کی مسجد کوتوالی میں جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ دینے لگا۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے جمعہ پر میرے مخاطبین کی تعداد صرف بیس تھی۔ مگر اس تعداد میں ہر جمعہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ بعض نوجوان میری تقریر کو پسند کرتے، بعض حوصلہ افزائی کرتے۔ اگر میں بددل ہوکر تقریر نہ کرتا تو مجھے احباب پکڑ کر تقریر کراتے۔ سامعین میں اضافہ ہوتے دیکھ کر میرے اندر یہ احساس پیدا ہوا کہ لوگ میری تقریر پسند کرتے ہیں پوری توجہ سے سنتے ہیں لہٰذا مجھے تقریر کرنا چاہیے؟ میں علی الصباح دریائے راوی کے کنارے پر چلا جاتا اور تن تنہا دل کھول کر تقریر کرتا، بلند آواز میں شعر پڑھتا اور مختلف موضوعات پر غور کرتا آہستہ آہستہ میں تقریر میں کھلتا چلا گیا۔ کچھ عرصہ تک رک رک کر بغیر لاؤڈ اسپیکر کے تقریر کرتا رہا۔ اب مسجد میں لاؤڈ اسپیکر نصب ہوگیا۔ میں دوران تقریر مثنوی مولانا روم اور علامہ اقبال کے اشعار ایک للکار سے سناتا تو سڑک پر چلتے چلتے لوگ رک جاتے۔ میری تقریر سنتے رہتے۔ سامعین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو مسجد کی چھت۔ مسجد کے سامنے کا میدان اور پھر کوتوالی کا باغ بھرا جانے لگا۔ لوگ دوسری مساجد سے جمعہ کی نماز پڑھ کر آتے تو میری تقریر سننے کے لیے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو جاتے۔ دینی مدارس کے طلبہ میری تقریر سے نوٹ لینے لگے۔ علماء مجھے تعریفی کلمات سے نوازنے لگے باہر کے اہل ذوق آنے لگے۔ میں دفتروں میں جاتا تو میرے سامعین دوڑ کر ملتے۔ مارکیٹ میں جاتا تو دکاندار بڑھ کر احترام کرتے سفر کرتا تو لوگ احترام میں کھڑے ہو جاتے۔" (آپ بیتی ص ۵۸۔۵۹)

فن کتابت اور اقبال فاروقی

اقبال فاروقی نے اپنے وقت کے مایہ ناز خطاط مولانا عبد الرشید عادل

Marfat.com

گڑھی، جو قرآن کریم کی کتابت کیا کرتے تھے، کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ کتابت کی ابتدائی مشقیں کرانے کے بعد مولانا عبدالرشید مرحوم نے انہیں بارہائے قرآن لکھنے پر تیار کرلیا...... انہوں نے کتابت میں نام بھی کمایا اور دام بھی۔ آخر جب کتابت سے دل بھر گیا تو اس کام سے کنارہ کش ہو گئے۔

امامت اور درس و تدریس

اقبال احمد فاروقی صاحب کو ۱۹۵۲ء میں بی، اے کرنے کے بعد ایک عالم دین نے اپنی مسجد میں صبح کی امامت کے لیے مقرر کیا۔ آپ خوش الحان بھی تھے اور قرآن کریم صحت لفظی اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے۔ آپ کی امامت میں نماز فجر میں پوری مسجد نمازیوں سے بھر جاتی۔

اردو، فارسی، اور عربی فاضل کے امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ نے فاروقی صاحب کی علمی استعداد سے متاثر ہو کر آپ کو ان امتحانات کی تیاری کرانے کے لیے ایک کلاس قائم کرنے کی درخواست کی۔ طلبہ کے اصرار پر آپ نے "نیلا گنبد" میں ایک مکتب قائم کیا جہاں فاضل فارسی کی تدریس کا اہتمام کیا اور دوسرے اساتذہ سے مل کر شبینہ کلاسوں (Night Classes) کا آغاز کیا۔ آپ نے تقریباً تین سال تک تدریسی فرائض انجام دیئے۔

ملازمت

اقبال احمد فاروقی نے ۱۹۵۳ء میں فوج میں ملازمت کی اور سی، ایم، اے لاہور (C.M.A. Lahore) میں کلرک ہو گئے۔ دوران ملازمت پڑھائی بھی جاری رکھی۔

اس فوجی ملازمت کے تقریباً سات سال بعد آپ سول ملازمت میں آ گئے۔ واقعہ یوں ہے کہ تحریک ختم نبوت کے دوران جلسوں، کانفرنسوں اور جلوسوں میں آپکی بھرپور شرکت اور تقاریر کرنے پر انٹیلی جنس (Intelligence) کی

Marfat.com

رپورٹ پر آپ کو بطور سزا لاہور سے دور کوئٹہ چھاؤنی بھیج دیا گیا۔ کوئٹہ میں آپ نے ایک مذہبی جلسہ میں ''جہاد'' پر بہت ہی گرم اور پر جوش تقریر کی۔ کوئٹہ چھاؤنی کے اسٹاف کالج کے ایک کرنل نے بھی اتفاق سے یہ تقریر سنی اور آپکو بلا کر شاباش دی اور ہر صبح پریڈ کے وقت آپکو مختلف فوجی یونٹوں میں جا کر ''جہاد'' کے موضوع پر تقریریں کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی تقریر سے فوجیوں میں ایک نیا جوش وولولہ پیدا ہو گیا۔ خطابت کی وجہ سے فاروقی صاحب کا بڑا احترام کیا جانے لگا۔ سات سال کے عرصہ کے بعد آپ لمبی چھٹی لیکر لاہور آ گئے۔ یہاں پر آپ کے محبین نے کہ جن میں ذی اثر لوگ تھے، آپ کو لاہور ہی میں سروس کرنے پر مجبور کیا اور ملازمت کا بندوبست بھی کیا۔ ایک وفاقی وزیر کی کوششوں سے آپکا ملٹری سے استعفا منظور ہوا اور آپ کو محکمہ صنعت وحرفت میں انسپکٹر مقرر کر لیے گئے جہاں سے آپ ترقی کرتے کرتے ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر آف پنجاب۔ (Deputy Director labour, Welfare of Punjab) کے منصب سے ۱۹۸۸ء میں ریٹائر ہوئے۔

دورۂ لیبیا کی قیادت

صدر جمعیت علماء پاکستان حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۹۰ء میں لیبیا کے صدر معمر قذافی کی دعوت پر مطالعاتی دورہ کے لیے ایک وفد لیبیا کے دارالخلافہ طرابلس بھیجا تھا۔ یہ وفد چالیس علماء پر مشتمل تھا جس کی قیادت اور امارت اقبال احمد صاحب فاروقی کو سونپی گئی۔

قلمی سفر کا آغاز

اقبال احمد صاحب فاروقی نے درس و تدریس اور تقریر و تحریر میں ابتداء سے ہی مہارت حاصل کر لی تھی۔ گورنمنٹ سروس کی بعض پابندیوں کی وجہ سے آپ مختلف قلمی ناموں سے اخباروں اور رسالوں میں مضامین لکھتے۔ جامعہ نعیمیہ لاہور کے بانی حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی نے رسالہ ''عرفات'' جاری کیا تو آپ کو

Marfat.com

اس کا نائب مدیر اعزازی مقرر کیا گیا۔ دوران ملازمت آپ نے متعدد کتابوں کے ترجمے بھی کیے۔

مکتبہ نبویہ کا قیام

۱۹۶۸ء میں فاروقی صاحب نے اپنے مخلص رفیق کار مولانا باغ علی نسیم مرحوم سے ملکر "مکتبہ نبویہ" قائم کیا اور دینی و علمی کتابوں کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہونے لگی اور یہ اشاعتی کام آج تک جاری ہے۔

مجلس رضا کے ایک فعال کارکن

پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی۔ حضرت حکیم اہل سنت، محترم المقام حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دینی وملی درد اور اس حوالے سے مجدد دین و ملت، اعلیٰحضرت، امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مسلک حق اور ان کے تقدیسی افکار و نظریات کے فروغ و اشاعت کے جذبہ سے بہت متاثر ہوئے اور ان کا دینی و ملی درد اور اشاعت دین و سنیت کا جذبہ مچل اٹھا اور آپ عاشق مصطفےٰ، امام احمد رضا کی محبت اور ان کی نیاز کیشی کے جذبے سے سرشار ہو کر "مرکزی مجلس رضا" کے ہراول دستے کے فعال کارکن بن گئے۔ آپ کے علمی و قلمی جوہر کھلنے لگے۔ جہانِ علم و دانش میں ایک نئی رونق آگئی۔ جہانِ رضا میں ایک نیا اجالا برپا ہوگیا۔ اور حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علم و ادب اور فکر و بصیرت کی روشنی اور خوشبو لٹانے لگے۔

مرکزی مجلس رضا کا احیاء

"مرکزی مجلس رضا" کے بانی و سرپرست حضرت حکیم اہل سنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری (م ۱۹۹۹ء) رحمتہ اللہ علیہ نے چند شرپسندوں اور عاقبت نااندیشوں کی کوتاہیوں کے سبب ۱۹۸۸ء میں "مجلس رضا" کی تنظیم ختم کردی تو چند محبان

Marfat.com

اعلیٰحضرت خصوصاً پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی کی کوششوں سے ۱۹۹۱ء میں "مرکزی مجلس رضا" کا دوبارہ احیاء کیا...... میاں زبیر احمد صاحب قادری......صدر، محمد شفیع رضوی صاحب مرحوم جنرل سیکرٹری اور پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی......نگران مقرر ہوئے۔

ماہنامہ جہان رضا کا اجراء

مئی ۱۹۹۱ء میں ماہنامہ "جہانِ رضا" کا اجرا ہوا اور پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی مدیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ "جہانِ رضا ہلال سے بدر، بدر سے قمر، قمر سے ماہتاب اور ماہتاب سے آفتاب بنتا چلا گیا اور اب "ماہ شب چہاردہم" بنکر نہ صرف برصغیر بلکہ دیگر ممالک میں بھی اپنی چاندنی بکھیر رہا ہے۔ عقائد و ایمان کے شہرستانوں کو نور بار اور رضویات کے مستانوں کو سرشار کر رہا ہے۔

صاحب علم وقلم اور ماہر زبان و بیان۔ اقبال ذی شان

حضرت پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور پنجابی زبانوں میں یکساں مہارت رکھتے ہیں آپ علم وقلم اور زبان و بیان کے دھنی ہیں۔ آپکی باتوں سے خوشبو پھوٹتی ہے اور تحاریر سے نور کی کرنیں مچلتی ہیں۔

"ہے تکلم گلاب رنگیں، تحریر ماہ نور" (۱۴۲۹ھ)

اقبال ملت کے علمی اور تصنیفی کارنامے

حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مصنف وادیب اور مترجم سبھی کچھ ہیں۔

تصانیف

۱۔ رجال الغیب

۲۔ مجالس علماء:۔ حضرت پیرزادہ فاروقی نے علماء کرام کی باتوں اور یادوں

Marfat.com

کے جو موتی صفحات قرطاس پر لٹائے ہیں انہیں جناب محمد عالم مختارِ حق صاحب نے "مجالس علماء" کے نام سے کتابی شکل میں مرتب کیا ہے۔

۳۔ تذکرۂ علمائے اہل سنت............

۴۔ نسیم بطحا:۔ فاروقی صاحب کے چوبیس مقالات کا ایک حسین و معطر گلدستہ اور صحیفہ محبت ہے جسے جناب محمد عالم مختارحق صاحب نے کتابی شکل میں مرتب کیا ہے۔

۵۔ فکر فاروقی:۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے اداریوں کا مجموعہ۔ مرتب ہیں جناب محمد عالم مختارحق صاحب!

۶۔ باتوں سے خوشبو آئے:۔ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی کے منتخب اداریوں اور دوسری تحریروں کا حسین مرقع ہے۔ کتاب کے مرتب ہیں جناب محمد صلاح الدین صاحب سعیدی۔

تراجم

فارسی سے

۱۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین از حضرت شاہ ولی اللہ

۲۔ نزہتہ الخواطر از حضرت ملا علی قاریؒ

۳۔ مقامات صوفیہ ملفوظات حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر

۴۔ قصر عارفاں از حضرت شیخ احمد علی چشتیؒ

۵۔ خزینتہ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوریؒ

۶۔ زبدۃ الآثار از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

۷۔ مرج البحرین از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

۸۔ تکمیل الایمان از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

۹۔ شواہد النبوۃ از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

۱۰۔ معارج النبوت از ملا معین کاشفی الہروی۔

Marfat.com

۱۱۔ مبداء ومعاد از امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ
۱۲۔ اسرار التوحید فی احوال ابی سعیدؒ
۱۳۔ رسائل نقشبندیہ از بزرگان نقشبندیہ
۱۴۔ کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ (خلاصہ)
۱۵۔ تفسیر نبوی از حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی (۱۵ جلدوں پر مشتمل)(پنجابی سے)
۱۶۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (عربی سے)

حضرت فاروقی کی متحرک اور فعال زندگی

اقبالِ بلند اقبال...... اقبال ملت...... اقبالِ اہلسنت حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی ''مکتبہ نبویہ'' کے ذریعہ دینی و علمی کتب کی اشاعت، ماہنامہ ''جہانِ رضا'' کے توسط سے مسلک اعلیحضرت کی اشاعت و تبلیغ اور رضویات کے فروغ نیز تقریر و تحریر کے ذریعہ دین و سنیت کی تبلیغ اور قوم و ملت کی فلاح و صلاح کا اہم و عظیم کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

شخصیت

حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی اکابر علماء و مشائخ کی بارگاہوں کے باادب اور ان کے نیاز کیش، احباب اور رفقاء کے مخلص و ہمدرد اور غم گسار، چھوٹوں پر شفقت لٹانے والے، ان کے راہبر و رہنما، دینی و ملی درد سے لبریز ایک مبلغ و مصلح، عالم ربانی، مفکر و مدبر و دانش ور کا نام ہے۔

لاریب! آپ کی باتوں سے خوشبو پھوٹتی ہے۔

آپ عالی نسب، عالی ظرف، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک ہیں......

حضرت پیرزادہ اور راقم الحروف عزیزی

اقبال بلند اقبال علامہ اقبال احمد فاروقی سے راقم کی صرف دوبار کی

Marfat.com

ملاقات ہے۔ ۱۹۸۶ء میں پہلی بار ''مکتبہ نبویہ'' داتا گنج بخش روڈ، لاہور میں صرف چند منٹ کی گفتگو اور دیدار کا شرف حاصل ہوا۔

چہرہ نور بار، کریمانہ اخلاق و عادات و اطوار، گفتگو میں مہکار! دوسری بار ۱۹۹۹ء میں چند گھنٹوں کے لیے ''اقبال عالی جاہ'' کی مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔ مجھ جیسے ہیچمدان کو لینے کے لیے بذریعہ کار لاہور جنکشن پر تشریف لائے، اپنے دولتکدہ پر فقیر کے قیام و طعام کا انتظام فرمایا، الوداعی تقریب کے بعد رات کو رخصت کرنے کے لیے اپنی کار لیکر لاہور ہوائی اڈے پر بھی گئے...... آپ کی اس شفقت، کرم فرمائی اور ''عزیزی نوازی'' سے دل میں ان کی عزت و محبت اور عقیدت گھر کر گئی۔

خط کتابت کا تو آپ سے سلسلہ آج تک جاری ہے ٹیلی فونی گفتگو بھی ہوتی رہتی ہے۔ جب بھی جناب کا گرامی نامہ تشریف لاتا ہے تو طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور راقم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ تپتے ہوئے صحرا سے اچانک ٹھنڈے نخلستان میں پہنچ گیا ہو۔ یا ایسا لگتا ہے جیسے کسی ریگزار میں اچانک پھوہار برس گئی ہو۔ فون پر گفتگو ہوتی ہے تو کانوں میں امرت رس گھلنے لگتا ہے۔ فاروقی صاحب کی یاد آتی ہے تو گلاب مہکنے لگتے ہیں، خیال آتا ہے تو دیپ جل اٹھتے ہیں اور آپ کا ذکر نکلتا ہے تو چہرے پر نور کی کرنیں مچلنے لگتی ہیں۔

دیکھے ہیں محبت کے انداز بہت ہم نے
جس طرف نگاہ اٹھی آواز تیری آئی

بے شک! اقبال ایکِ درخشاں و تاباں شخصیت کا نام ہے۔

''اقبال......تابناک شخصیت'' (۲۰۰۸ء)

اقبال طالع آور کے جگ مگ کرتے ہوئے افکار و کارنامے، پر بہار تقریر، نور بار تحریریں۔ بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ:......

حروفِ اقبال......تجلی نورِ افکار'' (۱۴۲۹ھ)

''خامہ قمر......افکار پاک چاندنی'' (۱۴۲۹ھ)

Marfat.com

دوسرا باب

اقبال احمد فاروقی اور فن صحافت

''اقبال......شہر یار صحافت'' ۱۴۲۹ھ

زمانہ قدیم میں جب کاغذ تھا نہ چھاپہ خانہ اور نہ ترسیل کے اتنے وسیع اور سریع ذرائع تب بھی بہرکیف ایک مقام سے دوسرے مقام تک بات پہنچائی جاتی تھی اور اسے دوام بخشنے کے لیے لاٹھوں پر، چٹانوں پر اور سکوں پر کندہ کیا جاتا تھا لیکن اب دور حاضر میں صحافت کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوگیا ہے خبر رسانی کے ذرائع سریع سے سریع تر ہو گئے ہیں اور صحافت کو ایک علم وفن کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور یہ ایک انڈسٹری بن گئی ہے۔

صحافت کی پیش قدمی اور پرواز کی رفعت کا تعلق جدید ٹیکنالوجی اور سیاست کے درجہ حرارت پر ہے اور اسی لیے صحافت کو کاروبار سیاست میں چوتھا ستون قرار دیا گیا ہے۔ صحافت کو زبان، ملک وقوم اور مذہب کے خانوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے جیسے اردو صحافت، انگریزی صحافت، پاکستانی صحافت، بھارتی صحافت، مسلم صحافت، ہندو صحافت، اسلامی صحافت، صہیونی صحافت وغیرہ وغیرہ!

اسلام دین فطرت ہے اور سبھی شعبہ ہائے حیات انسانی بالخصوص سیاسی شعبہ حیات، سماجی شعبۂ حیات اور معاشی شعبۂ حیات پر مذہب ہی کی بالا دستی قائم رکھی گئی ہے تاکہ ان میں توازن برقرار رہے لہٰذا اسلام میں مذہبی صحافت کی اہمیت وافادیت مسلم ہے۔

Marfat.com

آج کا دور الیکٹرانک میڈیا(Electronic Media) کا دور ہے لیکن ہماری جماعت میں الیکٹرانک میڈیا کا وجود ہی نہیں ہے۔ لے دیکر قیو۔ٹی وی پاکستان(Q-T.V Pakistan) ہی بس نظر آرہا ہے لیکن اس کے ذریعہ دین و سنت کی اشاعت ہونی چاہیے اس لیے وہ انجام پذیر نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے یہاں پیپر میڈیا(Paper Media) میں روزنامے بھی نظر نہیں آتے، نہ صرف اردو زبان میں بلکہ کسی بھی زبان میں ان کا پتا نہیں ملتا اور اگر کوئی روزنامہ کسی بھی زبان کا برصغیر میں کہیں ہوگا بھی تو لوگ اس سے واقف نہیں۔ ہاں! مذہبی رسائل ضرور اپنی اپنی بساط کے مطابق دین وسنت کی اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

۱۸۳۵ء میں اردو کا پہلا روزنامہ بنام "اردو اخبار" منصۂ شہود پہ آیا۔ اس اخبار کو مشہور ادیب وانشاء پرداز مولوی محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے جاری کیا تھا اور اسی اخبار میں پہلی بار حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ جہاد شائع ہوا تھا۔ لیکن مولوی باقر شیعہ تھے نہ کہ سنی...... ۱۸۵۷ء کے بعد جو بھی اخبارات یا رسائل نکلے ان کے مالکان و مدیران وغیرہ زیادہ تر غیر سنی ہی تھے جیسے سرسید، عبدالحلیم شرر، میر ناصر علی، ابوالکلام آزاد، وحید الدین سلیم، مدیر زمیندار مولوی ظفر علی وغیرھم!

متحدہ ہندوستان میں 19 ویں صدی کے ربع آخر تک تقریباً چھیاسی اردو اخبارات نکلے لیکن ان میں سے صرف مندرجہ ذیل اخبارات اور کچھ رسائل ہی ایسے نظر آتے ہیں جن پر علمائے اہل سنت کی گرفت تھی اور انہیں کے توسط سے علمائے اہلسنت نے فروغِ اسلامی صحافت نیز اشاعتِ دین وسنت کا فریضہ انجام دیا۔

۱۔ ہفت روزہ دبدبۂ سکندری، رام پور

۲۔ پیسہ اخبار، لاہور

۳۔ مخزن تحقیق (تحفۂ حنفیہ) عظیم آباد (پٹنہ، بہار)

Marfat.com

۴۔ گلدستہء نسیم چمن، امروہہ
۵۔ الفقیہ امرتسر
۶۔ ماہنامہ الرضا، بریلی شریف
۷۔ ماہنامہ یادگار رضا، بریلی شریف
۸۔ ماہنامہ جماعت امرتسر
۹۔ السعادت، ویکلی۔ فیصل آباد (پاکستان)
۱۰۔ ماہنامہ صوفی، پنڈی بہاؤ الدین (پاکستان)
۱۱۔ ماہنامہ اشرفی، کچھوچھہ شریف
۱۲۔ ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد
۱۳۔ ماہنامہ وکیل۔ امرتسر
۱۴۔ اہلسنت کی آواز۔ مارہرہ مطہرہ

محولہ بالا اخبارات و رسائل کے علاوہ ہمدم ''لکھنو''، روہیل کھنڈ گزٹ بریلی، روزنامہ سیاست لاہور، احسان لاہور، ''روزنامہ اخبار، بریلی''، ماہنامہ آفتاب اسلام، احمد آباد وغیرہ بھی سواد اعظم اہلسنت کی خبروں اور سنی علماء کے بیانات و مضامین چھاپنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ہندو پاک کے کئی سنی رسائل جاری ہوئے جن میں کچھ بند ہو گئے بقیہ چند جو باقی ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

۱۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت، بریلی شریف۔
۲۔ ماہنامہ سُنی دنیا، بریلی شریف
۳۔ ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور
۴۔ ماہنامہ کنز الایمان، دہلی
۵۔ ماہنامہ جام نور، دہلی
۶۔ ماہنامہ ماہ نور، دہلی

Marfat.com

۷۔ سہ ماہی سنی دعوت اسلامی۔ممبئی

۸۔ سہ ماہی افکار رضا، ممبئی (معلوم ہوا حال ہی میں یہ رسالہ بند ہو گیا ہے)

۹۔ سہ ماہی پیام نظامی، لہرولی بازار، بستی

۱۰۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ (پاکستان)

۱۱۔ ماہنامہ معارف رضا، کراچی (پاکستان)

۱۲۔ کاروان قمر، کراچی (پاکستان)

۱۳۔ المظہر، کراچی (پاکستان)

۱۴۔ ریاض العلم، (اٹک، پاکستان)

۱۵۔ عرفات، لاہور (پاکستان)

۱۶۔ ندائے اہلسنت، لاہور (پاکستان)

۱۷۔ کنز الایمان، لاہور (پاکستان)

۱۸۔ النعیمیہ، لاہور (پاکستان)

۱۹۔ السعید، ملتان (پاکستان)

۲۰۔ نور الحبیب، بصیر پور (پاکستان)

۲۱۔ نورِ اسلام، شرقپور (پاکستان)

۲۲۔ ضیائے حرم، بھیرہ (پاکستان)............وغیرہ

اور انہیں میں شامل ہے جہاں سنیت کا ایک اور چمکتا دمکتا ہوا ماہنامہ "جہانِ رضا لاہور" (مدیر اعلیٰ علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)

نوٹ:۔

راقم نے صرف چند اردو رسائل کے حوالے دیئے ہیں اور اردو رسائل بھی ہیں ظاہر ہے ہر ایک کا اس فقیر کو علم نہیں لہٰذا جن رسائل کے اسماء نہیں پیش کر سکا ہے ان کے مدیران گرامی سے یہ راقم معذرت خواہ ہے۔

Marfat.com

ہندوپاک کے سنی رسائل میں ''جہانِ رضا'' کی بھی اپنی ایک نئی شان اور آن بان ہے۔ اس رسالہ کی توسیع اشاعت اوراسکی مقبولیت میں اقبال محترم کی شگفتہ ودل نشین تحریروں بالخصوص آپ کے اداریوں کا بڑا ہاتھ ہے۔علاوہ اس کے اقبال احمد فاروقی ماہنامہ جہانِ رضا کو بہت ہی حسین اور وقیع انداز میں ترتیب دیتے ہیں۔ کچھ کالم تو ایسے ہیں جو مستقل ہیں جیسے اداریہ۔قارئین کے مکاتیب کا کالم۔اسے فاروقی صاحب نے ''نفاست نامے'' کا نام دیا ہے۔کیا نفاست ہے اس عنوان میں؟ جہاں رضویات کی خبریں (خصوصیت کیساتھ)۔ مندرجہ ذیل عنوانات کیساتھ:

جہان رضویات کا خبر نامہ، جہانِ رضا کی خبریں، دنیائے رضویات کا'' خبر نامہ'' ملکی خبریں:۔اعلیٰحضرت کے علمی خیابانوں کے مہکتے ہوئے پھولوں پر ایک نظر ڈالیے، دماغ معطر ہوجائیگا۔وغیرہ!

رسالہ ہو یا اخبار۔ اسکی مقبولیت اور توسیع اشاعت میں مدیر کو قلم کی جولانیوں، دل نشین تحریروں، حالات حاضرہ پر تبصرہ اور پُر فکر اداریے۔مضامین یا خبروں کے حسن ترتیب کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔

ادب اور صحافت

ویسے تو ادب اور صحافت میں فنی اعتبار سے خاصہ امتیاز ہے کیونکہ ان دونوں اصناف کا اپنا اپنا مخصوص اور جداگانہ دائرہ عمل ہے لیکن اردو صحافت کو ابتداء سے ہی ادبی روایت ورثہ میں ملی تھی۔ بیشتر رسائل وجرائد کی ادارت مشاہیر اہل علم و قلم کے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔ اخبارات میں خبروں کے علاوہ تعلیمی، مذہبی اور ادبی مضامین کی اشاعت کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔ مذہبی رسائل میں بھی ادبی شان برقرار رہتی تھی۔صحافت حالات کا خام مواد مہیا کرتی ہے اور ادب اسے پختہ تر کر کے بین الاقوامی حدود تک پھیلا دیتا ہے۔

Marfat.com

مدیر "جہان رضا" علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی صحافت ادب سے ہم آہنگ ہے۔ آپ صحافت کے دامن پر گل کاریاں کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی اداریے کی صورت میں ماضی اور حال کو یکجا کر کے انکی روشنی میں ہمیں مستقبل کا نقشہ دکھاتے ہیں۔

فاروقی صاحب کے اداریوں کے علاوہ ان کے مضامین و مقالات موضوع کے اعتبار سے جدا جدا اسالیب کے حامل ہوتے ہیں۔ کہیں نثر خالص...... توضیح و استدلال کا جلوہ ہوتا ہے تو کہیں طنز لطیف اور ملاحت آفریں تحریر تو کہیں جمالیاتی اظہار!

زیر نظر باب میں حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے اداریوں، رپورٹوں اور خبروں وغیرہ کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ فن صحافت میں ان کی مہارت اور کمال اجاگر ہو سکے۔

اداریے۔ ایک جائزہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے مئی ۱۹۹۱ء سے لیکر دسمبر ۲۰۰۵ء تک کے اداریے جناب محمد عالم مختار حق نے "فکر فاروقی" میں یکجا کر دیے ہیں۔ انہیں اداریوں میں سے چند کے اقتباسات جناب محمد صلاح الدین سعیدی نے "باتوں سے خوشبو آئے" میں بھی شامل کر دیئے ہیں۔

اداریہ لکھنا بہت ہی کہنہ مشق صحافی اور ایسے صحافی کا کام ہے جو علم و قلم کا دھنی ہو۔ جسے زبان و بیان پر قدرت حاصل ہو، جو فہم و فراست کا حامل ہو اور جس کی نگاہیں مذہب سے لیکر حیات انسانی کے مختلف شعبوں کا بغور جائزہ لیتی رہتی ہوں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ان اوصاف سے متصف ہیں۔ وہ فکر و بصیرت کی روشنی تقسیم کرتے ہیں، ان کی بات بات سے خوشبو آتی ہے۔ ان کی تحریریں چاندنی بکھیرتی ہیں۔ نور کی کرنیں لٹاتی ہیں۔

Marfat.com

اداریے...... جہانِ سنیت کے متعلق

سنی اسلام ہی اصل اسلام ہے۔ایک برطانوی نومسلم دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون (پہلا نام الفریڈ ہے) نے بہت ہی دوٹوک بات کہدی ہے کہ:۔

Sunni Islam is true Islam

اور یہی حقیقت ہے۔اس بنیاد پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہانِ سنیت ہی اصل عالم اسلام ہے لیکن کل کا یہ منور و تاباں جہان، مہکتا ہوا پاکیزہ جہان، خلوص، میل محبت، یگانگت، رواداری اور علم وعمل کی تجلیاں بکھیرنے والا یہ جہان آج انتشار وافراتفری، آپسی مار دھاڑ، کھینچ تان، اخلاص ومحبت سے عاری، دینی علوم سے بے رغبتی، بے عملی و بے حسی کی دنیا میں تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ پیری مریدی، نمائشی جلسہ وکانفرنس، چندہ، دھندہ، گلیمر، تقریری گھن گرج، کرسی وعہدے کی للک کا دور دورہ ہے۔ پیران طریقت، خطبا ومقررین اپنے لیے لمبے، چوڑے خطابات و القابات لکھواتے ہیں اور خود ان کے اپنے اپنے حلقے کے لوگ، ان کے خوشامدی انہیں بڑھا چڑھا کر خطابات والقابات سے یاد کرتے ہیں۔ جماعت کے اکثر نامور علماء وخطباء جلد از جلد دروازہ مذہب سے نکل کر ایوان سیاست میں داخل ہونے کو بیتاب رہتے ہیں، جوڑ توڑ، توڑ پھوڑ، سیاست دانوں، لیڈروں اور منسٹروں کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں اور دنیا داروں اور ناہنجاروں کے پیچھے بھاگنے والے یہ حضرات خود یہ خواہش رکھتے ہیں کہ قوم ان کے پیچھے بھاگے، ان کی پیروی کرے، انہیں اپنا قائدوراہ نما تسلیم کرلے۔

الامان والحفظ!

ملاحظہ کیجیے ان امور سے متعلق فاروقی صاحب کے اداریے:۔

الف:۔وارثان محراب ومنبر کی نذر:۔

فاروقی صاحب پہلے لفظ ''محراب'' کا معنی بتاتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

لفظ ''محراب'' ۔لفظ ''حرب'' (جنگ) سے نکلا ہے۔ عربوں کی جاہلی جنگوں میں میدان جنگ میں ایک مخصوص جگہ متعین ہوتی تھی جہاں سالار جنگ کھڑے ہوکر اپنے سپاہیوں کو ہدایات دیتا، حوصلے بڑھاتا، دشمن کے وار سے بچاتا۔ جنگ جو دستوں کو جنگی حکمت عملی سے آگاہ کرتا اور دشمن کو للکارتا تھا۔ قدیم عربوں کے ہاں اس مقام کا نام ''محراب'' یعنی حرب کا مقام اور جنگ کرنے کی جگہ۔ اسلام کی روشنیاں آئیں تو کئی دوسرے الفاظ کی طرح اس لفظ کو بھی میدان جنگ سے اٹھا کر مسجد میں لا رکھا گیا اور مسجد میں ''محراب'' کو مستقل جگہ دیدی گئی پھر اس مقام پر ''سالار جنگ'' کے بجائے ''خطیب مسجد'' یا ''امام مسجد'' کو مقرر کردیا گیا تاکہ وہ باطل قوتوں اور شیطانی حملوں کے خلاف اپنے مخاطبین کو آگاہ کرتا ہے اور جہاد کے لیے قوم کو تیار کرے، دشمن قوتوں سے بچائے۔ اسلام نے اس لفظ اور اس مقام کو اتنی اہمیت دی کہ ہمارے آقائے کریم مسجد نبوی میں اسی مقام پر کھڑے ہوکر اپنے جانباز صحابہ کو ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' سے آشنا فرماتے۔

محراب کی اہمیت قرون اولی سے لیکر آج تک مستحکم ہے اور اس کی اہمیت و افادیت امت مسلمہ میں مسلم ہے...... یہی وہ مقام ہے جہاں پر ہمارے ائمہ مساجد کھڑے ہوکر ہر روز اہل ایمان کو اپنے اللہ کے سامنے سربسجود ہونے پر آمادہ کرتے ہیں اور اس فریضہ کی امامت کرتے ہیں۔'' (فکر فاروقی ص ۱۵۰۔۱۵۱۔ بحوالہ جہان رضا ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

حکومت پاکستان نے مسجدوں اور خانقاہوں کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اب محراب و منبر کے وارث کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرنے لگے اور یہ دینی راہنما محکمہ اوقاف کے کرپٹ اہلکاروں کے تابع کردیئے گئے۔

مسلمانوں پر غیر اسلامی مسلمانوں کی حکمرانی اور خود اپنے سنی علماء کی بے حسی پر فاروقی صاحب اس طرح رنج وقلق کا اظہار کرتے ہیں:۔

Marfat.com

''پاکستان ایک اسلامی ملک ہے مگر اس پر حکمرانی کا اختیار ''غیر اسلامی مسلمانوں'' کو ملا ہے۔ آج کے مسلمان معاشرہ میں تمام غیر اسلامی آلائیش موجود ہیں...... ان حالات میں آلائشیں علماء کرام اپنی مساجد کے ''محراب و منبر'' کو اگر مومنانہ بصیرت سے سنبھالے رکھیں تو یہ عصر حاضر کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا...... آج ہمارے اکثر سنی علماء کرام (اوقافی علماء سمیت) مساجد کے انتظام و نظام کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ وہ نماز پڑھا کر اپنے مقتدیوں سے پہلے مسجد سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مسجد کے درودیوار سے ایسے گھبراتے ہیں جیسے امامت کے علاوہ انہیں مسجد سے کوئی واسطہ نہیں اگر مسجد کے درودیوار اداس دکھائی دیں تو ہم جان جاتے ہیں کہ یہ مسجد ہماری ہی مرثیہ خوانی کر رہی ہے...... اکثر سنی علماء کرام کی بے نیازیوں اور سہل انگاریوں کی وجہ سے ہماری بڑی بڑی مسجدیں ویران ہوتی جارہی ہیں اور نمازیوں سے خالی نظر آتی ہیں۔ آج ہماری

؎ مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے

دین سے ناآشنا عوام کا ایک طبقہ مسجد سے دور رہتا ہے۔ علماء سے دور رہتا ہے۔ دین سے دور رہتا ہے اور آہستہ آہستہ بدعقیدہ ''مولویوں'' کے جال میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ آج وہابی، دیوبندی اور شیعہ ایسے ہی علماء کی توجہ سے محروم۔ ایسے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا کر اپنی مسجدیں اور درس گاہیں آباد کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سنبھالا دینے کی ضرورت ہے۔ ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہیں قریب لانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام آج کے دور میں مشکل ضرور ہے۔ سنی علماء کرام اسی مشکل منزل کی طرف چلنے سے ہچکچاتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ''وارثان محراب و منبر'' کا آج تک یہی کام رہا ہے...... آج علماء اہلسنت اور سنی ائمہ مساجد کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھیں اور دین سے ناآشنا عوام کو ان آلودگیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں جو دین کے نام پر پھیلائی جارہی ہیں۔ وہ اپنی مساجد کے بلند بانگ

Marfat.com

لاؤڈ اسپیکرز سے "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی دلنواز صداؤں سے خوش نہ ہوجایا کریں۔ وہ میلاد کے سالانہ اجلاس میں "وعظ فروشوں" کی رنگین تقریروں پر مطمئن نہ ہو جایا کریں۔ وہ ہر ماہ "گیارہویں شریف" کے ختم پر تبرکات کی تقسیم پر جھپٹتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر شادکام نہ ہوا کریں بلکہ اپنے "محراب" کی آن اور مسجد کی شان کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے عوام اور اپنی فوج کو باطل قوتوں کے خلاف صف بندی کر کے نیکی تربیت دیں۔"

(فکر فاروقی ص ۱۵۵ تا ۱۵۷۔ بحوالہ جہانِ رضا ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء)

(ب) سُنی اپنا مقام پہچانیں

"آج عالم اسلام جن مشکلات سے گزر رہا ہے وہ تاریخ عالم کا ایک خونچکاں باب بنے گا۔ مغربی قومیں، خاص کر یہودی اور ہندو قوتیں اسلامی ممالک پر جس انداز سے حملہ کر رہی ہیں وہ نو آبادیاتی نظام کے حملوں سے بھی زیادہ شدید اور خطرناک ہے۔ فلسطین اور لیبیا کے بعد افغانستان اور عراق پر جو کچھ ہوا وہ کل کی بات ہے۔ آج یہی قومیں بوسنیا، چیچنیا اور کشمیر کے مسلمانوں کیساتھ جو ظلم و ستم کرا رہی ہیں وہ ان کی اسلام دشمنی کی کھلی اسکیم ہے۔"......(فکر فاروقی ص ۱۴۳ بحوالہ جہانِ رضا مئی جون ۱۹۹۵ء)

وہ اسلامی جیالے اور مجاہدین اسلام جو آج بھی قوت عشق رسول سے ان ظالمان دہر اور اعداء اسلام سے نبرد آزما ہیں ہم ان کی ہمتوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔ دراصل یہ وہ سنی مسلمان ہیں جنہیں اولیاء کرام سے اسلام کے نام پر کٹ مرنے کا درس ملا ہے۔ سنی اولیاء و علماء نے ہی اپنی خانقاہوں اور درسگاہوں میں بیٹھ کر ایسے جانبازان اسلام کی تربیت کی تھی۔

فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ آج سنیوں کو شاید اپنا مقام یاد نہیں کہ بزرگان دین نے انہیں خانقاہوں سے عشق مصطفےٰ کی تربیت دی ہے......

Marfat.com

بیان کے زور و جوش کیساتھ آگے لکھتے ہیں:......

''یہ خانقاہیں، یہ درگاہیں، یہ بزرگانِ دین کی بارگاہیں۔ یہ اہل اللہ کے زاویے دراصل شیروں کی کچھاریں ہیں۔ عقابوں کے نشیمن ہیں۔ غازیوں کی چھاؤنیاں ہیں اور مجاہدین کی تربیت گاہیں ہیں جہاں کفر کی بجلیاں بھی گریں گی تو مزاحمت کے پسینوں کی چٹانیں بھی یہاں ہی کھڑی ہوں گی۔''

(ایضاً ص ۱۳۴)

فرقہائے باطلہ کے دورِ انگلشیہ کے تربیت یافتہ ''سپاہ صحابہ''، ''سپاہ محمد'' بندوقیں اٹھا کر پر امن نمازیوں کے خون سے مسجدوں کو رنگین کر کے خود کو مجاہدین اسلام اور پاسبان ملت کہلوا رہے ہیں ان نام نہاد مجاہدین کا رد بلیغ کرتے ہوئے پیرزادہ اقبال احمد صاحب سنیوں کے درِ احساس پر دستک دے رہے ہیں:۔

''سنیو! آج اسلام کی اکثریتی قوت کے تم وارث ہو جو ''عشق مصطفےٰ'' کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ بزرگان دین کے جانشین تم ہو جنہوں نے اپنی خانقاہوں میں ہمیں مرنا اور جینا سکھایا تھا، ان زیارت گاہوں کے تم وارث ہو جنکی نگاہوں نے مجاہدین کی نسلیں تیار کی تھیں۔ آج دنیا اپنے شور و شرابے اور ڈھول ڈھمکے کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتی کہ بغداد ہمارا ہے۔ عراق ہمارا ہے! الجزائر ہمارا ہے، کشمیر ہمارا ہے!''

(ایضاً ص ۱۳۴، ۱۳۵)

یہ حقیقت ہے کہ دنیائے اسلام میں جہاں جہاں نصرانی وصیہونی اور ہندو کے حملے ہو رہے ہیں ان کی مزاحمت سنی ہی کر رہے ہیں اور نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کا ہر سنی مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتا ہے اسکے مسلک کے مجاہدین ہر جگہ عشق مصطفیٰ سے سرشار اپنے خونِ جگر سے سنیت کی تاریخ لکھ رہے ہیں۔

پیرزادہ فاروقی صاحب اظہار رنج و غم کرتے ہوئے سنیوں کو پیغام

Marfat.com

بیداری اور اپنا مقام پہچاننے کی دعوت دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

''کشمیر کی مساجد، خانقاہیں اور کوچہ و بازار خون آلود ہیں اور یہ سارا خون سنیوں کا بہ رہا ہے۔ ایک وہابی وہاں قتل ہوتا نظر نہیں آتا۔ کشمیر کی وادیوں میں سنیوں کی ساری خانقاہیں اور درگاہیں بھارتی درندوں کا نشانہ ہیں، ایک دیوبندی مولوی یا ''سپاہ صحابہ'' کا ایک شخص یا تبلیغی جماعت کا ایک فرد وہاں شہید نہیں ہوا (قتل نہیں ہوا)۔ بوسنیا میں سارے سنی جام شہادت نوش کر رہے ہیں، چیچنیا میں سارے سنی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑ رہے ہیں، عراق میں صرف اور صرف سنی ہی شہید ہوئے ہیں اور اب انہیں کے بچے بھوکے پیاسے جاں بلب ہیں، ایک وہابی یا شیعہ [illegible]ں جماعت کا ایک رکن بش کی گولی سے نہیں مرا، آج ایک سنی بھی کلنٹن کی ناکہ بندی کا شکار نہیں ہو رہا بس اپنے گھر میں پاکستان کے نئے نئے مجاہد جہاد کر کے مسلمان نمازیوں کو مسجدوں میں قتل کر رہے ہیں، نہ یہ باہر جا کر لڑ سکتے ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان دے سکتے ہیں۔

ان حالات میں سنیوں کو اپنا مقام پہچاننا چاہیے۔ انہیں یہاں خونخوار گروہوں سے نپٹنے کے لیے سینہ سپر ہو کر، سر بلند ہو کر، دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نپٹنا چاہیے......

سنی ہوں، نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لیے شایان خس و خاشاک نہیں ہے

(ایضاً ص ۱۳۷۔۱۳۸)

ج۔ کیا پاکستان کے سنی متحد نہیں ہو سکتے؟

پیر زادہ فاروقی صاحب سنیوں کے لیے الگ الگ نمائشی ریلیوں، کانفرنسوں اور اجتماعات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ان گروہوں کے فتنہ [illegible] اور ان میں شامل سنی مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر اپنی اجتماعی قوت کے اظہار کی دعوت دیتے

Marfat.com

ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ کیا پاکستان کے سنی متحد نہیں ہو سکتے؟ ویسے تو فاروقی صاحب کا یہ سوال پاکستان کے مسلمانان اہل سنت سے ہے لیکن اس پردے میں مسلم دنیا کے سبھی سنی مسلمانوں سے یہ سوال ہے۔

اقبال فاروقی صاحب نے نومبر ۱۹۹۲ء میں ''سنی کانفرنس'' کا اجتماع دیکھا۔ دعوت اسلامی کے اجتماع کا نظارہ کیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی ریلی کا منظر دیکھا اور حضرت شاہ احمد نورانی (رحمتہ اللہ علیہ) کی عظیم الشان کانفرنس کو بھی دیکھا۔

بظاہر ان اجتماعات اور ریلیوں کو دیکھ کر فاروقی صاحب کو خوشی ضرور ہوئی کہ ان میں کوئی بھی بد مذہب نہیں تھا سب کے سب سنی ہی تھے اور بقول ان کے انہوں نے ایک عرصہ سے سینوں کے ایسے اجتماعات نہیں دیکھے تھے لیکن انہیں یہ دیکھ کر اس وقت دکھ ہوا جب محسوس کیا کہ ہر سنی اجتماع کا رخ جدا جدا تھا۔ ہر سنی جلوس کی راہیں جدا جدا تھیں، ہر سنی ریلی کا قبلہ جدا جدا تھا۔ ہر سنی حلقے کی امامت اور قیادت جدا جدا تھی...... آہ! ان میں تو وہ علماء و مشائخ، خطباء و ادباء اور مفکرین اور مدبرین شامل ہیں کو جو لوگوں کو اتفاق و اتحاد، یک جہتی اور محبت کا سبق دیتے ہیں تو پھر؟ ان کے قبلے کیوں جدا جدا ہیں...... کیا اس میں ان حضرات کی کوئی دینی، روحانی یا سیاسی حکمت ہے؟ آہ سینوں کی عظیم الشان قوت جدا جدا راہوں پر چلتی نظر آتی ہے تو دل بیٹھ جاتا ہے۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے حوالے سے محترم فاروقی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''سنیو کی بھیڑو! خدارا اکٹھی ہو کر رہو، نہیں تو بدعقیدہ، بد مذہب، بے دین سیاستدان اور لیڈروں کے بھیڑیے تمہیں چیر پھاڑ جائیں گے۔'' آج جب ہم اپنے سینوں کو پارہ پارہ دیکھتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کی نصیحت کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ پھر علامہ اقبال کا ایک شعر ''بہ ادنیٰ'' تصرف لبوں پر آجاتا ہے۔

Marfat.com

آنکہ شیراں را کند روباہ شعار
انتشار است، انتشار است، انتشار

"جو چیز شیروں کو لومڑی بنا دیتی وہ انتشار ہے، انتشار ہے اور انتشار ہے۔"

آج ہم جس انتشار کا شکار ہو گئے ہیں وہ شیروں کو روباہ مزاج بنا دیتا ہے آج سنیوں کی بھیڑوں کے یہ منتشر ریوڑ مسلم لیگ کی زد میں آنیوالے ہیں، آج سنیوں کی بھیڑوں کے یہ منتشر گلے پیپلز پارٹی کے جیالوں کی چھریوں سے ذبح ہونیوالے ہیں۔ آج سنیوں کے یہ جدا جدا قافلے عنقریب بے دین اور لٹیروں کے انتخابی جلسوں کی رونق بننے والے ہیں۔

ہمیں سنی جلوسوں کو دیکھ کر حوصلہ ہوا، اجتماعات کو دیکھ کر توانائی، ریلیوں کو دیکھ کر ایمان تازہ ہو گیا مگر ان کے انتشار کو دیکھ کر رونا، پھر ان شیروں کو روباہ صفت بن کر انتخابی گرگوں کا شکار ہونے کے تصور سے دل کانپ گیا۔ یہ مقدس لوگ، یہ نامور لوگ، یہ پاکباز لوگ، یہ نورانی چہرے، یہ چمکتے ہوئے ماتھے، یہ چاند جیسی صورتیں اپنے انتشار کی وجہ سے کن سیاسی شعبدہ بازوں کے جال میں پھنسنے والے ہیں؟۔

؎ رولے اب دل کھول کر بادیدۂ خونابہ بار

(ایضاً ص۲۰۹،۲۱۰)

اخیر میں حضرت فاروقی صاحب۔ حنفیوں کے انتشار کے المیہ پر اس طرح اظہار کرتے ہیں:۔

"سنیوں کے اس انتشار اور خود پسندی کی وجہ سے ہمارے کئی سیاسی اور دینی رہنما دین کا نام لینے والے ان ٹولوں سے اتحاد اور یگانگت کی بھیک مانگ رہے ہیں جو کبھی شمار قطار میں نہ تھے۔ یہ ایک المیہ ہے۔ ایک سانحہ ہے کہ اتنی عظیم سنی اکثریت آج باہمی انتشار کی وجہ سے غیروں کے دروازے کھٹکھٹانے، زرداروں سے چند سیٹوں کی بھیک مانگنے، بدقماش دولتمندوں کے خیموں میں بیٹھ کر "نظام

Marfat.com

مصطفٰی'' کی باتیں کر رہے ہیں۔ اپنوں کی بے اتفاقی اور بے اعتنائی سے مایوس ہو کر ان لٹیروں نے انہیں اپنی بقا کی بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا ہے جنہیں بار ہا آزما چکے ہیں یہ لوگ ان دروازوں پر کھڑے ہو کر جھولیاں پھیلائے ہوئے نظر آتے ہیں جو ہمیں استعمال کر کے پھینک دیا کرتے ہیں۔'' وائے بر حال ما وائے بر اعمال ما! وائے بر مآل ما!

(ایضاً ص ۲۱۱)

د۔ سنیوں کے بھٹکتے ہوئے قافلے

مسلمانان اہل سنت نے ملکی آزادی اور قیام پاکستان کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں اور آج بھی وہ نظام مصطفٰے کے پرچم تلے اس سرزمین کو زندہ و پائندہ و تابندہ دیکھنے کے آرزو مند ہیں لیکن اکثریت میں ہوتے ہوئے بھی مسلمانان اہل سنت ''نظام مصطفٰی'' کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنیوالے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ انہیں غیروں نے پارہ پارہ نہیں کیا بلکہ خود ان کے نادان دوستوں نے ان کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ سنی الگ الگ طبقوں، جماعتوں اور تحریکوں میں منقسم ہیں۔ ہر ایک کا اپنا ایک لیڈر۔ ایک قائد ہے۔ سب نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کر لی ہے۔ سب کی اپنی اپنی ڈفلی ہے اور اپنا اپنا راگ ہے۔''

ایسا نہیں کہ اس جماعت میں صاحبان علم و فضل اور مشائخ کرام نیز مفکرین اور دانش وروں کی کمی ہے۔ سب کی اپنی اپنی سج دھج ہے لیکن ان کے قافلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ''وادیٔ کنعان'' میں بھٹک رہے ہیں۔

ایک طرف تو پاکستان کی سیاسی بد حالی اور سیاستدانوں کی دین سے دوری، دوسری جانب سواد اعظم کے افتراق و انتشار کا یہ عالم۔ یہ حال بد دیکھ کر دین و ملت کا درد رکھنے والے مفکر اسلام علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کڑھتے ہیں، ان کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ ایک کراہ کیساتھ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں:۔

Marfat.com

''کاش! سنیوں کے یہ بھٹکے ہوئے قافلے ایک منزل کی طرف گامزن ہو جائیں۔ یہ اہل زر کے دروازوں سے اٹھ کر در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف چلیں، کاش یہ اپنے کریم کے گدا بن کر اپنے مسلک کو ''پارۂ ناں'' نہ بنائیں۔

(جہان رضا، مارچ ۲۰۰۸ء ص ۵)

اقبال فاروقی جماعتی انتشار سے بددل ضرور ہیں لیکن مایوس نہیں! وہ دیکھ رہے ہیں کہ وقت بدل گیا ہے۔ آمریت دم توڑ رہی ہے...... لیکن رہنمایان اہل سنت پھر بھی انتشار و افتراق کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور ان کے اس رویے پر سنیوں کا ایک ایک فرد خون کے آنسو رو رہا ہے، سنیوں کا ایک ایک بچہ یتیم بن کر فریاد کناں ہے کہ۔

؎ کتھے میرا عمر بہادر جیہڑا مینوں گلے لگا وے

اقبال فاروقی منتظر ہیں کہ یہ قائدین ملت کب متحد و متفق ہو کر غلبہ اسلام کا کارنامہ انجام دیں گے اور ''نظام مصطفےٰ'' کے نفاذ کے لیے مل جل کر کام کریں گے۔ لکھتے ہیں:۔

''آج ہم اپنے راہنمایانِ اہلسنت، آج ہم اپنے علمائے اہلسنت، آج ہم اپنے علمبرداران نظام مصطفےٰ۔ آج ہم اپنے ناموس مصطفےٰ کے نعرے لگانے والے لیڈران کرام پر نگاہیں جمائے بیٹھے ہیں کہ وہ کب اٹھیں گے اور انتشار و افتراق کی وادیوں سے نکل کر یکجان ہو جائیں گے اور ملت اسلامیہ کی راہنمائی کے لیے اپنا کردار ادا کریں گے ورنہ۔

؎ ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں!''

(جہان رضا، مارچ ۲۰۰۸ء ص ۷)

یوں تو فاروقی صاحب نے پاکستانی سنیوں کے افتراق و انتشار کا منظر نامہ پیش کیا ہے لیکن سنیوں کی یہی کیفیت ہر مسلم ملک میں ہے اور ان ممالک میں

Marfat.com

بھی ہے جہاں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی ہے۔ جیسے بھارت میں..........

ہ۔فرزندان توحید اپنے آپ کو سنبھالیں

زیر نظر اداریہ میں بھی اقبال احمد فاروقی کے دردمند دل اور قلم حق رقم نے سیاہی کے بجائے خون سے صفحات قرطاس کو رنگین بنایا ہے وہ توحید کے پرستاروں کو خبردار کررہے ہیں کہ خود کو سنبھالیں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر غلبۂ اسلام کا کارنامہ انجام دیں۔ ''کلاب الدنیا'' کو دھتکار دیں، اصنام سیاست کے پجاریوں اور ان کے سیاسی بتوں اور بت کدوں کو ٹھوکروں سے اڑا دیں۔

آہ! کیسے رنج وقلق کا اظہار کرتے ہیں:۔

''اغیار کی ان یلغاروں اورسازشوں کیساتھ ساتھ مسلمانوں کے اپنے اندرونی خلفشار اور اختلافات اسقدر بھیانک صورت اختیار کر چکے ہیں کہ انکی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ دنیا کے دوسرے خطوں کو چھوڑیئے خود پاک سرزمین مملکت خداداد پاکستان کے اندر مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کی جو حالت زار ہے وہ

گلہ وفائے جفا نما جو کرم کو''اہل حرم'' سے ہے
کبھی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری، ہری!

(جہان رضا، جنوری ۱۹۹۳ء)

ز:۔علمائے اہلسنت اپنے عقائد کا دفاع کریں

فرنگی دور حکومت میں برصغیر میں ''انسانی عقائد کی آزادی'' کے نام پر ایک تحریک چلی جسکو انگریزی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ قادیانیت۔ نیچریت، دیوبندیت، سلفیت (اہلحدیث) وغیرہ کے فتنے اسی فرنگی دور حکومت میں سامنے آئے۔ اللہ و رسول کی بارگاہان اقدس میں ہفوات اور گستاخیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہونے لگا۔ علمائے اہلسنت کے لیے یہ زبردست چیلنج تھا لیکن انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس چیلنج کو قبول کیا بلکہ ان طوفانوں کے سامنے ڈٹ گئے اور اسی دور میں

Marfat.com

مردکامل، مردخدا، عبد مصطفیٰ، عاشق مصطفیٰ احمد رضا۔ امام۔ فاضل بریلوی نے عقائد باطلہ کی تردید کا اہم و عظیم کارنامہ انجام دیا۔

ہندوستان آزاد ہوا۔ امام احمد رضا کے خلفاء و ہم مسلک علماء اور عوام اہل سنت نے پاکستان کے قیام کے لیے جدوجہد کی اور بے پناہ قربانیاں دیں لیکن آج پاکستان بھانت بھانت کے فرقہائے باطلہ کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اور مسلمانان اہلسنت ان کی زد میں ہیں ان فتنوں کی تباہ کاریوں کو دیکھ کر فاروقی صاحب حیران و پریشان ہیں۔

لکھتے ہیں:۔ "ان دینی فتنوں نے عقائد اہل سنت پر جو بھیانک اثرات ڈالے ہیں، اس نے سواد اعظم کو پامال کر کے رکھ دیا ہے..... آج امت رسول پر وہ نازک وقت آگیا ہے جب علمائے اہل سنت کو خواب غفلت کو چھوڑ کر غرور و پندار کے قلعوں سے نکلکر، کبر و نخوت کے حجروں کو خیر باد کہہ کر عقائد اہلسنت کا دفاع کرنا چاہیے۔"

(جہانِ رضا جنوری، فروری ۱۹۹۶ء)

ح۔ دینی القابات و خطابات کا بیجا استعمال

دوسرے فرقوں کے ملاؤں کو ان کے پیرو کن کن القابات و خطابات سے یاد کرتے ہیں ہمیں اس سے غرض نہیں لیکن خود ہماری جماعت میں ان القابات و خطابات کے بیجا اور ناروا استعمال کا ایسا رواج پڑ گیا ہے کہ اللہ کی پناہ!

اولاً تو ایسے مولانا اور علامہ نظر آئیں گے جنہوں نے کسی مدرسہ میں قدم رکھا، نہ دین اور دینی علوم سے ان کا کوئی واسطہ لیکن حلیہ بنا کر، کسی نامور عالم دین یا مشہور اور بڑے خاندان کی رشتہ داری کی بنا پر بہت سے علم و عمل سے بے بہرہ صاحبان بھی "مولانا" اور "علامہ" بن بیٹھے ہیں اور لوگ ان کے خوف سے یا ان سے کسی دنیوی منفعت کی وجہ سے خوشامداً انہیں حضرت، علامہ مولانا کہتے ہیں یہاںتک کہ ان کی دست بوسی بھی کرتے ایسے "مولانا اور علامہ" صاحبان عربی،

Marfat.com

فارسی تو دور اردو تک نہیں پڑھ سکتے۔ "کتابچہ" کو "کتا بچہ" پڑھتے ہیں۔ انہیں میں کچھ شد بد رکھنے والے پیر طریقت بھی بن بیٹھے ہیں اور دھڑا دھڑ مرید بنا رہے ہیں اور نذرانے وصول کر کر کے "بینک بیلنس" بڑھا رہے ہیں۔

القابات و خطابات کی بھی عجیب ہوا چلی ہے۔ اگر کسی کا نام "کمال احمد" ہے تو اسے "کمال ملت" کا خطاب دیدیا جائیگا حالانکہ وہ کمال تو کمال کسی بھی خیر خوبی سے یکسر عاری ہے اور قوم وملت کو مبتلائے زوال کر رہا ہے۔

ایسے ہی القابات و خطابات کے بیجا استعمال پر فاروقی صاحب لب وا کرتے ہیں:۔

پاکستان میں جب علم و فضل کا جنازہ نکل گیا۔ روحانیت کے چراغ بجھ گئے۔ آگے خانقاہیں اہل اللہ سے خالی ہوگئیں تو یہاں کے علماء فضلاء، سجادہ نشینوں اور دربار نشینوں نے بڑھ کر ان کے بلند خطابات والقابات پر قبضہ کرلیا جو ان کے آباواجداد کو سجتے تھے۔

ہندوستان کی سرزمین میں جب مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنے علم و تقویٰ کی بنا پر "اعلیٰحضرت" کہلائے تو یہ خطاب اتنا پسند کیا گیا اور عام ہوا کہ ہر شخص اپنے پیرو مرشد کو "اعلیٰحضرت" کہنے لگا اور اسی طرح کئی صوبائی اور ضلعی سطح کے "اعلیٰحضرت" سامنے آگئے۔

نقش بندی خانقاہوں سے وابستہ حضرات نے اپنے آپ کو "قیوم پنجم"۔ "قیوم زماں"، "قیوم عصر"، "قیوم وقت" اور "قیوم ملت" کہلانا شروع کردیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ مجدد کے لقب کو "مجدد زماں"، "مجدد اہل سنت"، "مجدد مسلک"، مجدد شریعت"، مجدد روحانیت" اور "مجدد علمیت" اپنایا جانے لگا۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کے افکار و فتویٰ کو پھیلانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اسیطرح اعلیٰحضرت کے شاگردوں نے "ملک

Marfat.com

العلماء"، "صدرالا فاضل"۔صدر الشریعہ" جیسے خطابات اپنائے مگر اب ہر سنی علم دین مفتی اعظم، مفتی زماں۔ مفتی پنجاب۔ مفتی کراچی، مفتی لاہور بن کر ایسے سامنے آتا ہے جیسے "مفتی" کا خطاب مفت مل گیا ہو۔

اس وقت ہمارے نووارد علما کو "علامہ" کہلانے کا بڑا شوق ہے۔ ہر مسجد، ہر مدرسے سے بلکہ ہر گلی کوچہ میں سیکڑوں "علامے" نظر آتے ہیں اگر ان سے "گلستان سعدی" کے ایک شعر کا معنی پوچھ لیں تو داڑھی کھجانے لگتے ہیں۔

آج ہر گدی نشین زبدۃ العارفین ہے۔ آج ہر وعظ فروش "عمدۃ الواعظین" ہے، آج ہر نعت فروش "حسان وقت ہے"......م

(جہان رضا، جون ۱۹۹۹ء)

ط۔ ہماری دینی مجالس میں ناپسندیدہ روایات کا رواج

آج تبلیغ کو سوداگری اور تجارت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ پیری مریدی اور خطابت و مقرری ایک انڈسٹری بن گئی ہے۔ ایسے ہی وعظ فروشوں۔ گلے باز مشاعروں کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"موجودہ دور میں انسان ضروریات زندگی کا غلام بن کر رہ گیا ہے۔ زر پرستی اور حصول زر کے طوفانوں نے ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس زر پرستی کی دوڑ سے ہمارے بعض علماء کرام اور واعظانِ خوش بیان بھی متاثر ہوئے ہیں اور وہ اسلامی تبلیغ کا ارفع مقام کھو کر ضروریات زندگی کے حصول کی دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں۔

ان واعظوں میں "وعظ فروشوں" کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو اپنی تقریر اور وعظوں پر سودے بازی کیے بغیر قوم کو خطاب کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ "وعظ فروشوں" کا یہ طبقہ دین کے نام پر تبلیغ کرتا ہے اور تبلیغ کے نام پر وعظ فروشی کرتا ہے۔

Marfat.com

اسلام تو کیا یہ لوگ اپنے رسول کے نام پر بھی وہ قیمت وصول کرتے ہیں جس سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ یہ درست ہے کہ ان وعظ فروشوں کی زمینیں نہیں، کارخانے نہیں، دکانیں نہیں، اہل وعیال کی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے مالی ذرائع نہیں۔قومی سطح پر ان معاملات کا مداوا ہونا چاہیے مگر ان دنیوی محرومیوں کی قیمت جس انداز میں یہ حضرات وصول کر رہے ہیں وہ انہی کا دل گردہ ہے۔
ان ''وعظ فروشوں'' میں بعض ایسے محروم مطالعہ حضرات بھی ہیں جو بیس سال سے رٹی ہوئی چند تقریروں کو اسٹیج پر سناتے ہیں اور داد پاتے ہیں نعرے لگواتے ہیں اور منافقین کو گرماتے اور تڑپاتے ہیں۔ اگر انہیں کسی مجمع میں نئے موضوع پر تقریر کرنی پڑ جائے تو یہ پٹڑی سے اتر جاتے ہیں اور ان کے زور خطابت سے سامعین کو کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

(جہانِ رضا، اگست ۱۹۹۵ء)

فاروقی صاحب۔ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ یہ وعظ فروش مغربی ممالک کے علاوہ بنام تبلیغ کسی دوسرے ملک میں نہیں جاتے۔

گلے باز متشاعروں یعنی نعت خوانوں کے اس طبقہ کا بھی ذکر کیا ہے جو خود کو حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہما کا جانشین قرار دیتا ہے۔ یہ اپنے گلے بازی کے زور پر ہر ہر شعر کو مکرر، سہ کرر پڑھ کر نوٹ پر نوٹ وصول کرنے کی فراق میں رہتے ہیں۔

اس سنیے پیران طریقت کی داستان حقیقت۔ فاروقی صاحب رقمطراز ہیں:۔

ان ''وعظ فروشوں'' اور ''نعت فروشوں'' کیساتھ ساتھ ہمارے ''پیران طریقت'' کا ایک ایسا روحانی طبقہ پیدا ہوگیا ہے جو ''مجددی'' ہو کر اپنے پیروکاروں کو 'ذکر بالجہر' پر لگائے پھرتا ہے۔ یہ پیران طریقت اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلۂ عالیہ سے منسلک ہیں مگر پرشور اذکار سے در و دیوار ہلاتے چلے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ ''سلسلہ چشتیہ'' کے بزرگان طریقت اب ''ذکر بالجہر'' کی حدود کو توڑ کر سہروردیوں سے رقص و وجد کی کیفیتیں سمیٹ کر اپنی محافل میں رنگ پیدا کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں۔

ملامت می کند خلقے و من بردار می رقصم!

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام لیوا ''قادریوں'' کو ایسی دھمالیں ڈالتے دیکھا گیا ہے کہ ''سلسلہ نوشاہیہ'' کے مستانے بھی انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں۔ ''حق ہو'' کی رقیتں اور ''ہو ہو'' کی وجد آفرینیاں اب اہل اللہ کا شیوہ بن گیا ہے۔

ہماری دینی مجالس کی ان ناپسندیدہ روایات کو اب کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ ان شاہ سوارانِ روایات کو کوئی ٹوکنے والا نہیں ہے، ان راہ روانِ طریقت کو کوئی سمجھانیوالا نہیں رہا۔ یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے، ہمارے جلسوں میں ہوتا ہے، ہماری روحانی محفلوں میں ہوتا ہے، ہماری مجالس نعت خوانی میں ہوتا ہے، ہمارے کوچہ و بازار میں ہوتا ہے، ہمارے درباروں اور خانقاہوں میں ہوتا ہے، ہمارے عرسوں پر ہوتا ہے۔

ہماری دینی زندگی کے وہ زخم ہیں جن کے لیے کوئی مرہم نہیں، یہ وہ بیماریاں ہیں جن کا کوئی علاج نہیں، یہ وہ درد ہیں جنکی کوئی دوا نہیں، یہ وہ ناسور ہیں جن کا کوئی مسیحا نہیں ہے، یہ وہ مکروہات ہیں جنہیں ہم نے نیکی جان کر اپنا لیا ہے۔

یہ امت روایات میں کھو گئی
عجم کے خرافات میں کھو گئی

تبصرہ

''الف'' سے ''ط'' تک اقبال احمد فاروقی کے نواداریوں میں ''جہان سنیت'' کے منظر نامے پر نظر ڈالی گئی۔ حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے

Marfat.com

ہماری ''سنی دنیا'' کے پیروں، وعظ فروشوں، نعت فروشوں، نام نہاد مبلغین، سنیوں کے آپسی افتراق و اختلاف اوران کے انتشار، ریلیوں، جلسوں، کانفرنسوں، دھمال اور دھما چوکڑیوں، القابات وخطابات کے دُم چھلوں نیز دیگر حالات و کیفیات کا جو نظارہ دکھایا ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے اوران تمام حالات کا نقشہ فاروقی صاحب نے، قلم سے نہیں بلکہ ''خون دل میں انگلیاں ڈبو کر'' کھینچا ہے۔ پیرزادہ صاحب کا دینی و ملی درد ابھر ابھر کر سامنے آیا ہے......آپ کا حرف حرف معتبر ہے......

۲۔ذرائع ابلاغ پر دینی دانشوروں کی بوالعجبیاں

آج کا دور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے۔ ہر ملک ان ذرائع ابلاغ پر سیاسی، سماجی اور معاشی وسائل کو بڑی آب و تاب سے بیان کرتا ہے۔ پاکستان بھی اس معاملے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ یہاں کی حکومت بھی امت مسلمہ پر یہ کرم نوازیاں کرتی رہتی ہے کہ وہ ان ذرائع ابلاغ پر عوام کو دینی مسائل سے آگاہ کرتی ہے۔

اس سلسلے میں حکومت جورویہ اور چالبازی اختیار کرتی ہے، اسکی پول پیرزادہ اقبال احمد صاحب اس طرح کھولتے ہیں:۔

''مسلم امہ'' کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دینی مسائل پر اظہار خیال کرنے کے لیے ہر حکومت ایسے ''دینی دانشور'' تلاش کرتی ہے جن میں سے اکثر دانش ورتو ہوتے ہیں مگر ان کے پاس دین نہیں ہوتا۔ پھر ایسے دینی مبلغ بھی آجاتے ہیں جن کے پاس دانش وری نہیں ہوتی۔ ریڈیو اور ٹی، وی کے تجربہ کار اس میدان میں ایسے مشاق ہوتے ہیں کہ وہ کسی جید عالم دین، مستند مفتی شریعت یا بلند پایہ خطیب کو سامنے نہیں آنے دیتے اور چند برخود غلط علماء کرام، کاسہ لیس مقررین اور خود ساختہ مفکران اسلام ان ذرائع ابلاغ کے اسٹیج پر براجمان ہو کر قوم کی ''دینی راہنمائی'' کا فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں۔

ان لوگوں کی تقریریں شنیدنی اور ادائیں دیدنی ہوتی ہیں۔ پھر جب یہ

Marfat.com

دینی مسائل پر گوہر افشانی کرتے ہیں تو ''بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجی است'' کا سماں بندھ جاتا ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ان حضرات کے ''کلمات طیبات'' سنکر دل چاہتا ہے کہ ان سے ملاقات کر کے پوچھیں کہ حضرت آپ کس طویلے سے فارغ ہو کر آئے ہیں اور آپ کا علمی حدود اربعہ کیا ہے؟''

(فکر فاروقی ص ۲۴۸۔۲۴۹ بحوالہ جہان رضا جنوری ۱۹۹۸ء)

جب پاکستان میں ''بے نظیر'' کی نسوانی حکومت تھی اس زمانے میں رنگ برنگ لباسوں میں حسین چہروں والی مبلغات بھی ٹی وی پر حقوق نسواں پر گفتگو کرتی نظر آتیں جن میں ان کی ہاں ہاں ملانے کے لیے چند ''مردان زن مرید'' بھی بٹھا لیے جاتے تھے۔

اسی طرح فاروقی صاحب نے ماہ رمضان میں مسائل دینیہ، اور نعت خوانی وغیرہ کے پروگراموں میں نام نہاد مولویوں اور گلے بازوں نیز حسین چہرے والیوں کے جمگھٹا کا ذکر کیا ہے جو سب کے سب دین سے بے واسطہ اور دینی علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور ان پروگراموں میں ترنم ریزی، نمائش حسن اور گلیمر کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

۳۔ دہشت گردی اور دہشت زدگی سے متعلق اداریے

ایک جرمن فلاسفر کا مقولہ ہے کہ:۔ جھوٹ بولو اور اتنی شدت سے بولو کہ لوگ اسے سچ ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

اسی جرمن فلاسفر کے قول پر عمل کرتے ہوئے آج امریکہ اور اسکے ہم مذہب مغربی ممالک اور ایشیا میں امریکہ و برطانیہ کی ناجائز اولاد ''اسرائیل'' اپنی میڈیا کی طاقت کو بروئے کار لا کر مسلسل اور بہ شدت اس جھوٹ کی پبلی سٹی میں مصروف ہیں کہ:۔

معاذ اللہ! ''مسلمان دہشت گرد ہیں، بنیاد پرست ہیں، فسادی اور جہادی

Marfat.com

ہیں" اور یہ اعداء اسلام، ظالمان دہر، اسلام پر بھی دہشت گردی کا لیبل لگانے میں کوشاں ہیں۔ حالانکہ خود امریکہ اور اس کے ہم مذہب مغربی ممالک خود دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اور "بش" انسانیت کا سب سے بڑا قاتل۔

دراصل امریکہ و برطانیہ اور فرانس نیز اسرائیل کو اگر دنیا کی کسی بھی قوم سے خطرہ ہے تو صرف "قوم فاقہ کش" مسلمان سے......

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اس سلسلے میں حقیقت پر اظہار خیال کرتے ہیں:۔

"جب سے مسلمانوں نے مغربی قوموں کی غلامی سے نجات حاصل کی ہے اور وہ دنیا کے مختلف خطوں میں اپنی اقتصادی اور معاشی بقا کی جدوجہد میں مصروف ہوئے ہیں، مغربی ممالک خصوصاً یہودی لابی انہیں اپنے لیے مستقبل کا ایک خطرہ تصور کر رہی ہے...... دنیا کے کسی گوشے سے اگر کوئی مسلمان ملک اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اسے دہشت گرد قرار دیدیا جاتا ہے اور اسی "دہشت گردی" کے جرم میں نہ صرف اسے اقتصادی اور معاشی پابندیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ اسے کچلنے کے لیے فوجی اور عسکری حملوں سے نیست و نابود کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ لیبیا کے کرنل قذافی نے سر اٹھایا تو اسے اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کا نشانہ ہی نہیں بنایا بلکہ ہوائی حملوں نے مفلوج کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ فلسطین کے مسلمانوں کے شہروں کو گزشتہ کئی سالوں سے بمباری سے تہس نہس کیا جا رہا ہے۔ افغانستان اور عراق کو جس تباہی سے دو چار کیا گیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کشمیر اور بوسنیا کے مسلمانوں کو جس انداز سے کچلا جا رہا ہے۔ وہ مغربی طاقتوں کا ایک ظالمانہ اور مجرمانہ کارنامہ ہے۔ عراق کی تباہی، وسطی ایشیا پر فوجی تسلط کے بعد اب استعماری قوتیں امریکہ کی قیادت میں "ورلڈ آرڈر" کے نفاذ کے لیے دنیا کے تمام ممالک کو دہشت زدہ کر رہی ہیں۔ روس کی تباہی کے بعد امریکہ دنیا کی واحد "سپر پاور" بن کر مختلف قوموں پر ظلم وستم کے ریکارڈ

Marfat.com

قائم کر رہا ہے۔

ان تمام بالا دستوں کے باوجود امریکہ عالم اسلام کی ابھرتی ہوئی قوتوں سے خائف ہے اور اسے جہاں کہیں اسلام کی بیداری کے نشانات نظر آتے ہیں انہیں دہشت گرد قرار دیتا ہے اور اس کے خلاف ہر قسم کی جارحانہ کارروائی کو جائز قرار دیتا ہے۔"

(فکر فاروقی ص ۱۱۸، ۱۱۹، بحوالہ جہان رضا جولائی ۱۹۹۴ء)

آخر میں پیرزادہ صاحب سوال کرتے ہیں:۔"آج پاکستان کے مسلمانوں کو زمانہ کے طوفانوں کے سامنے کھڑے ہو کر پوچھنا ہے کہ کیا ہم "دہشت گرد" ہیں یا "دہشت زدہ" ہیں آج پاکستان کے نوجوانوں نے فیصلہ کرنا ہے کہ آیا ہم نے "دہشت گرد" بنکر زندہ رہنا ہے یا "دہشت زدہ" ہو کر جینا ہے؟

اب "روح محمد" مستقبل کے فیصلے خود کرے گی اور اپنے فیصلے منوائے گی۔ آج اسلام کے نام لیوا "روح محمد" کا پیغام لیے مغربی قوتوں کے قلعوں کے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں...... آج امریکہ کے اندرونی حالات مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بدل رہے ہیں...... آج کا دہشت گرد مستقبل کی دنیا کا امین بنے گا آج کا "دہشت گرد" مستقبل میں مظلوموں کی پناہ گاہ بنے گا آج کا "دہشت گرد" دہشت زدہ قوموں کا امام بنے گا۔

جہاں اگرچہ دگرگوں ہے "قم باذن اللہ"
وہی زمیں وہی گردوں ہے "قم باذن اللہ"
کیا نوائے "انا الحق" کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے "قم باذن اللہ"
غمیں نہ ہو کہ پراگندہ ہے شہود تیرا
"فرنگیوں کا یہ افسوں ہے" "قم باذن اللہ"

(فکر فاروقی ص ۱۲۱ بحوالہ جہان رضا جولائی ۱۹۹۴ء)

Marfat.com

(ر) قدرتی آفات سیلاب اور زلزلے سے متعلق اداریے

ستمبر ۱۹۹۲ء میں پاکستان میں ایسا تباہ کن سیلاب آیا اور شہروں، بستیوں، کھیتوں اور وادیوں کی روند کر رکھدیا۔

اس قیامت صغریٰ پر پیرزادہ فاروقی نے اظہار غم بھی کیا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مسلمانان پاکستان کو ان کی بے عملی اور اللہ و رسول کے احکام و فرامین اور شریعت سے روگردانی کا آئینہ بھی دکھایا ہے۔

لکھتے ہیں:۔..... ''معاشرے کے ارباب اقتدار علی الاعلان سود کو جاری و ساری رکھنے کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اللہ و رسول کے نام پر حاصل کی گئی زمین پر اجتماعی بدکاری کے واقعات دہرائے جاتے ہیں۔ اللہ کے دیے ہوئے شہروں میں شراب خوری کے اجازت نامے (پرمٹ) سرکاری مہروں کے ساتھ جاری کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کیا خدا اور رسول سے یہ بغاوت نہیں ہے؟

قدرت کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ اللہ کی رحمت اور اللہ کا عذاب اجتماعی شکل میں آتا ہے، اسکی زد میں کوئی بھی آجائے وہ اسکی تمیز نہیں کرتا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے ہم خصوصاً اہل اختیار و اقتدار اپنے روزمرہ اعمال پر نظر ڈالیں اور ان اعمال سے اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔ آج ہمیں خصوصاً ارباب حکومت کو اپنا رویہ درست کرنیکی ضرورت ہے ورنہ یہ نشان عبرت ہماری اجتماعی سرکشی کی طرح اجتماعی عذاب کی صورت بھی بن سکتا ہے۔''

(ایضاً ص ۹۶)

(ب) زلزلہ۔ ایک وارننگ

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو پاکستان میں ایسا بھیانک زلزلہ آیا کہ ایک لمحہ میں ہزاروں جانیں لقمۂ اجل بن گئیں۔

پیرزادہ اقبال احمد نے اس موضوع پر بھی اداریہ لکھا۔ یہ جملہ ان کے اس

Marfat.com

اداریے کی جان ہے۔ ملاحظہ کیجیے:۔

"خدا معلوم یہ زلزلہ یہ قیامت، یہ مصیبت ہمیں اللہ و رسول کی طرف راغب ہونے کے لیے کافی ہے یا ابھی کچھ اور جھٹکوں کی ضرورت ہے!"

(فکر فاروقی ص ۶۰۸ بحوالہ جہان رضا، اکتوبر ۲۰۰۵ء)

(ج) زلزلہ سے بچ جانے والے

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلہ میں جو لوگ بچ گئے یا جو خطے محفوظ رہے آخر ان کے محفوظ رہنے کی کیا وجہ ہے؟ کچھ احباب اور اخباری رپورٹوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مولانا غلام یٰسین چشتی (جہانِ رضا کے ایک سنی قاری) نے بتایا کہ ان کے گاؤں میں ایک بزرگ پیر سید فضل شاہ بخاری کا مزار ہے۔ جس پر ایک بلند و بالا گنبد ہے، اردگرد ان کی اولاد اور ان کے خلفاء کی قبریں ہیں، تمام کے تمام محفوظ رہے۔ اسی طرح اور بھی مزارات کے محفوظ رہنے کے حوالے دیئے ہیں۔

اخیر میں وہ مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں:۔ "آج ہماری گردنیں اللہ کی بار گاہ میں کیوں نہیں جھک جاتیں، آج ہماری زبانیں "استغفر اللہ ربی" کیوں نہیں پکارتیں..... آج سیاسی راہنما اللہ اور رسول کے احکام کیوں نافذ نہیں کرتے؟

اس کے بعد رب جلیل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں:۔ "اے اللہ! پاکستان کی سرزمین کو اپنی محبت کا گہوارہ بنا دے، اے اللہ! اس میں بسنے والوں کو فسق و فجور سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! پاکستان میں بسنے والوں کو ثقافتی امور اور بداعتقادی سے بچا، ہم کچھ بھی ہیں تیرے محبوب کے دامن سے وابستہ ہیں ہم کچھ بھی ہیں تیرے نام لیوا ہیں ہم کچھ بھی ہیں تیرے ہیں، تیرے محبوب کے غلام ہیں، تیرے محبوب کے غلاموں کے غلام ہیں۔

؎ خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں

(فکر فاروقی ص ۶۱۴ تا ۶۱۹۔ ملخصاً بحوالہ جہان رضا، نومبر ۲۰۰۵ء)

Marfat.com

لال مسجد کی دہشت گرد لڑکیاں

پاکستان میں نفاذ اسلام کے لیے مولانا عبدالرشید غازی، مولانا عبدالعزیز جامعہ حفصہ کی لٹھ بردار طالبات اور مسلح نقاب پوش مجاہد طلبہ نے مہم کا آغاز کیا۔ ۷ اپریل ۲۰۰۷ء کو لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز نے نفاذ شریعت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ملک میں بے حیائی اور بے دینی کو بند کرے ورنہ فدائی حملوں کے لیے تیار رہے۔

اس سلسلے میں پیرزادہ اقبال احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

''دیوبندی مکتب فکر کی لٹھ بردار طالبات کے سامنے حکومت اب تک ''بھیگی بلی'' بنی رہی ہے اوراس مسئلے کو مصالحت اور گفتگو سے حل کرنے کے طریقے اپنا رہی ہے۔''

(جہان رضا جون، جولائی ۲۰۰۷ء ص ۵)

فاروقی صاحب اس بات پر تحیر اور غصہ کا اظہار کرتے ہیں کہ:۔ ایک طرف تو مصلحت بینی اور مصلحت کوشی سے لال مسجد کے معاملات کو حل کرنے میں کئی ماہ لگ گئے ہیں۔ دوسری طرف ملک میں ہر سنی مسجد کے سامنے علاقہ کا تھانیدار جا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور للکارتا ہے:''اوئے مولوی! تم نے اونچی آواز سے اذان دی ہے اونچی آواز سے درود پڑھا ہے، چل تھانے چل اور چل کچہری!''

(ایضاً ص ۶)

''جہان رضا'' اگست ۲۰۰۷ء کے اداریے میں فاروقی صاحب نے۔ لال مسجد کی دہشت گرد لڑکیوں کے مارے جانے، کالے کوٹوں والے وکلاء کے اپنے قائد چیف جسٹس کی بحالی کے لیے احتجاج کی بات کرتے کرتے رشدی ملعون کے فتنے اور اسکے ''سر'' کے خطاب سے نوازے جانے پر بھی اظہار خیال کیا ہے اور اخیر میں حکومت پاک کے سینوں پر ظلم وستم پر اس طرح صدا بلند کرتے ہیں:۔

Marfat.com

''لال مسجد کے طلبہ، حفصہ مدرسہ کی دہشت گرد لڑکیاں، ان کے استاد، ان کی استانیاں تو اسلام آباد کی ''آنٹیوں'' کو ڈانٹنے اور ''مساج والی چینی لڑکیوں'' کے جھڑکنے کے جرم میں ماری گئیں مگر ہمارے سنی مدرسوں میں اب تھانیداروں نے خود آ کر سونگھنا شروع کر دیا ہے۔ یہ لوگ ہمارے مسکین طلبہ اور اساتذہ کو دہشت زدہ کر رہے ہیں''

(جہانِ رضا اگست ۲۰۰۷ء ص ۵)

پاکستان میں غنڈوں، لفنگوں اور دہشت گردی کو یہ جرأت کس نے دی ہے کہ وہ سرزمین پاک کے کوچہ و بازار کو خون سے رنگین کرتے رہیں تو پیرزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کی خاموشی اور بے حسی نے۔

(جہانِ رضا، اگست ۲۰۰۷ء ص ۷)

پیرزادہ اقبال فاروقی کے اداریوں پر مزید گفتگو اختصار کے ساتھ

محترم المقام اقبال احمد فاروقیؔ صاحب کے اداریے دینی، ملی، قومی، سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، ثقافتی الغرض مسلمانوں کے تمام شعبہ ہائے حیات اور پاکستان یا دیگر مسلم ممالک اور ان سیکولر ممالک کہ جہاں مسلمان خاصی تعداد میں موجود ہیں ان کے ہر طرح کے مسئلے پر اداریے لکھے ہیں۔ لیبیا، فلسطین، عراق، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا، کشمیر وغیرہ میں مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم، امریکی اور برطانوی نیز صیہونی جارحیت اور بھارت کے فرقہ پرست عناصر کی اسلام اور مسلم دشمنی پر کھل کر گفتگو کی ہے۔ وہ پاکستان میں ''نظام مصطفیٰ'' کے نفاذ نیز ہر جگہ غلبۂ اسلام کے لیے مسلمانوں کو پیغام دیتے ہیں، سنی مسلمانوں کے انتشار و افتراق، مذہب کے ذمہ داروں اور تبلیغ کے نام پر سوداگری کرنے والے نام نہاد مبلغین، وعظ فروش خطباء، نعت فروش نعت خوانوں، زر پرست پیروں کا آئینہ میں بھی دکھاتے ہیں، مسلمانوں کو دین و شریعت پر عمل پیرا ہو کر پرچم اسلام بلند کرنے کی دعوت دیتے

Marfat.com

ہیں...... کہاں تک ان کے اداریوں کے جمال وجلال و وقار اوران کے افکار کی تابانی کا ذکر کیا جائے، ان سب پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

فاروقی صاحب نے ماہ بماہ رونما ہونے والے ملکی وقومی اور بین الاقوامی حالات و واقعات پر بھی اداریے رقم کیے ہیں۔ بھارت میں جب ۱۹۹۲ء میں ملک کے فرقہ پرست عناصر نے "بابری مسجد" کو شہید کیا تو اس پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے اداریہ بھی لکھا۔ اسی طرح افغانستانی مسلمانوں نے جب گوتم بدھ کے بت کو توڑا تو انہیں ان کی بت شکنی پر عقیدت ومحبت کا خراج اور ان کی مومنانہ شان وعظمت کو سلام بھی پیش کیا۔

امریکہ سے نبرد آزمائی کرنے والے غیرت مند افغانستانیوں کو ان کے مجاہدانہ عزم وہمت کو بھی سراہا۔

پیرزادہ محترم کے اداریوں کی سرخیاں ہی اس قدر پرکشش ہوتی ہیں کہ انہیں پڑھنے کے لیے قاری بیتاب ہو جاتا ہے۔

مثلاً............

"رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونا بہ بار"

"اہل دل کے کارواں کن وادیوں میں کھو گئے"

"ان بتوں نے نہ کی مسیحائی"

"نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری"

"افغانیوں کے کوہ ودمن گل فشاں ہوئے"

"پاکستان میں میں اللہ کے خلاف جنگ بندی کا اعلان"

"میں تجھ کو محل بنادوں گا"

"خون حسین سے ہوئی گل گوں قبا عراق کی"

"چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری"

Marfat.com

''چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے''

''پاکستان میں روشن خیالی کے اندھیرے''

''دامن رفو کریں کہ گریباں رفو کریں'' وغیرہ

رضویات پر بھی آپ نے بہت ہی شاندار اور پرمغز اداریے لکھے ہیں جن کا جائزہ تیسرے باب ''اقبال احمد فاروقی اور امام احمد رضا'' میں پیش کیا جائیگا۔

رضویات سے متعلق اداریوں کی سرخیاں بھی بہت ہی دلکش ہیں مثلاً:......

''گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان''

''موجودہ دور میں فکر رضا کی اہمیت''

''محبت کے چیدہ چیدہ پھول''

اداریوں میں فاروقی صاحب نے موضوع کے اعتبار سے اسلوب اختیار کیا ہے۔ کہیں خطابیہ اسلوب اور بیان کا زور و جوش، کہیں توضیحی اور نثر خالص کے جلوے، کہیں اظہار تاسف اور جمالیاتی اظہار! آپ کا لفظ لفظ معتبر، فکر فکر منور ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ آپ نے اداریوں کے ذریعہ فکر و بصیرت کی روشنیاں تقسیم کی ہیں۔

کچھ یسئلون کی بابت

ماہنامہ جہانِ رضا کے حسن ترتیب پر راقم اس باب کے شروع میں مختصراً روشنی ڈال چکا ہے۔ زیر نظر رسالہ میں فاروقی صاحب نے دینی مسائل سے متعلق ایک عنوان ''یسئلون'' بھی قائم کیا یہ مستقل حیثیت تو حاصل نہیں کرسکا لیکن اس سے بھی قارئین نے بہت استفادہ کیا اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی شان فقاہت ظاہر ہوئی۔ اس پر یہ بھی لکھا ہوتا تھا کہ ''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جواب دیتے ہیں۔'' اس میں امام احمد رضا سے دینی مسائل پر سوالات کے جوابات ہوتے تھے اور اس طرح اس نے بھی ''جہانِ رضا'' کے ایک باوقار خط کا جلوہ دکھایا۔

Marfat.com

خبروں اور رپورٹوں کی خوبصورت سیٹنگ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے دنیائے سنیت اور جہانِ رضویات کی خبروں اور رپورٹوں کو بھی بڑے سلیقہ سے شائع کیا ہے:...... چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:......

ا۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کی خانقاہ پر وزیراعظم ہند کی چادر چڑھانے کی کہانی ہندوستانی اخبارات کی زبانی

بابری مسجد کے قاتلوں کی پشت پناہی کرنے والے، اپنے وقت کے بھارتی وزیراعظم نرسمہا راؤ نے بھارت کے سنی مسلمانوں کو کانگریس کی حمایت کرنے کی خاطر بریلی شریف میں مزار اعلیٰحضرت پہ حاضری کا منصوبہ بنایا لیکن اس کے اس منصوبے کو نبیرۂ اعلیٰ حضرت ''مولانا منان رضا خان'' صاحب نے خانقاہ میں تالا لگا کر اور پورے علاقہ میں پر جوش سنی مسلمانوں کو جمع کر کے ''لاحول'' کا ورد کرانا شروع کیا۔اس زبردست مظاہرہ نے پولیس، فوج اور انتظامیہ کو اسقدر خوفزدہ کردیا کہ وہ وزیراعظم ہند مسٹر نرسمہاراؤ اور ان کے حواریوں کو مزار پاک تو کیا اس علاقے تک بھی لانے کی ہمت نہ جٹا سکی اور خانقاہ عالیہ رضویہ سے صرف 1½ کلومیٹر دور ''سرکٹ ہاؤس'' میں اپنی کانفرنس کر کے مسٹر نرسمہاراؤ اُڑ گئے۔

فاروقی صاحب نے جہان رضا میں بعنوان ''زندہ باد احمد رضا! پائندہ باد احمد رضا'' کے عنوان سے خبر شائع کی۔ اور پھر جہان رضا دسمبر ۱۹۹۵ء میں بھارتی اخبارات کے حوالوں سے نرسمہاراؤ کی آمد اور مزار پر حاضری نہ دے پانے کی بابت تبصرہ بھی رقم کیا۔

۲۔رضا اکیڈمی۔برطانیہ کا تعارف

رضا اکیڈمی، برطانیہ کی کارگزاریوں کی بابت بھی فاروقی صاحب نے اچھے انداز میں رپورٹ شائع کی ہے۔

Marfat.com

۳۔ رحلت کی خبریں

دنیائے سنیت کے مشاہیر علماء اور دانشوروں کی رحلت کی خبروں کو بھی پیرزادہ اقبال احمد صاحب نے بہت ہی جذباتی انداز میں شائع کیا ہے جس سے ان کی شان ادبیت پوری طرح نمایاں ہے۔

(الف) سید ریاست علی قادری کی المناک رحلت

سال نو کی صبح طلوع ہوئے ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ تیر قضا نے ہمارے ایک ممتاز اور مستند رفیق کو ہم سے جدا کر دیا۔ سید ریاست علی قادری (رحمتہ اللہ علیہ) "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی" کے بانی اور صدر تھے، بھری محفلوں کو چھوڑ کر عالم بقا کو چلے گئے۔ ان کی موت نے سنی حلقوں کو ویران کر دیا اور خیابان رضویت کا ایک مہکتا ہوا پھول شاخ زندگی سے ٹوٹ کر ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

(فکر فاروقی ص ۷۶، بحوالہ جہان رضا ضروری ۱۹۹۲ء)

(ب) حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحلت فرما گئے

"جہان رضا" کے قارئین کے لیے یہ خبر شدید صدمہ اور انتہائی افسوناک اور المناک طوفان لیکر پہنچے گی کہ مرکزی مجلس رضا لاہور کے بانی اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کے ترجمان حکیم محمد موسیٰ امرتسری ۱۷۔ نومبر ۱۹۹۹ء کو انتقال فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون"

(فکر فاروقی ص ۳۴۴ بحوالہ جہان رضا، نومبر ۱۹۹۱ء)

"حضرت حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کی مختصر سوانح اور مرکزی مجلس رضا" کے توسط سے فروغ رضویات کے ان کے کارناموں کا بھی اجمالاً

Marfat.com

تذکرہ کیا ہے۔

اخیر میں لکھتے ہیں:......" آج ہم ایک ایسی شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں جو حقیقی معنوں میں بے مثال تھی، آج ہم ایسے راہنما سے محروم ہو گئے ہیں جو افکار رضا میں ہماری راہنمائی کیا کرتا تھا، آج ہم ایسے شفیق طبیب سے محروم ہو گئے ہیں جو ہماری جسمانی اور روحانی بیماریوں کے دفاع کے لیے ہر وقت تیار رہتا تھا، آج ہم ایک ایسے راسخ العقیدہ سنی سے محروم ہو گئے ہیں جو اپنے عقائد میں کسی قسم کی مصلحت کو خاصر میں نہ لاتا تھا، آج ہم ایسے فداکار رضویت سے محروم ہو گئے ہیں جو سب کچھ لٹا کر اعلیحضرت، امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے علم کو بلند رکھتا تھا۔ آج ہم ایسے دانش ور اور محقق سے محروم ہو گئے ہیں جو طلبہ، اسکالرز اور مقالہ نگار حضرات کی علمی راہنمائی کیا کرتا تھا۔

؎ رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار"

(فکر فاروقی ص ۳۳۸ بحوالہ جہان رضا دسمبر ۱۹۹۹ء)

ج۔ آفتاب اہل سنت شد غروب

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کے وصال پر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اس طرح "خبر رحلت" شائع کی:......

"الشاہ احمد نورانی چلے گئے۔ زندگی سے روٹھ گئے۔ وہ ایسے سفر پر روانہ ہوئے جہاں سے واپس کوئی نہیں آتا۔ وہ ہمیں اس حال میں چھوڑ کر چلے گئے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

وہ قائد اہل سنت تھے، وہ آفتاب اہلسنت تھے، وہ راہنمائے اہلسنت تھے، وہ جمعیت العلماء پاکستان کے سربراہ تھے، وہ ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے، وہ میدان سیاست میں متحدہ محاذ کے صدر تھے۔ وہ ملت اسلامیہ کے صدر نشین تھے۔ انکی رحلت پر کون نہیں رویا، انکی موت کا کسے صدمہ نہیں ہوا اور ان کے یوں چلے

Marfat.com

جانے پر کس کی آنکھیں اشکبار نہیں ہوئیں۔ انکی موت پر ان کیساتھ راہ نما روئے، خادمین روئے، بیگانے روئے، سیاسی راہنما روئے، عقیدتمند روئے، اہل محبت روئے، ان کی موت کا جس نے سنا وہ بے اختیار رو دیا۔

بیا لوجہ دلاں باہم بنالیم
بہ ہجران گل رعنا بنالیم

(فکر فاروقی ص ۵۳۸، بحوالہ جہانِ رضا جنوری ۲۰۰۴ء)

فاروقی صاحب نے الشاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کے اوصاف نیز ان کے دینی، ملی، قومی اور سیاسی کارناموں کو مختصراً بیان کرتے ہوئے بہت ہی والہانہ اور درد مندانہ انداز میں اظہار تعزیت پیش کیا ہے۔

آخر میں اقبال محترم رقمطراز ہیں کہ:۔

"ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم ان الیہ کی روداد کو خون کے آنسوؤں سے قلمبند کریں، ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم اپنے قائد کی رحلت پر خون جگر سے مرثیہ غم لکھیں، ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم زور زور سے کہیں۔

؎ رولے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار!

اللہ تعالیٰ ہمارے نورانی کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے، اس کی قبر کو نور سے بھر دے...... نور اللہ مرقدہ۔ ان کے مزار پر نبی کریم کا سائبان سایہ فگن رہے ...... ان کا مزار روضۃ من ریاض الجنۃ بنے۔ (ایضاً ص ۵۴۲)

د:۔ ڈوبے ہوئے آفتابوں کا ماتم

"مرکزی مجلس رضا" کے ایک رفیق قلم اور مشہور سنی دانش ور ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی کی شہادت اور دوسرے نامور دانشور ڈاکٹر محمد حنیف اختر فاطمی (برطانیہ) کی رحلت پر ان کے علمی کاموں کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے تعزیتی خبر شائع کی ہے۔

Marfat.com

خبر کی سرخی ہی ان حضرات کی عظمت کا اظہار کر رہی ہے۔

(جہانِ رضا۔ دسمبر ۱۹۹۵، ص ۴۰)

خلاصۂ کلام

محترم المقام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی بلاشبہ صحافت میں ماہر ہیں۔
آپ کی صحافت میں ادبی شان پوری آب و تاب سے جلوہ گر نظر آتی ہے۔

''اقبال۔ شہر یار صحافت'' (۱۴۲۹ھ)

Marfat.com

تیسرا باب

اقبال احمد فاروقی اور امام احمد رضا

ا۔ جناب فاروقی......سیاحِ جہانِ رضویات......۲۰۰۸ء

۲۔ فاروقی نامور مدیر جہانِ رضا......۲۰۰۸ء

آج کا دور امام احمد رضا کا دور ہے۔ جس سمت دیکھیے رضا کا ہی علاقہ نظر آتا ہے مدارس و جامعات سے لیکر جدید دانش کدوں اور یونی ورسیٹوں میں ان کے نام اور کام کی دھوم ہے۔

امام احمد رضا کے نام اور کام کو دبانے، چھپانے اور مٹانے کی بہت کوشش کی گئی۔ غلط فہمیوں کے جال بچھائے گئے۔ شور وشر اور واویلا مچایا گیا لیکن خنجر حق نے تمام جالوں کو کاٹ کر رکھدیا۔ شور وشر اور واویلا مچانے والے خود اپنے دام میں آگئے۔ بات یہ ہے کہ ''جھوٹ ایک اندھیرا ہے اور سچائی ایک روشنی اور جب سچائی کا سورج جلوہ گر ہوتا ہے تو جھوٹ کی تاریکیاں خود بخود گھٹتی اور مٹتی چلی جاتی ہیں......

اور بھلا عاشق مصطفےٰ کے نام کو کون مٹا سکتا ہے۔ عشاق مصطفےٰ خود کو ہمیشہ بے نام و نشان سمجھتے ہیں لیکن ان کے عشق کی حدت وشدت اور حرارت و نورانیت ان کے نام کو خود اجاگر کر دیتی ہیں اور اس طرح اجاگر اور نور بار کر دیتی ہیں کہ ان شیدائیان مصطفےٰ کے نام لیوا بھی نام و نشان والے بن جاتے ہیں۔

امام احمد رضا نے خود کو ہمیشہ بے نام و نشان ہی سمجھا لیکن انہوں نے غلامی مصطفےٰ اور اپنے آقا حضور، حضور جان نور علیہ التحیۃ والثناء کی کرم فرمائیوں پر ناز

Marfat.com

کرتے ہوئے یہ بھی فرمادیا تھا کہ۔

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

اور آج امام احمد رضا کے نام اور ان کے کارناموں کا پرچم پوری دنیا میں لہرارہاہے۔

کیسے نہ پہنچے گی زمانے میں مہک تیری
پیغام لیے پھرتی ہے گھر گھر میں صبا تیرا

امام احمد رضا کی حیات میں شاید ان کی دس فی صد کتابیں شائع ہوئی ہوں گی اور ان پر چند مضامین لکھے گئے ہوں گے لیکن ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۲ء سے لیکر اب تک ۳۸، ۴۰ برسوں میں وہ انقلاب برپا ہوا کہ ہر طرف امام احمد رضا کا نام گونجنے لگا۔ اب تک ان پر ۳۰، ۳۵ پی ایچ ڈی اور ایم۔فل کی ڈگریاں تفویض ہوچکی ہیں۔ دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں ان پر تحقیقی مقالات لکھے جارہے ہیں۔ ہر ماہ انکی حیات و شخصیت اور کارناموں پر مختلف زبانوں کے رسائل و جرائد میں مضامین و مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے نام پر ملکوں ملکوں، اکاڈمیاں، لائبریریاں، سوسائٹیاں اور تحقیقی ادارے قائم ہیں اور ان پر لکھنے والوں، تحقیقی امور انجام دینے والوں کا کارواں در کارواں اور قافلہ در قافلہ نظر آرہا ہے۔

امام احمد رضا پر سب سے پہلے جو کتاب منظر عام پر آئی وہ خلیفۂ امام احمد رضا حضرت مولانا محمود جان صاحب جودھپوری علیہ الرحمۃ کی مختصر منظوم "ذکر رضا" (۱۹۲۱ء) تھی۔ اس کے سترہ سال تک کوئی مفصل سوانح عمری امام احمد رضا کی شائع نہ ہوئی۔ خلیفۂ اعلیٰحضرت حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین عظیم آبادی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "حیات اعلیٰحضرت" (۱۹۳۸ء) کی تصنیف سے بھی قبل، امام احمد رضا کے مرید خاص اور پیشکار مولوی سید محمد ایوب علی رضوی بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

نے امام احمد رضا پر لکھنے کا کام شروع کر دیا تھا نیز امام احمد رضا کی کتب و رسائل کی اشاعت کے لیے ''رضوی کتب خانہ'' بھی قائم کیا تھا۔ جب آپ کو ملک العلماء کی ''حیات اعلیٰحضرت'' کے لکھے جانے کی خبر ہوئی تو آپ نے اپنا سارا مواد و میٹر ان کے حوالے کر دیا۔

تقسیم ہند کے بعد گو بریلی شریف، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور وغیرہ میں فتاویٰ رضویہ اور دیگر تصانیف رضا کی اشاعت کی طرف توجہ ہوئی لیکن حقیقۃً امام احمد رضا پر تفصیلی و تحقیقی امور کی انجام دہی اور ان کی کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت کا کام حضرت حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قائم کردہ ''مرکزی مجلس رضا'' نے شروع کیا۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۸۵ء تک اس ادارہ نے امام احمد رضا کے نام اور کام کی دھوم مچا دی۔ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۷۰ء سے امام احمد رضا پر لکھنا شروع کیا۔ حضرت سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ نے بھی امام احمد رضا پر لکھنے لکھانے کے کام کا بیڑا اٹھایا۔

مرکزی مجلس رضا کی تحریک پر رضا پر لکھنے والوں کی جماعت تیار ہوتی چلی گئی۔ ماہنامہ ''المیزان'' ممبئی کے امام احمد رضا نمبر (۱۹۷۶ء) کی اشاعت سے بھی فروغ رضویات کی جانب اصحاب علم و قلم کی توجہ مبذول ہوئی اور فروغ رضویات کے کام میں تیزی آئی۔

بہر کیف کہاں تک پچھلی باتوں کو دہرایا جائے اور اپنوں کے تساہل و تغافل کا رونا رویا جائے۔ قصہ مختصر کہ جس زمانے میں حکیم اہل سنت نے ''مرکزی مجلس رضا'' کی داغ بیل ڈالی، خود علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی بھی امام احمد رضا کی محبت اور ان کی نیازمندی سے سرشار ہو کر مرکزی مجلس رضا کے ہراول دستے میں شامل ہو گئے اور اس کے ایک فعال کارکن بن گئے۔

Marfat.com

مجلس رضا کی خدمات پر ایک نظر......علامہ اقبال احمد فاروقی

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے مجدد اسلام، اعلیٰحضرت، امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مسلک، افکار و نظریات اور متنوع تقدیسی کارناموں کی اشاعت ہی کے جذبے کے تحت ''مرکزی مجلس رضا'' میں شمولیت اختیار کی تھی اور حکیم اہلسنت حضرت موسیٰ امرتسری کے خاص معاون اور رفیق بن گئے تھے۔ ''مرکزی مجلس رضا'' میں آپ کی شمولیت کے پیچھے امام احمد رضا سے آپ کی غایت محبت وعقیدت کا جذبہ بھی کارفرما تھا۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ''مرکزی مجلس رضا'' کی خدمات کا ایک اجمالی جائزہ اسطرح پیش فرماتے ہیں:۔

آج سے سینتیس (۳۷) سال قبل لاہور میں مرکزی مجلس رضا کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس کے بانی حکیم اہلسنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم تھے۔ انہوں نے چند احباب کولیکر اعلیٰحضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا کی تصانیف کی اشاعت کا پروگرام بنایا اور افکار رضا کی روشنی میں فاضل بریلوی کی شخصیت کو متعارف کروانے کا تہیہ کیا۔ آپ نے سب سے پہلے اعلیٰحضرت کے عرس کے موقع پر ''یوم رضا'' منعقد کرانے کا اعلان کیا۔........... ''یوم رضا'' کے منتظمین نے اس وقت کے نامور علماء اہل سنت کے علاوہ ایسے اسکالرز کو دعوت خطاب دی جو اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات کی کسی نہ کسی پہلو پر اظہار کی اہلیت رکھتے تھے۔ صرف علماء اور اسکالرز ہی نہیں بلکہ مسلکی لحاظ سے بعض اختلاف رکھنے والے مشہور علماء کرام کو بھی دعوت خطاب دی جاتی تھی تاکہ وہ اپنے الفاظ میں اعلیٰ حضرت پر بات کرسکیں۔ ''یوم رضا'' میں پڑھے جانیوالے مقالات اور تقاریر کو مرتب کرنے کے بعد سارے پاکستان کے اہل علم میں تقسیم کیا جاتا۔ اس طرح ہزاروں لوگ گھر بیٹھے اعلیٰحضرت کی شخصیت سے متعارف ہونے لگے...... ''مقالات یوم رضا'' کے علاوہ مرکزی مجلس رضا

Marfat.com

کتابیں مرتب کرتی۔ چھپواتی اور سارے ملک میں تقسیم کرتی مرکزی مجلس رضا کی یہ ابتدائی کوشش تھی جس نے عوام کو اعلیٰحضرت کے نام سے روشناس کیا گیا اور ملک کے مختلف گوشوں میں اپنوں اور بیگانوں میں اعلیٰحضرت کے نام کے چرچے ہونے لگے اور گراں خواب سنی بیدار ہو گئے۔

"مرکزی مجلس رضا" کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے اعلیٰحضرت کے رسالے اور کتابیں شائع کر کے تقسیم کرنا شروع کیں۔ آپ کے عقائد و نظریات کو گھر گھر پہنچانے کا اہتمام کیا۔ آپکی اپنی تصانیف کے علاوہ آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں چھپوا کر گھر گھر پہنچائی جانے لگیں۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی قیادت میں ایک ٹیم تیار ہوئی جس نے چند سالوں میں اعلیٰحضرت کے کلام کو ملک کے گوشے گوشے میں پہنچا دیا۔ پاکستان ہی نہیں ہندوستان کے شہروں اور دور دراز قصبوں میں بھی آپکی کتابیں ہر عالم دین اور پڑھے لکھے فرد کے پاس پہنچنے لگیں۔ دس سال کے اندر "مرکزی مجلس رضا" نے بیس لاکھ سے زیادہ کتابیں چھپوا کر عوام میں تقسیم کیں جس سے لوگوں میں اعتقادی بیداری پیدا ہوئی اور اعلیٰحضرت کا نام نامی ہر مجلس میں احترام سے لیا جانے لگا۔

آپ کی دینی اور اعتقادی خدمات کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے سیاسی نظریات کو بھی سامنے لایا گیا اور اسے سیاسی راہنمایان قوم تک پہنچایا گیا۔ دو قومی نظریہ، تحریک ترک موالات، تحریک خلافت اور اس وقت کے ہندو نواز علماء کے خلاف لٹریچر چھپنے لگا۔ ہندو کے اسلام دشمن رویے پر اعلیٰحضرت کی تحریریں سامنے آنے لگیں۔ سیاسی ذہن رکھنے والا طبقہ پہلی بار اعلیٰ حضرت کے سیاسی نظریات سے واقف ہوا۔ "مرکزی مجلس رضا" نے مختلف انداز میں کام کرنا شروع کیا، کتابوں کے علاوہ ایسے اسکالرز تیار کئے گئے جو عالم اسلام کے گوشے گوشے میں جا کر اعلیٰحضرت کے نظریات کو پھیلا سکیں۔ ایسے ایسے اہل قلم تیار کیے جو فاضل بریلوی کی

Marfat.com

تعلیمات کو اپنے اپنے انداز میں عوام تک پہنچانے لگے۔ ایسے ایسے ادارے قائم کیے گئے جن سے اعلیٰحضرت کی علمی اور اعتقادی کتابیں شائع ہونے لگیں۔
(ماہنامہ جہانِ رضا، جنوری ۲۰۰۵ء ص ۳، ۴، ۵)

اقبال احمد فاروقی اور فروغ رضویات کا جذبہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کو امام احمد رضا سے کیسا والہانہ لگاؤ اور وابستگی ہے کہ وہ ان کے نام اور کارناموں کو شہر شہر سے گھر گھر تک پہنچانے کی دردمندانہ اپیل کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:۔

''بایں ہمہ ہم علمائے اہلسنت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ روایتی انداز سے بالاتر ہو کر تندہی سے افکار رضا کو عوام تک پہنچانے میں حصہ لیں۔ ائمہ مساجد اپنی اپنی مساجد میں ''کنزالایمان'' کی روشنی میں ''درس قرآن'' کے حلقے قائم کریں۔ نعت خواں حضرات ''حدائق بخشش'' سے نعتوں کا انتخاب کر کے صحیح تلفظ اور باوقار انداز میں حضور کی بارگاہ میں ہدیہ تکریم کریں۔ مقرر حضرات اعلیٰحضرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد لوگوں کو خطاب کریں۔ دینی رسائل و جرائد کے مدیران گرامی ہر شمارے میں اعلیٰحضرت کی علمی اور فقہی خدمات پر کم از کم ایک مضمون ضرور شائع کریں، مفتیان کرام فتویٰ دینے سے پہلے ''فتاویٰ رضویہ'' سے مدد حاصل کریں، مدرس حضرات اپنے طلبہ کو اعلیٰحضرت کی شخصیت سے آگاہ کرتے رہا کریں۔ اساتذہ کرام ''جہان رضا'' کے مطالعہ کے لیے اپنے حلقہ اثر کو آمادہ کریں۔ اسطرح افکار رضا کا ایک ایسا کارواں تیار ہوگا جس کا رخ سوئے مدینہ ہوگا اور ہر فرد پکار اٹھے گا۔۔

جان و دل، ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

(جہانِ رضا، جنوری ۲۰۰۵ء ص ۶)

Marfat.com

اقبال احمد فاروقی اور امام احمد رضا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے امام احمد رضا کی حیات وشخصیت اوران کے افکار ونظریات کی اشاعت ہی کے خاطر ماہنامہ "جہانِ رضا" کا اجراء کیا اوراس کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی.....

لاریب! جہانِ رضا کا نام بذات خود امام احمد رضا کی عبقریت اوران کے دینی وروحانی کارناموں نیز ان کے فقہی، علمی اورادبی کمالات سے عبارت ہے۔ نہ صرف عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کو "جہانِ رضا" کے بھانت بھانت کے حسین دل نشین جلوؤں اور نظاروں کو دکھانے اور امام کی عالمی اہمیت کے اظہار کے لیے اپنے خامۂ زرنگار کو حرکت دی۔

جہان رضا کے پہلے ہی شمارے میں اقبال احمد فاروقی تصانیف رضا کی گرانقدری، رضا کی تاباں اور درخشاں شخصیت اور کارناموں کی دھوم پر کسقدر رولولہ و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور رسالہ کو کسی ممبری فیس یا قیمت کی ادائیگی کے بغیر صرف ڈاک ٹکٹ پر مفت دینے کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ اسی سے اقبال احمد فاروقی کی امام احمد رضا سے عقیدت ومحبت، ان کے فقہی وعلمی اور دینی کارناموں پر فخر وناز اور مسلک اعلیٰحضرت ورضویات کے فروغ واشاعت کے خلوص اوران کے جذبہ ایثار کا حسین وخوبصورت اظہار ہوتا ہے۔

ملاحظہ کیجیے اقبال احمد فاروقی کا اداریہ

"الحمدللہ! آج پاکستان کا گوشہ گوشہ ذکر رضا سے معمور ہے۔ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کی سیکڑوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوکر آرہی ہیں۔ "کنزالایمان" اور "فتاویٰ رضویہ" کے کئی کئی ایڈیشن آب و تاب کیساتھ پاک و ہند میں چھپ کر اہل علم کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ آپ کی دوسری تالیفات وتصنیفات کے بیسیوں ایڈیشن برصغیر کی علمی دنیا کو درخشاں کر رہے

Marfat.com

ہیں۔آپکی اپنی تحریروں کے علاوہ آپکی شخصیت، آپکے احوال اور آپ کے علوم و فنون پر ہزاروں کتابیں چھپ کر پھیل رہی ہیں۔ ماہنامے، ہفت روزے اور روزناموں کے خصوصی کالم امام اہلسنت کو ہدیہ تحسین پیش کرنے میں پیش پیش ہیں۔آپ کے یوم ولادت اور یوم وصال کی تقاریب سے شہروں اور قصبوں کے درو دیوار درخشاں ہونے لگے ہیں۔ آپکے لکھے ہوئے سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' سے پاکستان اور ہندوستان کی فضائیں گونج رہی ہیں۔آج سے ہم امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے افکار و اذکار کو''جہانِ رضا'' کے صفحات پر سجا کر اپنے قارئین تک پہنچانے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔اس ماہنامہ کو حاصل کرنے کے لیے کوئی قیمت، کوئی ہدیہ، کوئی چندہ اور روپیہ پیسہ خرچنے کی ضرورت نہیں۔ صرف تین روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر ماہنامہ جہانِ رضا'' کا شمارہ مفت منگوائیں اور مطالعہ کریں۔ہاں آپکے پاس''جہانِ رضا'' کے لیے کوئی خبر ہو تو ہمیں لکھ کر بھیجیں۔ آپکی اس کرم نوازی کے لیے ہماری آنکھیں فرش راہ ہوں گی۔''(ایڈیٹر)

(گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں جلد نمبر ا مئی ۱۹۹۱ء شمارہ نمبر ا)

فکر رضا کی اہمیت کا اظہار

مجدد دین وملت، اعلیحضرت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی عبقریت و علمیت، دینی، علمی اور تجدیدی کارناموں ہی کے پیش نظر موجودہ دور میں فکر رضا کی اہمیت پر اقبال احمد فاروقی صاحب زور دیتے ہیں اور بہت ہی دل نشین اور پر فکر انداز میں اظہار کرتے ہیں۔بلاشبہ مسلمانوں کے اس دور انحطاط میں امام احمد رضا کے افکار ونظریات وتعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔امام احمد رضا کا پیش کردہ مسلک حق۔مسلک اہل سنت ہی اصل اسلام ہے اور اسی مسلک کی پیروی میں مسلمانان عالم کی دنیوی اور دینی بھلائی ہے......

اقبال احمد فاروقی فکر رضا کی اہمیت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں:۔

Marfat.com

مغل اقتدار کے خاتمے کے بعد مسلمانوں پر پھر ایک ایسا وقت آیا کہ دینی اور معاشرتی چشمے گدلانے لگے۔ ان حالات میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ علیہما نے اقتصادی اور علمی طور پر اتنا شاندار کام کیا جس کی مثال دینی تربیت کے اداروں میں بہت کم ملتی ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اقتداری طوفانوں کے باوجود اعتقادی اصلاح کا بڑا اہم کام کیا۔ مسلمانوں کے گرتے ہوئے اعتقادی اور روحانی نظام کو سہارا دیا۔

انگریزی اقتدار برصغیر کے مختلف حلقوں میں اپنے پیر جماتا گیا اور جہاں جہاں اسکا تسلط قائم ہوا وہاں مسلمانوں کی اقتصادی اور دینی زندگی بری طرح متاثر ہوئی۔ ایک ایسا وقت آیا کہ برصغیر کو کئی حصوں میں تقسیم کردیا گیا اور ہر حصے میں دینی فتنے پھیلنے لگے۔ انگریز نے انسانی حقوق کی آڑ میں ہر کہ ومہ کو اسلام کے خلاف یاوہ گوئی کی اجازت دیدی۔ صرف اجازت ہی نہیں ایسے اعتقادی فتنوں کی پشت پناہی کی جس نے اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کردیا۔ ایسے ایسے بدزبان "راہنما" سامنے آنے لگے جو نہ صرف اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتے بلکہ نبوت تک کے دعوے لیکر میدان میں اترنے لگے۔ انگریز ایسے ہر فتنہ کی پشت پناہی کرتے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ناموس پر حملہ آور ہوتا۔

ان حالات میں برصغیر میں بداعتقادی کے ایسے ایسے گروہ سامنے آئے کہ الامان والحفیظ!

بداعتقادی کے ان طوفانوں میں ایک ایسا مجاہد سامنے آیا جس نے ناموس مصطفےٰ کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کو للکارا یہ عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) کے نام سے ابھری۔ اس نے زبان وقلم کی ساری توانائیاں ملت اسلامیہ کی اعتقادی اصلاح کے لیے وقف کردیں۔ اس نے ہر موضوع پر کتابیں لکھیں اور مسلمانوں کی فکری اور اعتقادی

Marfat.com

اصلاح کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ اس نے بگڑے ہوئے عقائد کی ہر شق کی اصلاح کے لیے ایک کتاب لکھی اور تقسیم کی۔ اس نے دینی مسائل کی تشریح کے لیے بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل فتاویٰ (العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ) لکھا۔ اس نے عشق رسول کی شمع روشن کرنے کے لیے "حدائق بخشش" کی دو جلدیں لکھیں۔ اس نے بد اعتقادی کے طوفانوں کے مقابلہ کے لیے علمائے حق کی ایک زبردست تنظیم کی جو "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے نام پر قائم ہوئی۔ اس تنظیم کے جلیل القدر علماء کرام تھے جنہوں نے دو قومی نظریہ کی روشنی میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک آزاد خود مختار اور نظریاتی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

(جہانِ رضا، جولائی ۱۹۹۵، ص ۳، ۴، ۵)

اپنوں کی بے حسی پر قلق کا اظہار

فکر امام احمد رضا کی اہمیت اور حقانیت کو تسلیم کرنے کے باوجود خود اپنے بھی جس بے حسی اور جمود کی کیفیت سے دوچار ہیں، اس پر اقبال احمد فاروقی جس رنج و غم اور قلق کا اظہار کرتے ہیں، اس سے ان کے ذہنی درد اور فکر رضا سے وابستگی نیز حضرت رضا سے ان کی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:......

"دوسروں کو چھوڑیئے، بیگانوں کو نظر انداز کیجیے۔ غیروں کی بات نہ کیجیے۔ آج "فکر رضا" کی اہمیت اور حقانیت کو تسلیم کرنیوالے اہل علم و فضل اور ارباب فکر و نظر جس بے حسی اور جمود کی کیفیت سے دوچار ہے اگرچہ مایوس کن نہیں مگر قابل افسوس ضرور ہے ......دنیا و مافیہا سے بے خبر کچھ "حال مست" ہیں، کچھ "مال مست" ہیں، انہیں آج کے دینی فتنوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کی کوئی خبر نہیں......ان حضرات کی ذہنی پستی اور تنگدلی نے انہیں یہاں تک لا کھڑا کیا ہے کہ اگر آج ایسے تلخ حقائق کو سامنے لایا جائے یا غفلت کے ان پردوں کو سرکایا جائے تو ہمارے کئی نازک مزاج معاصر علماء کرام چڑ جاتے ہیں، ایسی باتوں کو عامیانہ تنقید

Marfat.com

قرار دیتے ہیں، حرف باطل کی طرح نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنے خود ساختہ ماحول کو بڑا شاندار ماحول قرار دیتے ہیں۔

اے عندلیب نالاں نغمہ تو در گلوکن
گوش شہ ہست نازک تاب ''فغاں'' ندارد

ہمارے بعض علمائے کرام اور مشائخ عظام وقت کے بادشاہ ہیں۔ ان کے کانوں کے پردے بڑے نازک ہیں۔ تاب فغان ندارند!''

(جہانِ رضا، جولائی ۱۹۹۵ء ص ۶۔۷)

فکر رضا کی مرکزیت۔ چند تجاویز

1- اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے نظریات کو جہاں جہاں پھیلایا جا رہا ہے۔ اسے غنیمت جان کر جوں کا توں جاری رکھا جائے تا کہ ہر شخص اپنے حالات میں رہ کر کام کرتا جائے۔

2- فاضل بریلوی کی تصانیف کو شائع کرنے کا جہاں جہاں کام ہو رہا ہے اسکی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے بلکہ ان سے مالی تعاون کیا جائے۔

3- اعلیٰحضرت عظیم البرکت کا جہاں جہاں نام لیا جا رہا ہے۔ ان کی امداد کی جائے۔

4- اعلیٰحضرت کے نظریات کی اشاعت میں جس قدر رسائل چھپ رہے ہیں، انکی خریداری بڑھانے اور ان کا حلقہ مطالعہ پھیلانے میں مدد کی جائے۔

5- اعلیٰحضرت کے نام پر جتنی لائبریریاں قائم ہوتی ہیں۔ انہیں مرتب کیا جائے اور حتی الوسع انہیں کتابیں مہیا کی جائیں۔

6- اعلیٰحضرت کے نام پر جتنی مساجد تعمیر ہو رہی ہیں، ان کا نظام بہترین انداز میں ہو تا کہ اعلیٰحضرت کے وقار کی جھلک نظر آئے۔

7- اعلیٰحضرت کے نام پر جس قدر مجالس، محافل یا بزمیں بنی ہیں۔ ان سے بھرپور تعاون کیا جائے۔

Marfat.com

8- اعلیٰحضرت کے نام پر چلنے والے اداروں کے لیے مخیّر سنی حضرات سے مالی تعاون حاصل کیا جائے۔

9- ہمارے واعظ اور دوسرے علماء کرام جہاں جہاں ہیں۔ وہاں کے مقامی رضوی اداروں کا اچھے الفاظ میں تعارف کرائیں۔

10- اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن یا دوسری کتابیں شائع کرنے والے ناشرین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور بد عقیدہ علماء کے تراجم اور کتابیں خریدنے سے عام سنیوں کو روک دیا جائے۔

11- جہاں جہاں "یوم رضا" یا عرس امام احمد رضا منائے جاتے ہیں۔ وہاں تمام سنی بھرپور شرکت کر کے منتظمین کی حوصلہ افزائی کریں۔

12- "فکر رضا" سے نا آشنا حضرات کو مناظرانہ انداز میں نہ دبایا جائے بلکہ محبت سے انہیں لٹریچر مہیا کیا جائے۔

اس انداز سے ہم ایسے ایسے علیحدہ کام کرنیوالوں کو اپنے اپنے ماحول اور حالات کے مطابق کام کرنے کا موقع دے کر ایک اجتماعی قوت بنا سکتے ہیں اور "فکر رضا" کو مختلف انداز میں پھیلا سکتے ہیں۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن

اللہ کرے ہمارے سنی حضرات میں حساس افراد ان تجاویز یا ان سے بہتر تجاویز پر عمل پیرا ہو کر "فکر رضا" کو عوام تک پہنچانے کے کام کا آغاز کر دیں"

(جہانِ رضا، جولائی ۱۹۹۵ء، ص ۱۱، ۱۲)

ماہنامہ "جہانِ رضا" کی مقبولیت اور خود امام رضا سے اپنی محبت و عقیدت کا والہانہ اور جمالیاتی اظہار

اقبال احمد فاروقی۔ ماہنامہ "جہانِ رضا" کی چودھویں سالگرہ پر کس قدر سرور و انبساط کے ساتھ اپنا اظہار یہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے

Marfat.com

''میرا نام''جہانِ رضا'' ہے۔ میں چودہ برس کا ابھرتا ہوا جواں سال ماہنامہ ہوں۔ مجھے پڑھنے والے اکثر اہل ذوق میرا چاند سا چہرہ دیکھتے ہی پکار اُٹھتے ہیں:۔

تم چودھویں کا چاند ہو یا آفتاب ہو
جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لا جواب ہو

اب میں بڑا ہو گیا، حسن بن کر اپنے قارئین کے دلوں کی انجمنوں میں جانے لگا میرے صفحات حسن و جمال کے جلوے بکھیرنے لگے۔ فاضل بریلوی کی تحریروں کی خوشبو پھیلانے لگے، ''حدائق بخشش'' کے پھول برسانے لگے، شبستان رضا کی شمع بنا کر روشنیاں بانٹنے لگے۔ سلام رضا کی ضیائیں پھیلانے لگے۔

میرے چاہنے والے۔ پڑھنے والے۔ ہزاروں قارئین اپنے قلمی شہ پاروں سے میرے صفحات کے سینے کو مزین کرنے لگے۔ جہانِ رضویت کے ادیب و نقیب میرے دامن کو علم و عرفان کی دولت سے مالا مال کرنے لگے۔ میرے قارئین کے خطوط ''نفاست نامے'' بن کر چھپنے لگے اور خوشبو بکھیرنے لگے۔ میں انہی حالات میں قد آور ہوتا گیا۔ پاک و ہند میں چھپنے والے جرائد سے بلند قامت ہونے لگا۔ میرے ایک چاہنے والے نے ایک دن مجھے غور سے دیکھا تو پکار اُٹھا:۔......

سلسلہ فتنہ قیامت کا تیری خوش قامتی سے ملتا ہے

میں جوان ہوتا گیا۔ آگے بڑھتا گیا، دنیائے رضویت کے اہل قلم نے مجھے اپنا لیا، جہانِ رضویت کے دانش وروں نے مجھے سنبھالا دیا، دنیائے رضویت کے محققین نے مجھے اپنا بنا لیا۔ کلام رضا کے شارحین نے میرے دامن کو گلہائے رنگا رنگ سے بھر دیا۔ میں کس کس کا نام لوں۔ میں کس کس کا شکریہ ادا کروں، میں کس کس کا منت کش تحریر بنوں، میں کس کس کے احسان کا ذکر کروں۔ الٰہی روح شاں شاداب بادا! بہ چشم دشمنانش خار بادا!

(جہانِ رضا، جنوری، فروری ۲۰۰۷ء ص ۱ تا ص ۵)

Marfat.com

میں کون ہوں، میری ماں کون ہے؟

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی جہانِ رضا کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے ''جہانِ رضا'' اور مرکزی مجلس رضا کی خدمات نیز امام احمد رضا کی عظمت کا بہت ہی حسین پیرائے میں اظہار کرتے ہیں ''میں ''مرکزی مجلس رضا'' کے گھر پیدا ہوا۔ وہ میری عظیم ماں ہے، اس نے اپنے زمانۂ عروج میں بیس لاکھ کتابیں چھپوا کر پاک و ہند کے اہل علم میں تقسیم کی تھیں، ان میں اعلیٰحضرت، عظیم البرکت کی گرانقدر تصانیف تھیں ان کے احوال و آثار پر نامے تھے، ان کی عبقری زندگی پر مقالات تھے، انکی اعتقادی خدمات پر تحقیق تھی۔ میں دن رات ان کی مسلکی خدمات کو لوگوں تک پہنچاتا گیا۔ مرکزی مجلس رضا کے بانی، اس کے روح رواں، اس قافلے کے سارباں، حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے پچیس سال تک اپنی شبانہ روز کوششوں سے اعلیٰحضرت کے نام کو مشرق و مغرب تک پہنچایا، پھیلایا اور سوتی ہوئی وادیوں کو بیدار کر دیا۔ ان کے مسلک کو متعارف کرایا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ اہل ذوق رضویوں کے لیے ''گویاں دبستان کھل گیا!''

(جہانِ رضا، جنوری، فروری ۲۰۰۷ء ص ۵، ۶)

جہانِ رضا اور پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی نے ''جہانِ رضا'' کے ذریعہ دین وسنیت کی اشاعت اور فروغ رضویات میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ان کی پرخلوص مساعی جاری ہے...... ''جہانِ رضا'' ہی کے حوالے سے محترم المقام ''اقبال بلند اقبال'' خود اپنی بابت بھی اظہار فرماتے ہیں جسے ہم تعلّی، خودستائی یا ''اظہارِ انا'' نہ کہہ کر ''تحدیث نعمت'' کا اظہار کہیں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس اظہار میں پیرزادہ صاحب نے اپنے رفقا اور معاونین کو بھی محبت کے ساتھ یاد رکھا ہے:۔ ملاحظہ کیجیے:۔

Marfat.com

"مجھے بنانے سنوارنے میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیرِ اعلیٰ) کا بڑا ہاتھ ہے۔ میرے بچپن سے لیکر آج تک انہوں نے مجھے اپنی علمی گود میں کھلایا۔ پالا، پوسا، جواں کیا اور اپنے قلم کی شیرینی سے نوازا، اپنے قلم سے دودھ پلایا، محمد عالم مختارِ حق میری حروف سازی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے صلاح الدین سعیدی میری زلفیں سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ علامہ کوکب نورانی کراچی اور پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد علی گڑھ (انڈیا) سے اپنی دعاؤں میں میری صحت کا خیال رکھتے ہیں اور مجھے شب و روز خوش رو بناتے رہتے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سلیم حماد اور میاں اعجاز احمد سجادہ نشینان حضرت داتا گنج بخش، حضرت خواجہ علی ہجویری کے زیرِ سایہ نگاہ لطف سے نوازتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی میری آواز لوگوں تک پہنچانے کے لیے اپنے کندھوں پر بٹھا لیتے ہیں۔ محمد زبیر قادری ممبئی میں بیٹھے بیٹھے "افکارِ رضا" کے دامن سے وابستہ ہو کر مجھے ہندوستان بھر کے علمائے اہل سنت کے دور دراز علاقوں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ میں اپنے کن کن محسنوں کا شکریہ ادا کروں، میں کن کن اہل محبت کا ذکر کروں، سب کے سب میرے چاہنے والے ہیں، محبت کرنے والے ہیں۔ میں اپنے ہزاروں قارئین کو اپنی یادوں میں دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں جو ہر ماہ مجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔ میرے صفحات پر نگاہ شوق ڈالتے ہیں۔

اے اللہ! میرے اوراق پریشاں نہ ہوں، میرے صفحات بکھر نہ جائیں، میری آہ وفغاں صدا بہ صحرا نہ ہو، میرا نالۂ دل نالۂ یتیم نہ بن جائے۔ اے اللہ! میری آواز دل کی گہرائیوں تک پہنچے، میرا پیغام، پیغام محبت بن کر سارے جہانِ رضا میں پھیلے۔ اگرچہ میں خود "جہانِ رضا" ہوں، جہان رضا کا ترجمان ہوں، جہان رضا کا حدی خواں ہوں، جہانِ رضا کا پاسبان ہوں، اور جہاں رضا کا قدردان ہوں، پھر رضا کا ثنا خوان ہوں، رضا کا راز داں ہوں، رضا کی زبان ہوں اور رضا کا بیان ہوں۔

Marfat.com

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

(جہانِ رضا، جنوری ۲۰۰۷ء ۱۱ تا ۱۳)

جہانِ رضویات کے قلمکاروں کی خدمات کا اعتراف

اقبال احمد فاروقی...... افکار رضا کے سفیر ہیں۔ مسلک رضا کے ترجمان ہیں، جہانِ رضا کے پاسبان وحدی خواں اور رضا کے ثنا خوان ہیں اور رضا کے دوسرے ثناخوانوں، مستانوں اور دیوانوں اور عروس رضویات کے زلف و رخ سنوارنے والوں کے بھی قدر دان ہیں، ان کے بھی مداح اور ثنا خوان ہیں۔ فروغ رضویات کے چند صاحبان علم و قلم کا مختصر مگر پر حقیقت اور محبت آمیز تذکرہ اس انداز میں فرماتے ہیں:۔

حکیم اہلسنت کی خدمات پر ایک نظر

''۱۹۶۸ء میں لاہور کے ایک سنی، فقیر منش، چشتی، نظامی طبیب، حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ العالی نے ''مرکزی رضا'' کی بنیاد رکھی اور اس ادارہ کو امام اہل سنت کے نظریات و افکار کا مرکز بنادیا۔ فاضل بریلوی کی کتابیں نہایت معیاری انداز میں چھپ چھپ کر مفت تقسیم ہونے لگیں۔ سنی اسکالرز اور اہل قلم کی ایک ایسی ٹیم تیار ہوئی جس نے اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بلند پایہ اور معیاری کتابیں لکھیں اور انہیں ''مرکزی مجلس رضا'' نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے یہ کتابیں ایسے ایسے افراد تک پہنچانے کا اہتمام کیا جو فاضل بریلوی کے نام سے نا آشنا تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک پر سنی اہل قلم، اسکالرز اور علماء و مشائخ کا ایک قافلہ تیار ہو گیا۔ ان اہل قلم حضرات میں ایک ایسا دانشور سامنے آیا جو آگے جا

Marfat.com

کر ''ماہر رضویات'' کے لقب سے معروف ہوا۔ وہ تھا ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی، کراچی۔

''ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مظہری ایک بلند پایہ علمی گھرانے کے فرزند ہیں۔ان کے آباؤ اجداد دہلی کی جامع مسجد فتحپوری کے خطیب اور دہلی کی سنی قیادت کے علمبردار تھے۔ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری ان دنوں سندھ کے ایک کالج مین پروفیسر تھے۔قلم میں نور تھا۔انداز تحریر شگفتہ تھا، ''مرکزی مجلس رضا''، ان کے لیے نہایت ہی موزوں ادارہ تھا اور ''مرکزی مجلس رضا'' کے لیے بھی انکی شخصیت ایک خوشگوار رفاقت تھی۔ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری نے بڑی بلند پایہ کتابیں لکھیں اور ''مرکزی مجلس رضا'' نے انہیں بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ڈاکٹر محمد مسعود احمد پہلے دانش ور ہیں جنہوں نے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سیاسی افکار کو اپنے نوکِ قلم پر لاکر سیاستدانوں کو حیران کردیا۔آپکی پے در پے تحریریں سامنے آئیں تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ ایک دینی راہنما ہی نہ تھے بلکہ سیاسی قائد بھی تھے۔ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد اپنی تحریری خدمات کے پیشِ نظر ''ماہر رضویات ایوارڈ'' کے خصوصی اعزاز کے مالک ہیں۔آج ان کی تحریریں انہیں دنیا بھر کے اہل قلم میں ممتاز کرتی ہیں......''

سید ریاست علی قادری مرحوم کا تذکرہ

''مرکزی مجلس رضا'' کی تحریک نے ملک بھر میں ایک بیداری پیدا کردی ہے اور اب کئی ادارے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کتابیں شائع کرنے لگے ہیں۔

کراچی کے ایک دردمند اور مستعد اسکالر سید ریاست علی قادری صاحب مرحوم نے ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'' کی بنیاد رکھی اور پھر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں ''یوم رضا'' منانے کا اہتمام کیا۔اس طرح اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام ملک کے اعلیٰ طبقہ تک پہنچنے لگا۔انہوں نے اپنا ایک سالانہ مجلّہ ''معارف رضا'' شائع

Marfat.com

کرنے کا اہتمام کیا جس سے فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر بلند پایہ مقالات اور نایاب تحریریں چھپنے لگیں۔"

افکار رضا کو عام کرنے والے رسائل نیز چند اسکالروں کے تذکرے

"گوجرانوالہ سے "رضائے مصطفیٰ" (ﷺ) لاہور سے "کنز الایمان" اور قول السدید، ادارہ معارف نعمانیہ، مرکزی مجلس امام اعظم اور بزم عاشقان مصطفیٰ (ﷺ) کے علاوہ ہزاروں رسالے چھپنے لگے۔ برطانیہ سے اسلامک ٹائمز (انگریزی) ہندوستان ممبئی سے "فکر رضا"۔ دہلی سے کنز الایمان" بہار سے اکوئز"، مبارکپور سے "اشرفیہ" پوری تحقیق کیساتھ اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ پر کام کرنے لگے۔ بہاولپور سے مولانا محمد فیض احمد اویسی نے "حدائق بخشش" کی شرح کئی جلدوں میں لکھی۔ "رضا فاؤنڈیشن، لاہور" نے "فتاویٰ رضویہ" کو از سر نو مرتب کیا۔ کراچی کے پیروفیسر شاہ فرید الحق اور لاہور سے عبد الحمید اولکھ نے "کنز الایمان" کے انگریزی تراجم شائع کرادیئے۔ خود "مرکزی مجلس رضا" نے لاکھوں کتابوں کے علاوہ اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی ترجمان ماہنامہ "جہانِ رضا" میں اعلیٰحضرت پر اتنے بلند پایہ مقالات شائع کیے کہ ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں۔

"گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان"

(جہانِ رضا جولائی ۱۹۹۹ء ص ۵ تا ۸)

اعلیٰحضرت کے علمی کارنامے اور ان کے تلامذہ و خلفاء کے تذکرے

جس عظیم المرتبت شخصیت کی تعلیم و تربیت، صحبت و خدمت اور جس کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے والے امارات علم و فضل کے امراء زمانہ بن کر نکلے ہوں خود اس بڑی برکتوں والی ذات عظیم البرکت امام احمد رضا کی عظمت و رفعت کا بھلا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔اعلیٰحضرت کے علم و فضل کا تو سارے جہان میں ڈنکا بج رہا ہے۔

Marfat.com

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے
اگلوں نے لکھا ہے بہت علم دین پر
جو اس صدی میں ہے وہ تنہا رضا کا ہے

اوراعلیحضرت ہی کا احسان ہے کہ ہم آج جان جہانِ وجان ایمان، مصطفٰے جان رحمت علیہ التحیۃ والثناء کے دامن اقدس سے وابستہ ہیں اوراصل اسلام یعنی مسلک اہل سنت کی پیروی کررہے ہیں اورسواداعظم سے منسلک ہیں۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اسی بڑی برکتوں والی ذات اورمسلمانان اہلسنت کے عظیم محسن، علم وفضل کے دائرہ کے مرکز۔اعلیحضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا کے علمی کارنامے اوران کے خلفاء وتلامذہ کا مختصر مگر جامع ذکرفرماتے ہیں۔

پیرزادہ محترم تحریر کرتے ہیں:۔

اس دور میں مسلمانوں کے اندرسیکڑوں اعتقادی فتنے ابھرے۔نیچریت، دیوبندیت، وہابیت، چکڑالویت جیسے کئی فتنہ گرزبانوں سے قرآن وحدیث سناتے ہوئے طوفان بن کراسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اہل قرآن تو کیا ان میں مرزائیت ایک ایسا فتنہ تھا جسے انگریز کی نہ صرف تائید اورسرپرستی حاصل تھی بلکہ اسے مفاد پرست ملاں، بدعقیدہ علماء بھی انگریز کا ''خود کاشتہ پودا'' کہنے لگے۔حقیقت بھی یہی تھی کہ اس فتنہ نے نہ صرف ختم نبوت سے انکارکیا بلکہ بڑی جرأت کیساتھ ایک ''نبی'' بھی سامنے لاکھڑا کیا۔ یہ سارے خانوادے اہلسنت کے قافلہ حق سے ٹوٹ ٹوٹ کرعلیحدہ ہوئے تھے اورانگریز کی شہ پر اہلسنت کی اعتقادی عمارت کی جڑیں کاٹنے میں لگے تھے۔اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس پرفتن دور میں ابھرے، انگریز کی چالوں کو دیکھا، پادریوں کی ریشہ دوانیوں پرنگاہ ڈالی پھراپنوں کو دیکھا جوکٹ کٹ کرمختلف فرقوں

Marfat.com

اور نظریات میں بٹتے جا رہے تھے پھر یہ لوگ ہی علماء کی شکلوں میں، شعراء کی شکلوں میں، ادباء کی شکلوں میں، معلمین اور متکلمین کی شکلوں میں بڑھ چڑھ کر فوج در فوج، موج در موج، قطار در قطار قلعہ سنیت پر حملہ آور ہونے لگے۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی نے یہ صورت حال دیکھی تو تڑپ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اٹھایا اور سنیت کے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو گئے اور برصغیر کے تمام سنیوں کو پکارا کہ آگے بڑھو اور ان فتنوں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ آپ کی اس آواز پر راس کماری سے لیکر خیبر تک تمام سنی علماء کرام اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ کی زیر کمان عقائد اہلسنت کی حفاظت کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ وہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے یکجان ہو گئے۔

آپکی موجودگی میں بریلی کے اس حلقہ علم میں دنیائے سنیت کے وہ آفتاب و ماہتاب جمع ہوئے جنہوں نے آگے چل کر برصغیر پاک و ہند کو چکا چوند کر دیا۔ بد عقیدہ علماء کا مقابلہ کیا اور عقائد اہل سنت کی حفاظت میں زندگیاں وقف کر دیں۔ یہ مجمعے، یہ مجلسیں اور یہ مناظر دیدنی تھے۔ اعلیحضرت بریلوی جلوہ فرما ہیں۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی (آپ امام احمد رضا کے قریب ترین دوستوں اور محبین میں تھے نہ کہ شاگرد یا خلیفہ مولانا عبد السلام جبلپوری کھڑے ہیں، مولانا امجد علی (صاحب بہار شریعت) مجلس کی زینت ہیں، صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی مجلس کی جان ہیں، مولانا ابو المحمود احمد اشرف الجیلانی محفل کا حسن ہیں، سید دیدار علی شاہ الوری موجود ہیں، مولانا عبد العلیم میرٹھی صدیقی (والد مکرم شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی) دست بستہ ہیں، منشی لعل محمد خان قلمدان انتظام سنبھالے بیٹھے ہیں۔ مولانا حامد رضا خان علماء کی خدمت کے لیے کمر بستہ ہیں۔ مولانا برہان الحق جبلپوری تشریف فرما ہیں۔ مولانا حسنین رضا خان مسودات کو نقل کر رہے ہیں، حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی نعت کے گلدستے لیجا رہے ہیں (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین)۔ حلقہ

Marfat.com

اعلیٰحضرت کے یہ اہل علم و دانش اپنے ہزاروں شاگردوں کے ساتھ ملک کے مختلف حصوں میں پھیل کر عقائد اور نظریات کی نشوونما میں مصروف ہو گئے، عیسائی پادریوں اور دوسرے بدعقیدہ لوگوں کے حملوں کا دفاع کرنے لگے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ان جان نثار علماء کرام اور ان کے ہزاروں شاگردوں نے ملک کے گوشے گوشے میں اپنے دینی مراکز قائم کیے، درس گاہیں بنائیں، ارشاد و تبلیغ کی بارگاہیں سجائیں اور جگہ جگہ پہنچ کر عوام کے عقائد کی درستگی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آج پاک و ہند کے مسلمانوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری خوشبوئیں، گلستانِ رضویت (بریلی) کی نسیم بہار کا ثمرہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰحضرت کی ذات گرامی آج سنیت کی سند ہے اور آپ کے نظریات اہل سنت کے لیے ایک ایسا سرٹیفکیٹ ہے جسے عالم اسلام میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

فاضل بریلوی نے ملک کے گستاخان رسول مولویوں کے تیور دیکھے تو للکارا

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آپ کی اس للکار نے ان فتنہ سامانوں کو مزید تیز کر دیا، وہ طوفان بن بن کر اہل سنت کی اعتقادی دیواروں سے ٹکرانے لگے۔ اب انگریز بہادر خوش تھا کہ۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

مرزائی، شیعہ، نجدی، وہابی، رافضی، چکڑالوی، نیچری جیسے سیکڑوں فرقے اعلیٰحضرت کی نگاہ میں تھے آپ ان سے چومکھی لڑائی لڑے، آپ کی تحریر۔ آپ کا بیان اور آپ کا قلم نشتر بن کر ان بدعقیدہ لوگوں کے سینے میں اترتا گیا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے
کہ عدو کے سینے میں غار ہے

آج اگر اعلیٰحضرت، عظیم البرکت کی تمام تحریروں، مقالات، فتاویٰ،

Marfat.com

مکتوبات، ملفوظات، تعاقبات، تنقیدات، تنقیحات، جوابات کو سامنے رکھا جائے تو آپ محسوس کریں گے کہ اسلام کا ایک جاں نثار عظمت مصطفیٰ کا جھنڈا اٹھائے چاروں طرف دشمنان اہلسنت میں گھرا ہوا ہے اور انہیں للکار رہا ہے۔

آج کا مورخ اس نابغۂ روزگار ہستی کے کمالات اور قوت کو داد دیے بغیر نہیں رہ سکے گا جب وہ دیکھے گا کہ اعلیٰحضرت نے ان دینی فتنوں کی سرکوبی کے لیے کتنی طویل جنگ لڑی۔ آج کا نوجوان بعض سنی علماء کرام بھی اور سیاستدان بھی اپنے امام اہلسنت کی پامردی کا اندازہ نہیں کر سکتے جس نے برصغیر کے اعتقادی طوفانوں کا سخت جاں کوشی اور پامردی سے مقابلہ کیا تھا۔ اعتقادی تاریخ میں شاید ہی اعلیٰحضرت سے بڑھ کر کوئی مثال مل سکتی ہو۔"

(امام اہلسنت کے علمی کارنامے۔ جہانِ رضا اگست ۱۹۹۱ء)

۲۔ عظمت رضا کا اظہار

"امام احمد رضا نے زندگی بھر ناموس مصطفیٰ کا علم بلند رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے پرچم کو سب سے اونچا رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو زندگی کا سامان بنائے رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو حرز جاں بنائے رکھا، حضور کی غلامی کو دو جہاں کی بادشاہی جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات کو غذائے جان بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کو قبلۂ حاجات سمجھا اور کوچۂ محبوب کی گدائی پر ناز کیا۔"

(فاضل بریلوی کی خدمات، جہانِ رضا ستمبر ۱۹۹۱ء)

۳۔ اعلیٰحضرت اپنے شاگردوں کے حلقے میں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے چند شاگردوں کا ذکر کرتے ہوئے۔ امام محترم قدس سرہٗ کی تصنیفی مصروفیات کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں نیز یہ بھی انکشاف کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اپنے تلامذہ کو رد وہابیت کی بھی تربیت دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

لکھتے ہیں:

''اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے بے شمار کتابیں لکھیں تحریری کام کیے، فتوے جاری کیے۔ ان مصروفیات کی وجہ سے انہیں مسند تدریس پر بیٹھ کر شاگردوں کو پڑھانے کا موقع بہت کم ملا پھر بھی آپ نے شاگردوں کی ایک جماعت تیار کرنے کے لیے تھوڑا سا وقت دیا''۔

مولانا احمد رضا خاں قلم کا بادشاہ ہے

فاروقی صاحب حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب عظیم آبادی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے چند طلبہ کا یہ بیان پیش کرتے ہیں:۔

''مولوی محمد شاہ خان عرف تھمن خان صاحب بیان فرماتے ہیں کہ: ایک دن تین طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو، اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ وہ لوگ بولے دیوبند میں پڑھتے تھے، وہاں سے گنگوہ گئے، اسکے بعد یہاں آئے ہیں۔ میں نے کہا: یوں تو طلبہ کو ''سمہ خیرا'' کا مرض ہوتا ہے یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے اسی لیے ایک جگہ جم کر بہت کم لوگ پڑھتے ہیں بلکہ دو چار جگہ جا کر ضرور دیکھا کرتے ہیں۔ مگر یہ عموماً ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کی انسان تعریف سنتا ہے لیکن میرے عقیدہ میں یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی کی تعریف سنی اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہیں۔ بولے: یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اختلاف مذہب اور اختلاف خیال کی وجہ سے اکثر لوگوں کے ہاں بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی مگر ٹیپ کا بند ضرور ہوتا کہ مولانا احمد رضا خان قلم کا بادشاہ ہے......''

اعلیٰحضرت کے چند نامور شاگرد

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی تحریر کرتے ہیں (بحوالہ حضرت ملک العلماء)

اعلیٰحضرت نے چونکہ باضابطہ مدرسہ بنا کر نہیں پڑھایا تھا جو رجسٹر داخلہ

Marfat.com

سے طلبہ کا نام معلوم کیا جائے یا فارغ التحصیل طلبہ ہی کا نام رجسٹر فارغ التحصیل سے حاصل کیا جاسکے اس لیے حضور کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور تصنیفات و غیرہ سے دینی خدمت کی ان میں بعض لوگوں کے اسمائے گرامی اس جگہ لکھ دینا مناسب ہوگا۔ اعلیٰحضرت کے تمام شاگردوں میں خصوصیت کی ساتھ فقہ میں کمال اور تصنیفات کی طرف توجہ اور وعظ وتقریر اور مناظرہ کا رنگ ضرور موجود ہے۔

1- جناب مولانا نواب سلطان احمد خان صاحب محلہ بہاری پور بریلی
2- جناب مولانا مولوی سید امیر احمد صاحب محلہ ذخیرہ بریلی
3- جناب مولانا مولوی حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰحضرت
4- جناب مولانا مولوی محمد رضا خان صاحب برادر خرد اعلیٰحضرت
5- جناب مولانا مولوی حامد رضا خان صاحب، حجۃ الاسلام صاحبزادہ اکبر اعلیٰحضرت
6- جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب محلہ ملوکپور بریلی
7- جناب مولانا حافظ سید عبدالکریم صاحب محلہ ذخیرہ بریلی
8- جناب مولوی نور حسن صاحب بریلی
9- جناب مولوی حاجی سید نور احمد صاحب، چاٹگامی
10- جناب مولوی واعظ الدین صاحب مصنف "دفع زیغ زاغ"
11- جناب مولوی عبدالرشید صاحب عظیم آبادی
12- جناب مولانا سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری
13- جناب مولوی سید عزیز غوث صاحب بریلوی
14- جناب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی
15- جناب مولوی عبدالاحد صاحب سلطان الواعظین پیلی بھیتی
16- حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی

Marfat.com

17- حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی......دامت برکاتہم وفیوضہم"

نوٹ

حضرت ملک العلماء اعلیٰحضرت کے شاگرد بھی ہیں اور خلیفہ بھی لیکن چونکہ تلامذہ رضا کے یہ اسماء انہیں کے گنائے ہوئے ہیں لہٰذا انہوں نے اپنا نام نہیں دیا۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ملفوظات رضا کے حوالے سے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اعلیٰحضرت اپنے شاگردوں کو ردوہابیہ کی بھی تربیت دیا کرتے تھے نیز یہ بھی وضاحت کی ہے کہ مکہ معظمہ سے سید اسماعیل خلیل نے بریلی آکر اعلیٰحضرت کی شاگردی اختیار کی۔

مضمون کے اخیر میں فاروقی صاحب نے تلامذہ رضا میں سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی اور حضرت ملک العلماء کے اسماء بھی دیئے ہیں۔

(جہانِ رضا، جولائی ۲۰۰۵ء ص ۱۹ تا ۲۴)

خیابان رضا کے گلہائے خوش رنگ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اس عنوان کے تحت امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل خلفاء (ان میں احمد رضا کے دونوں صاجزادگان حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم رحمتہ اللہ علیہما بھی شامل ہیں) کا مختصر تذکرہ لکھا ہے:۔

1- شہزادہ مولانا محمد حامد رضا قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۳ء)

2- مولانا عبدالسلام جبل پوری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۵۳ء)

3- ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۶۲ء)

4- مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۸ء)

5- صدرالافاضل مولانا نعیم الدین چشتی مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۸ء)

6- مولانا احمد اشرف جیلانی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ)

7- حضرت سید دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۵۴ء)

Marfat.com

8- مولانا مختار احمد صدیقی میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۳۸ء)

9- مبلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۵۴ء)

10- سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد قادری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۴۳ء)

11- حضرت مولانا محمد رحیم بخش قادری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۴۴ھ)

12- مولانا حاجی لعل خان قادری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۲۱ء)

13- مفتی اعظم ہند محمد مصطفٰے رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ء)

14- مفتی برہان الحق جبل پوری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء)

15- امین الفتویٰ مفتی محمد شفیع قادری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۹۲۰ء)

16- حضرت مولانا حسنین رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

(جہانِ رضا، فروری ۱۹۹۲ء، بحوالہ مجالس علماء)

نوٹ:

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے مندرجہ بالا حضرات کا تذکرہ امام احمد رضا کی تصنیف ''الاستمداد علیٰ ارجیال الارتداد'' میں بھی فٹ نوٹ پر کیا ہے کہ اس کتاب کو فاروقی صاحب نے ''مکتبہ نبویہ'' سے شائع کیا ہے۔ جب کہ ''خیابانِ رضا'' کے عنوان سے مکتبہ نبویہ لاہور کے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی نگرانی میں ایک خوبصورت کتاب شائع کی ہے۔

امام احمد رضا اور فقہ حنفی

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فقہ حنفی کے رازداں اور اپنے وقت کے فقہ حنفی کے امام نیز اپنے وقت کے امام اعظم ابوحنیفہ تھے۔

لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ اگر امام احمد رضا۔ امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ کے زمانے میں ہوتے تو وہ آپ کو اپنے شاگردوں کی صف اول میں جگہ دیتے۔

''امام احمد رضا اور فقہ حنفی'' پر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے یہ مقالہ مورخہ

Marfat.com

۲۵ نومبر ۱۹۹۵ء کو ''امام اعظم کانفرنس'' منعقدہ ہوٹل فلیٹیز لاہور میں پڑھا تھا۔

زیرِ نظر مقالہ ''فقہ رضا'' پر بہت ہی گرانقدری کا حامل ہے۔

فاروقی صاحب نے پہلے لفظ ''فقہ'' کی تعریف بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

''فقہ''۔ عربی ادب میں ایسا لفظ ہے جسے کسی چیز کو کھول کر نمایاں کرنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جاہلی ادب میں کسی لطیف چیز کے انشراح اور اس سے نفیس نتائج برآمد کرنے کے عمل کو ''فقہ'' کہا جاتا تھا۔ اسلام کی روشنیاں آئیں تو قرآن و احادیث کے مضامین کو کھل کر بیان کرنے اس کے مفہوم کو خوش اسلوبی سے بیان کرنے کے عمل کو فقہ کہا جانے لگا۔ قرآن کریم نے فقاہت کو اہل علم و فضل کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ پھر احادیث کے شارحین اپنی فقاہت سے ہی دلوں کو روشن کرتے رہے ہیں۔

اس کے بعد پیرزادہ فاروقی صاحب ''فقہ'' کے ارتقا پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ''فقہ کے ان بلند مراتب ائمہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قرآن و احادیث کی روشنیاں پھیلانے کے لیے فقہ کے وہ اصول مرتب کیے جس سے چار دانگ عالم روشن ہو گئے۔ عالم اسلام کے افق پر فقہ حنفی نے اسلامی معاشرہ کی راہنمائی کے لیے۔ بے مثال کردار ادا کیا اور امام اعظم ابوحنیفہ کے تلامذہ اور فیض یافتہ شاگردوں نے فقہ حنفی کی روشنی میں قرآن و احادیث کے مطالب کو دور دور تک پھیلایا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا علمی اور روحانی قافلہ فقہ حنفی ہی کی راہوں پر چل کر پہنچا اور اسلامی سلطنت کا مشرقی علاقہ فقہ حنفی کے انوار سے روشن ہوا۔ عالم اسلام کے دوسرے ممالک سے قطع نظر، برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی نے اسلامی معاشرت کے لیے جو قانون وضع کیے وہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام انسانوں کے لیے رحمت ثابت ہوئے۔ اگرچہ برصغیر میں فقہاء اسلام نے صدیوں اپنا علمی کردار

Marfat.com

ادا کیا مگر بیسویں صدی میں خصوصیت کیساتھ امام اہل سنت، اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کو فروغ دینے اور شریعت کے قوانین کو مربوط کرنے میں جو اہم کردار ادا کیا، اسکی مثال نہیں ملتی۔ ان کی فقہی کوششوں کو دیکھ کر مفکر اسلام علامہ اقبال نے کہا تھا "فاضل بریلوی ہمارے وقت کے امام ابوحنیفہ ہیں۔"

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء تک فقہ حنفی کی تدوین وتشریح میں سرگرم عمل رہے۔ انہوں نے پچاس سے زیادہ علوم پر کتابیں لکھیں مگر امام حنفی پر ان کی کتابوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ایک ایک مسئلہ کو فقہ حنفی کی روشنی میں حل کیا اور اہل علم وفضل کی راہنمائی کی۔ آپ کے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم اور مبسوط جلدیں فقہ حنفی کا ایک بےمثال انسائیکلوپیڈیا ہیں، جس سے آج ہر مکتب فکر دینی مسائل کے حل کے لیے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہی مسلک کے صرف ترجمان ہی نہ تھے بلکہ موجودہ مسائل کو اجتہادی انداز سے حل کرنے میں کمال رکھتے تھے۔ آپ نے تیمم کے موضوع کو فقہ حنفی کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے تین سو گیارہ امور کی وضاحت فرمائی پھر بتایا کہ زمینی تعلق کے پیش نظر ایک سو اکیاسی چیزوں پر تیمم جائز ہے۔ ان ایک سو اکیاسی میں چوہتر (۷۴) وہ ہیں جو سابق فقہاء نے بیان کی ہیں مگر ایک سو سات وہ ہیں جنہیں اعلیٰحضرت نے اپنے فقہی اجتہاد سے امام ابوحنیفہ کے مذہب پر بیان کیا۔ اس طرح آپ نے ۱۳۰ ایسی اشیاء کا تجزیہ کیا جو بظاہر زمین کا جزو دکھائی دیتی ہیں مگر ان پر تیمم جائز نہیں۔ عصر حاضر کے ایک نامور دانش ور حکیم محمد سعید صاحب۔ دہلوی رئیس ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان نے جب اعلیٰحضرت کی اس تحقیقاتی کتاب کو پڑھا تو مرکزی مجلس رضا لاہور کو لکھا کہ میں اس ضمن میں اعلیٰحضرت کی فقہی بصیرت سے ہدیۂ

Marfat.com

تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس میں انہوں نے اظہار خیال فرمایا ہے جو ہمارے خیال میں عام حیثیت رکھتی تھیں۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم برصغیر میں خانقاہی نظام کے ایک اہم رکن ہی نہ تھے بلکہ ان کا شمار ارباب قلم وعلم میں نمایاں تھا۔ وہ بعض سجادہ نشینان وقت کی طرح سجدۂ تعظیمی کے قائل تھے مگر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے شریعت محمدی میں غیر اللہ کے لیے ہر قسم کے سجدہ کو حرام قرار دیتے ہوئے ایک مستقل کتاب لکھی جس میں متعدد آیات قرآنی، چالیس احادیث نبوی اور ڈیڑھ سونصوص فقہ پیش کرتے ہوئے اہل علم وفضل کے لیے راہنمایانہ اصول مرتب کیے اور بتایا کہ شریعت مطہرہ میں اللہ کے بغیر کسی قسم کے سجدے کی اجازت نہیں۔

اعلیٰحضرت نے فقہاء کے مختلف طبقات کی تحریروں کو سامنے رکھا اور ان سے فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کیا۔ آپ کے سامنے مجتہدین فی الشرع، مجتہدین فی المذاہب، مجتہدین فی المسائل، اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، ممیزین اور مقلدین کی بیشمار تحریریں ذہن میں موجود تھیں۔ آپ نے ان تمام طبقات کی تحقیقات وتنقیحات کی روشنی میں فقہ حنفی کی اہمیت کو نمایاں کیا۔

میں اسلامی تاریخ کے ان عظیم الشان فقہاء کا موازنہ تو نہیں کرنا چاہتا مگر میں اس حقیقت کو علیٰ وجہ البصیرت واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امام احمد رضا نے علامہ شامی، علامہ طحطاوی جیسے سیکڑوں عظیم المرتبہ فقہاء کی تحریروں پر گفتگو کرتے ہوئے کمال نتائج اخذ فرمائے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے وہ فقہاء جو فتویٰ نویسی میں یہ طولیٰ رکھتے تھے۔ اعلیٰحضرت کی گرفت کے سامنے طفل مکتب ہی نظر نہیں آتے بلکہ ''طفلان غلط نویس'' دکھائی دیتے ہیں۔

حضرات مکرم! میں اپنے اس مختصر مقالے میں اعلیٰحضرت کے ان طبقات کی مثالیں پیش نہیں کرنا چاہتا جہاں آپ نے اپنے ہم عصر فقیہان پاک و ہند کو فقہ

Marfat.com

حنفی کی چکا چوند روشنیوں میں مبہوت کر کے رکھ دیا تھا۔ آپ نے فقہ امام ابوحنیفہ کی صرف ترجمانی ہی نہیں کی بلکہ اپنے رفقا اور شاگردوں کا ایک ایسا "مکتب فقہ" ترتیب دیا جنہوں نے آپ کے بعد فقہی دنیا میں راہنمایانہ کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا امجد علی اعظمی آپ ہی کے دستر خوانِ فقہ کے خوشہ چین تھے جنہوں نے "بہار شریعت" جیسی اہم کتاب سترہ جلدوں میں مرتب کی۔ مولانا رکن الدین الوری "خیابانِ رضا" کے خوشہ چین تھے جنہوں نے آٹھ جلدوں میں "رکن الدین" لکھی۔ علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری آپ ہی کے دستر خوان علم کے لقمہ چین تھے جنہوں نے "فتاویٰ برکاتیہ" کی دس جلدیں مرتب کیں۔

فقیہ عصر مولانا محمد نور اللہ صاحب نعیمی آپ ہی کے فیضان سے تربیت یافتہ تھے جنہوں نے چھ جلدوں میں "فتاویٰ نوریہ" ترتیب دیا۔ مفتی احمد یار خان نعیمی آپ ہی کے مکتب فقہ کے طالب علم تھے جنہوں نے "فتاویٰ نعیمیہ" سے ہماری راہنمائی فرمائی۔ مولانا انوار اللہ آپ ہی کے زیر نگاہ تھے جنہوں نے "گلزار شریعت" مرتب کی۔

آج ہم فخریہ طور پر امام اہل سنت فاضل بریلوی اعلیٰحضرت احمد رضا خان محدث بریلوی کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ کا ترجمان اور پاسبان قرار دے رہے ہیں۔ آج جنوبی افریقہ آزاد ہوا ہے تو وہاں کی گورنمنٹ نے اعلیٰحضرت کے "فتاویٰ افریقہ" اور "فتاویٰ رضویہ" کو وہاں کے مسلمانوں کے لیے "پرسنل لا" کے فیصلوں کے لیے منظور کیا ہے۔ آج عراق کے صدر صدام حسین نے "فتاویٰ رضویہ" کا عربی ترجمہ کرنے کے لیے علماء کرام کا ایک بورڈ تشکیل دیا ہے اور مجھے یہ اعلان کرنے کی اجازت دیں کہ اگر ہم پاکستان میں نظام مصطفیٰ اور نفاذ شریعت میں کامیاب ہو گئے تو ہمارے شرعی مسائل یقینی طور پر "فتاویٰ رضویہ" کی روشنی میں حل ہوں گے اور ہمارے دینی مسائل کے حل کے لیے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی تشریحات مینارۂ نور ثابت ہوں گی۔"

(جہانِ رضا دسمبر ۱۹۹۵ء۔ ص ۲۲ تا ۲۶)

Marfat.com

چند کتب رضا اور حیات اعلیٰحضرت از حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی عظیم آبادی کی ترتیب اور طباعت واشاعت

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اعلیٰحضرت، امام احمد رضا کی چند کتابوں جیسے الحجۃ المؤتمنہ، سید المرسلین، الاستمداد اور الدولۃ المکیہ کو حسن ترتیب کیساتھ "مکتبہ نبویہ" سے شائع کیا ہے۔ علاوہ ازیں "حیات اعلیٰحضرت" از ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرتب کر کے "مکتبہ نبویہ" سے شائع کیا ہے اور یہ آپ کا ایک اہم وعظیم کام ہے کہ امام احمد رضا کی حیات وشخصیت اور کارناموں پر اس کتاب کو "رضویات کے نقش اول" اور ایک "سند و دستاویز" کی حیثیت حاصل ہے۔

جب محترم پیرزادہ اقبال احمد صاحب نے زیر نظر کتاب شائع کی تو راقم نے صاحبزادہ ملک العلماء عزت مآب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کی فرمائش پر اس پر تبصرہ لکھا جو جہانِ رضا شمارہ بابت ماہ فروری، مارچ ۲۰۰۴ء شائع ہوا۔

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے "حیات اعلیٰحضرت" کی اشاعت کا اعلان کرتے ہوئے جہاں خوشی کا اظہار کیا ہے وہیں اس کتاب کے ستر سال تک قید رہنے پر دکھ کا اظہار بھی کیا ہے۔ آپ نے اپنے مضمون "حیات اعلیٰحضرت تالیف سے طباعت تک" میں زیر نظر کتاب کی گم شدگی اور اسے نظر بند کیے جانے کی مختصر داستان بھی لکھی ہے۔

پیرزادہ صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"اب "حیات اعلیٰحضرت" کی گمشدگی کا یہ دوسرا دور تھا۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے مولانا محمود احمد قادری سے بار بار مطالبہ کیا کہ وہ مجھے میرا مسودہ واپس کریں، میرے والد کی امانت لوٹا دیں مگر ان کی ساری کوششوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد گرامی کی اس بے مثال تحریر کے حصول کے لیے بہت سے علماء کرام کو مسلسل لکھا اور ایک عرصہ تک ان کا تعاقب کرتے رہے مگر خبر

Marfat.com

یں آنے لگیں کہ کتاب دہلی چلی گئی ہے پھر بریلی پہنچ گئی ہے پھر بہار کے مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی کے پاس آرام فرما ہے۔ چالیس سال گزرنے کے باوجود یہ تمام ''مفتیان ہند'' اور ''دانشوران اہلسنت'' اس طویل عرصہ میں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ نہ آئے اور مسودہ ان کے ہاتھ آیا نہ کتاب چھپی، نہ شائع ہوئی۔ ان علماء کرام کے سنگین ہاتھ اتنے مضبوط تھے کہ۔

نہ بزور، نہ بہ زاری، نہ بزر می آید!

(جہانِ رضا، ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۳ء، ص ۸)

پیرزادہ محترم نے زیر نظر کتاب کو بہت ہی خوبصورت انداز میں مرتب کیا ہے اور عمدہ طرز پر کتابت وطباعت کرائی ہے۔

لاریب! فاروقی صاحب عاشق اعلیحضرت ہیں

علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی، اعلیحضرت، امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کے علم وفضل، ان کے دینی، تجدیدی اور ملی کارناموں نیز ان کے عشق رسالتمآب (ﷺ) کے حد درجہ معترف ہیں اور امام احمد رضا کے انہیں کمالات نے پیرزادہ صاحب کو ان کا دیوانہ اور والہ وشیدا بنا دیا۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ سے اسی والہانہ وابستگی کے سبب آپ ''مرکزی مجلس رضا'' کے ہراول دستے کے فعال رکن بن گئے اور بانی، ''مرکزی مجلس رضا'' حضرت حکیم اہلسنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کے بھی از حد نیاز مند یہاں تک کہ ان کے جان نثار بن بیٹھے۔ امام احمد رضا کے مسلک حق۔ مسلک اہل سنت کی تبلیغ واشاعت اور ان کے افکار ونظریات کو شہر شہر اور گھر گھر عوام اور اپنوں اور بیگانوں تک پہنچانے کی غرض سے آپ نے ماہنامہ ''جہانِ رضا'' جاری کیا۔

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب، امام احمد رضا کے اجداد واحفاد، مشائخ کرام، ان کے معاصر اور ہم مسلک علماء وفضلا، ان کی کتب ورسائل کے

Marfat.com

ناشرین ومرتبین، ان پر کام کرنے والوں، ان کے نام لیواؤں تک کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔

آپ سنی علماء اور عوام سے "یوم ولادت رضا"، "عرس رضا" وغیرہ کے تزک و احتشام کیساتھ انعقاد اور علماء و دانش وروں کو فروغ رضویات کے لیے کام کرنے کی تحریک بھی دیتے ہیں۔

ملاحظہ کیجیے:۔

ا۔اعلان یوم رضا

پیرزادہ صاحب اپیل کرتے ہیں:۔

"پاکستان اور دوسرے ممالک میں اہلسنت و الجماعت کے حلقے "یوم رضا" بڑی شان وشوکت سے منا رہے ہیں۔ ہم ایسے تمام حضرات کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ "یوم رضا" کے منتظمین سے گزارش ہے کہ وہ مرکزی مجلس رضا پوسٹ بکس ۲۲۰۶ لاہور اپنی روائیداد لکھکر بھیجیں تا کہ "جہانِ رضا" میں شائع ہوسکیں۔"

(جہانِ رضا، جون جولائی ۱۹۹۷ء)

۲۔شایان شان یوم رضا کا انعقاد نہ کر پانے پر اظہار تاسف

پیرزادہ محترم لکھتے ہیں:۔

"ہمارا دل چاہتا تھا کہ لاہور میں ایک شاندار "یوم رضا" منایا جاتا اوراسمیں اعلیحضرت پر کام کرنے والے اسکالرز وسیع اسٹیج پر کرسی نشین نظر آتے اوران کی زیارت کے لیے دور دور سے نیاز مندان رضا جمع ہوتے پھر ان کی قدر افزائی کے لیے دنیوی ایوارڈ نہیں لیکن ہر ایک کو اعلیحضرت کا جبہ ودستار پہنایا جاتا پھر اعلیحضرت کے "وصایا شریف" کی روشنی میں اس دعوت کا اہتمام کیا جاتا جسکا ذکر سنکر معاندین رضا آنکھیں جھپکتے رہتے ہیں ہمارا دل چاہتا تھا کہ تین ہزار صفحات

Marfat.com

پر مشتمل ''جہانِ رضا'' کا ایک ''رضا نمبر'' شائع کیا جاتا مگر وسائل کی کمی کیوجہ سے ہمارے سارے ''جذبات'' دست تہ سنگ کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔''

(جہانِ رضا، جون، جولائی، ۱۹۹۷ء)

۳۔ انعقاد عرس رضا پر اظہار مسرت اور سنیوں سے اسکے انعقاد کی اپیل

پیرزادہ فاروقی صاحب رقم طراز ہیں:۔

''امام اہل سنت، مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) کا سالانہ عرس مبارک ماہ صفر المظفر میں ہو رہا ہے پاکستان اور بیرون پاکستان ہزاروں مقامات پر ''عرس رضا'' کی تقریبات منعقد کی جارہی ہیں۔ اخبارات اور رسائل خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں۔ کلام رضا سے فضائیں گونج رہی ہیں اور ''مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی دلنواز صدائیں قلب و جگر کو گرما رہی ہیں۔ اندریں حالات تمام سنیوں کے لیے ضروری ہے کہ جہاں جہاں اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی یاد میں کسی قسم کی کوئی تقریب یا اجتماع ہو رہا ہو۔ وہ اپنے احباب کے ساتھ شرکت کریں۔ اگر ایسا موقع نہ ملے تو اپنے گھر ''یاد رضا'' کی مجلس کریں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس عاشق رسول مربی اہل سنت، مجدد وقت کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کریں۔

۴۔ یادگار اعلیٰحضرت دارالعلوم منظر اسلام اور عرس رضوی پر مختصر رپورٹ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب...... امام احمد رضا کے بیاسویں عرس مبارک اور اسی موقع پر دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف کے جشن صد سالہ پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ماہِ صفر ہمارے لیے اس لیے بھی مبارک ہے کہ اس

Marfat.com

میں امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، عظیم البرکت، رفیع الدرجت، محی السنۃ، ماحی الفتنہ، شیخ الاسلام والمسلمین، عمدۃ المحققین، تاج الفحول المدققین، غیظ المنافقین، قاطع اساس النجدین، قامع المرتدین، سموا المکاینہ والمکان، اعلیٰحضرت مولانا الحاج قاری الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا (۸۲) واں سالانہ عرس نہایت تزک واحتشام سے منایا جارہا ہے۔آپ کا عرس دنیا کے گوشے گوشے میں ''یوم رضا''، ''یاد رضا''، ''محافل رضا''، ''بزم رضا'' اور ''رضا کانفرنس'' کے مختلف ناموں سے منایا جاتا ہے۔

حسن اتفاق سے اسی عرس کے موقع پر اعلیٰحضرت مجدد ماۃ حاضرہ کی قائم کردہ علمی درس گاہ ''منظر اسلام بریلی'' (انڈیا) کا صد سالہ جشن بھی منایا جارہا ہے جہاں دنیا بھر کے علماء اہل سنت جمع ہو رہے ہیں۔چاروں سمت سے عاشقان رسول کے قافلے آرہے ہیں ہر سمت سے اہل محبت کارواں در کارواں بریلی پہنچ رہے ہیں۔مختلف ممالک کے اسکالرز، دانشور، اہل علم وقلم بریلی شریف میں حاضر ہو کر اس مادر علمی کی خدمت کو ہدیۂ تحسین پیش کر رہے ہیں جس نے اپنی گود میں سیکڑوں نہیں ہزاروں ایسے علمائے کرام کو تربیت دی جو اکناف عالم میں پھیلے اور علم وفضل کی شمعیں روشن کرتے گئے۔آج دنیائے اہل سنت کی اکثر درس گاہیں اور دنیائے رضویت کی تمام بارگاہیں اسی ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' کی ضیاؤں سے درخشاں ہیں۔

(جہانِ رضا، مئی، جون ۱۹۹۴ء)

رضویات کے تعلق سے فاروقی صاحب ماہنامہ ''جہانِ رضا'' میں خبریں اور تبصرے بھی بہت نفیس انداز سے شائع کرتے ہیں۔خبروں کے لیے خوب صورت عنوانات لگاتے ہیں۔

جیسے: جہانِ رضویات کا خبرنامہ

خبریں: اعلیٰحضرت کے علمی خیابانوں کے مہکتے ہوئے پھولوں پر ایک

Marfat.com

نظر ڈالیے دماغ معطر ہو جائیے گا..........وغیرہ!

فاروقی صاحب اور امام احمد رضا کے القاب و آداب

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی شخصیت کے شایانِ شان بہت ہی وقیع و باوقار القاب و آداب مستخرج کیے ہیں اور اس سے آپ کے دل میں امام احمد رضا کی عظمت، ان کے ادب و احترام، ان سے عقیدت اور والہانہ وابستگی و محبت کا برملا اظہار ہوتا ہے۔

مثال:

رفیع الدرجت، محی السنتہ، ماحی الفتنہ، تاج الفحول المدققین، قاطع اساس النجدین، قامع المرتدین، سمو المکاینہ والمکان وغیرہ۔

Marfat.com

چوتھا باب

اقبال احمد فاروقی کی چند نگارشات کا تجزیاتی مطالعہ

زیر نظر باب میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی مندرجہ ذیل نگارشات کا تجزیاتی مطالعہ مقصود ہے۔

۱۔ مجالس علماء　　　۲۔ رجال الغیب
۳۔ نسیم بطحا　　　۴۔ باتوں سے خوشبو آئے

۱۔ مجالس علماء

اس کتاب کی بابت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب اس طرح رقم طراز ہیں:۔

زیر مطالعہ کتاب "مجالس علماء"، "میرے مشاہدات"، میری یادوں اور میرے ذوق، میری عقیدتوں کا وہ گلدستہ ہے جو اہل محبت کے دل و دماغ کو مہکا دے گا۔ پاکستان بن رہا تھا، آزادی کی باد بہاری چل رہی تھی، میں ایک طالبعلم تھا، تحریک پاکستان میں علمائے کرام تقریریں کرتے تو میں انکی مجالس میں حاضر رہتا۔ پاکستان بنا تو مجھے وقت کے بلند پایہ علماء خصوصاً خوش بیان خطیبوں، شعلہ نوا شاعروں، اور نکتہ سنج ادیبوں کی مجالس میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ میں ان یادوں کو اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں میں محفوظ کرتا رہا۔

تدریسی اور تعلیمی اداروں سے ہٹ کر مجھے ایسے خطیبوں اور مقرروں کی تقاریر سننے کا موقع ملا جو اپنی زور بیانی سے چلتے قافلے کو روک دیا کرتے تھے، جو

Marfat.com

ساری رات تقریر کرتے تو اپنے سامعین کو اکتانے نہ دیتے۔ بعض ایسے خوش کلام خطیبوں کو سننے کا موقع ملا جنہیں سن کر یوں محسوس ہوتا کہ۔

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

میں نے ان مقرروں، ان خطیبوں، ان واعظوں، ان شعلہ بیانوں کی مجالس میں زندگی کا ایک طویل عرصہ گزارا۔

ایک وقت آیا کہ میرے قلم نے ان یادوں کو صفحات پر لانا شروع کیا۔ اخبارات، رسائل اور کتابوں میں ان یادوں کو کبھی کبھی اپنے قارئین کے سامنے لاتا جاتا۔ ''جہانِ رضا'' اعلیحضرت فاضل بریلوی کے افکار و تعلیمات کا ترجمان بنا تو اسکے صفحات پر ''علماء کی یادیں'' تسلسل سے سامنے آنے لگیں جنہیں قارئین ''جہانِ رضا'' نے بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ پسند کیا۔ داد دی اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر زور دیا۔ چودہ سال کے طویل عرصہ میں ''جہانِ رضا'' کے صفحات میں علماء کی یادوں کی خوشبو پھیلی تو میرے بعض قدردان دوستوں کو خیال آیا، کیوں نہ ان بکھری ہوئی یادوں کو جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی جائے۔ اگرچہ یہ خواہش جہانِ رضا کے قارئین کے علاوہ کئی اہل علم و قلم کے دلوں میں مچلتی تھی مگر ہمارے ایک دوست سردار محمد اکرم بٹر ایڈووکیٹ آگے بڑھے اور ''جہانِ رضا'' کی فائیلوں سے علماء کی یادوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ انہوں نے ابتدائی کام کیا مگر ان کی علالت نے ان کے قلم کو روک دیا اور وہ ایک راستہ ہموار کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔

محمد عالم مختارِ حق حکیم محمد موسیٰ امرتسری، بانی مرکزی مجلس رضا کے پرانے جلیس و رفیق رہے ہیں اور ''جہانِ رضا'' کے آغاز سے اسکے مستقل قاری رہے ہیں، وہ آگے بڑھے ''علماء کی یادوں'' کے کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور شبانہ روز محنت سے ان بکھری ہوئی یادوں کو ''مجالس علماء'' کا گلدستہ بنا کر سامنے لے آئے۔

Marfat.com

انہوں نے بیشمار منتشر اوراق کو جمع کیا، خزاں دیدہ تحریروں کو مرتب کیا اور از یاد رفتہ باتوں کو اکٹھا کر کے ایک خوبصورت کتاب مرتب کر دی اسطرح انہوں نے ذروں کو اٹھا کر آفتاب بنا دیا پتوں کو جمع کر کے گلستان بنا دیا، قطروں کو یکجا کر کے دریا بنا دیا، بکھری ہوئی سطروں کو ترتیب دیکر دفتر بنا دیا۔

ستارہ می شکنند آفتاب می سازند

(مجالس علماء، مرتبہ محمد عالم مختار حق۔ ص ۱۵، ۱۶)

زیر نظر کتاب کے مرتب جناب محمد عالم مختار حق صاحب لکھتے ہیں:۔

تذکرۂ ھذا صرف علمائے کرام کے تذکار پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں آپ کو تخلیق پاکستان کے وقت کی سیاسی قوتوں کی کارستانیوں سے بھی آگاہی حاصل ہوگی۔ بالخصوص اس مجموعہ کا مضمون ''لاہور کے جلسوں پر ایک نظر'' تو مصنف کی مشاہداتی رپورٹ ہے جسے سیاسی وملی تحریکوں کی دستاویز کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔''

(ایضاً ص ۲۱۔۲۲)

جائزہ

زیر نظر کتاب کو اگر ''اہل علم و دانش کا نگار خانہ'' یا ''آئینہ خانہ'' کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ زیر نظر کتاب میں سنی علماء اور سنی جلسوں اور کانفرنسوں کے علاوہ ''مجلس احرار''، ''مسلم لیگ''، ''دیوبندی''، ''وہابی''، ''شیعہ''، ''قادیانی'' اور ''کانگریسی'' جلسوں اور مجلسوں کے بھی تذکرے موجود ہیں۔

پیرزادہ فاروقی صاحب نے علماء کی یادوں، باتوں اور تذکروں نیز مجلسوں اور جلسوں کے لیے بہت ہی خوبصورت اور دلکش سرخیاں لگائی ہیں۔ جیسے:۔

ا۔ ''خیابان رضا کے گل ہائے خوش رنگ''

اس عنوان کے تحت فروغ رضویات میں اہم کردار ادا کرنے والے علماء اور دانش وروں کی باتیں ہیں جن میں چند بھارتی علماء اور دانش وروں کے بھی مختصر

Marfat.com

تذکرے ہیں اوران میں سبھی حضرات مشاہیر اہل سنت میں شمار ہوتے ہیں یعنی:......

1- حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ

2- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمتہ اللہ علیہ

3- پروفیسر شاہ فرید الحق رحمتہ اللہ علیہ

4- سید ریاست علی قادری رحمتہ اللہ علیہ

5- علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

6- پیر سید صاحبزادہ محمد فاروق القادری

7- ابوداؤد حضرت مولانا محمد صادق صاحب رضوی قدس سرہٗ

8- صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

9- علامہ سید شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ

10- علامہ مولانا عبدالحکیم شاہ جہان پوری رحمتہ اللہ علیہ

11- مولانا سید نور محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ

12- پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

13- پروفیسر محمد ابرار احمد

14- علامہ محمد احمد مصباحی (بھارت)

15- مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی بنارس (بھارت)

16- پروفیسر سید جمال الدین، نئی دہلی (بھارت)

17- مولانا محمد مرید احمد چشتی

18- مولانا جلال الدین احمد رضوی

قائد اہل سنت الشاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ علیحدہ سے درج ہے۔

۲۔ خیابانِ رضا کے گلہائے صد رنگ

اس عنوان کے تحت امام اہلسنت، اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس

Marfat.com

سرہ العزیز کے ان سولہ مشاہیر خلفاء کا ذکر ہے کہ جن کا تذکرہ خود اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے اپنی کتاب "الاستمداد علیٰ ارجیال الارتداد" میں کیا ہے۔ ان میں اعلیٰحضرت کے دونوں صاحبزادگان کا بھی تذکرہ شامل ہے۔ ان صاحبان عظمت کے اسماء حسب ذیل ہیں:

حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا بریلوی و مفتی اعظم ہند، محمد مصطفیٰ رضا خان صاحبزادگان امام احمد رضا خان

مولانا عبد السلام جبلپوری، ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا احمد اشرف جیلانی کچھوچھوی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا مختار احمد صدیقی میرٹھی، سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی، مولانا محمد رحیم بخش آروی، مولانا حاجی لعل خان قادری، مفتی برہان الحق جبلپوری، امین الفتویٰ محمد شفیع قادری، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی،...... رحمتہ اللہ علیہم۔

مندرجہ بالا حضرات میں حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ مکرر آیا ہے عنوان "علماء کرام کی یادیں" میں بھی ان کا ذکر ہے۔

فاروقی صاحب نے ان کا ذکر بہت ہی والہانہ اور نیاز مندانہ لیکن حقیقت پسندانہ انداز میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

جن علمائے کرام نے فاضل بریلوی کیساتھ ملکر برصغیر میں مقام مصطفےٰ کی سربلندی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو مسلمانوں کے دلوں میں روشن کرنے کے لیے جدوجہد کی ان میں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ کا نام سرفہرست ہے۔

میں نے ۱۹۳۹ء میں آپ کو مسجد وزیر خاں لاہور کے اسٹیج پر پہلی بار تقریر

Marfat.com

کرتے ہوئے دیکھا آپ کا چہرہ درخشاں، قد بہت بلند اور لباس عالمانہ وجاہت کا آئینہ دار تھا۔"

(مجالس علماء ص ۱۴۷)

اس کے بعد آپ کے مختصر حالات وکوائف بیان کیے ہیں۔

۳۔ لاہور کے علماء کرام کی یادیں

زیرنظر عنوان کے تحت پاکستان کے مشاہیر علماء کی یادوں اور باتوں کی مہکا رہے جن سے دل ودماغ معطر اور فکر ونظر منور ہو جاتے ہیں...... ان میں حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ بہت خوب ہے۔ آپ فاروقی صاحب کے استاذ معظم بھی ہیں اور آپ سے فاروقی صاحب کو از حد محبت وعقیدت تھی۔

۴۔ لاہور کی علمی شخصیات

اس عنوان کے تحت مشاہیر علمائے پاک کے تذکرے ہیں۔

۵۔ گنج ہائے گرانمایہ

اس عنوان کے تحت اکابر علماء کے تذکرے ہیں جن میں خانوادہ رضا کے ایک فرد حضرت مفتی اعجاز ولی رضوی بریلوی کا بھی تذکرہ شامل ہے جو تقسیم ہند کے بعد بھارت سے پاکستان ہجرت کر گئے تھے۔

۶۔ لاہور کے جلسوں پر ایک نظر

اس عنوان کے تحت۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے جلسہ احرار، کانگریسی لیڈروں کے جلسے، مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی تقریر، مجلس احرار اور مسلم لیگ کے جلسوں کی یادیں تازہ کی ہیں۔

الف۔ کانگریسی لیڈروں کے جلسے

فاروقی صاحب مدظلہ العالی نے ہندو لیڈروں کا خاکہ کس انداز میں کھینچا

Marfat.com

ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

''ان دنوں موری دروازے کے باہر والے باغ میں کانگریس، مہاسبھائیوں اور ہندوؤں کے جلسے ہوتے تھے۔ سارے ہندوستان سے ہندو لیڈر لاہور آتے۔ یہ بڑے عجیب لباس میں نمودار ہوتے ڈھیلی ڈھیلی دھوتیاں باندھے ہوتے چلے آتے اور پاکستان کے خلاف زہر اگلتے۔''

(مجالس علماء ص ۱۳۰)

ب۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کی تقریر

مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی بابت لکھتے ہیں:۔

''دیوبندی خانوادہ میں صرف مولانا شبیر احمد عثمانی ایسے عالم دین تھے جو اسٹیج پر کھل کر پاکستان کے حق میں تقریریں کرتے تھے۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور دوسرے چند دیوبندی عالم بھی تھے جنہوں نے پاکستان کے خلاف کبھی لب کشائی نہیں کی تھی ورنہ دیوبندیوں کا سارا خانوادہ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں پاکستان کی ''پ'' تک کے خلاف تھے۔'' (ایضاً ص ۱۲۱)

ج۔ مجلس احرار کے جلسے

احراری مقررین شعلہ بیانی کے جوہر دکھاتے ہوئے پاکستان کے خلاف آگ اگلتے تھے، محمد علی جناح کو برا بھلا کہتے اور ہندوؤں کی ہمنوائی میں دھواں دھار تقریریں کرتے۔ (ایضاً۔ ص ۱۳۲۔ ملخصاً)

۷۔ لاہور کے دینی جلسے

لاہور کے دینی جلسوں کے تذکرے میں سنی جلسوں کے علاوہ وہابی، دیوبندی، شیعہ اور قادیانی جلسوں کے مختصر تذکرے کیے ہیں۔

Marfat.com

الف: شیعہ مجالس

پیرزادہ صاحب لکھتے ہیں:۔''شیعہ طبقے کے لوگ لاہور میں جلسے تو نہیں کرتے تھے مگر امام باڑوں میں ان کے ماتمی اجلاس منعقد ہوا کرتے تھے۔شیعوں میں اتفاق اور تنظیم کا یہ عالم تھا کہ ان کے ماتمی جلسوں میں رونے دھونے کے لیے سارے شہر کے شیعے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ ان جلسوں کی رونقیں بس رونے دھونے اور آہ وفغاں سے معمور ہوتی تھیں۔شیعوں کے ذاکر فصاحت و بلاغت میں طاق تھے۔وہ ایک ایک لفظ سے کئی کئی معنے تراشتے اور انہیں کئی کئی انداز میں بیان کر جاتے۔اگر انکی مجلسوں سے رونے دھونے کی آواز نکال دی جائے تو فصاحت و بلاغت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر رہوتا جو لکھنوی ادب کی چاشنی بکھیرتا جاتا۔

اک رنگ کا مضموں ہو، سو رنگ سے باندھوں

(ایضاً ص۱۳۶)

شیعہ لکھنؤ کے ہوں یا کسی بھی خطہ و علاقہ کے ہوں ان کے ہاں ہر روز۔روزغم اور ہر شب۔شب ماتم ہوتی ہے۔جس طرح یہ رونے دھونے اور تقیہ بازی میں ماہر ہوتے ہیں اسی طرح لفظی بازیگری میں بھی طاق ہوتے ہیں۔

ہ۔تحریف القرآن پر ایک مناظرہ

فاروقی صاحب شیعہ سنی مناظرہ کا ایک پرلطف واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس سے سنی مناظر کے نفسیاتی حربہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔لکھتے ہیں:''ہمارے علاقہ میں ان دنوں اعلان ہوا کہ وزیرآباد کے مضافات میں شیعہ سنی مناظرہ ہو رہا ہے۔ دونوں طرف سے بڑے بڑے جید علماء کرام اور مشہور شیعہ مجتہدین اس مناظرہ میں آمنے سامنے تھے ان دنوں ایک سنی عالم دین ''باہری والا مولوی'' جس کا اصل نام اب مجھے یاد نہیں رہا، زبردست مناظر مانا جاتا تھا۔مناظرہ کا موضوع ''قرآن میں تحریف'' تھا۔شیعہ علماء کہتے تھے کہ تین خلفاء کے زمانے میں پھر بنوامیہ نے اپنے

Marfat.com

زمانہ اقتدار میں قرآن میں تحریف کردی تھی اور جہاں جہاں اہل بیت کی تعریف کی آیات تھیں، انہیں قرآن سے نکال دیا تھا۔ بعض شیعہ تو یہاں تک کہتے تھے کہ جن آیات قرآنیہ میں اہلبیت کی تعریف و تحسین تھی۔ انہیں حضرت عائشہ کی بکری کھا گئی تھی۔ دو دن مناظرہ کا بازار گرم رہا، تیسرے دن ''مولوی باہری والا'' مناظرہ کے مجمع میں آ پہنچا اور اسٹیج پر جا کر مناظرہ کرنے کی اجازت چاہی۔ وہ شیعہ مناظر کے مقابلہ میں اپنے دلائل کے لیے اٹھا، اٹھتے ہی خطبہ پڑھا اور اس میں ''الحمد للہ رَبِّ العٰلمین'' کی بجائے ''الحمد للہ رَبَّ العٰلمین'' پڑھا۔ شیعہ مجتہد نے ٹوکا۔ اسٹیج پر بیٹھے سنی علماء نے بھی مولوی صاحب کو روکا۔ آپ نے رک کر دوبارہ خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ دوسری باری پھر ''رَبِّ العٰلمین'' کے بجائے ''رَبَّ العٰلمین'' پڑھا۔ اب تو مقابل میں سارے شیعہ مجتہد اٹھ کھڑے ہوئے، سنی علماء بھی بیزار ہوئے کہ ہمارا مناظر کیا کر رہا ہے۔ سارے مجمع میں شور مچ گیا۔ مولوی صاحب نے لوگوں سے دوبارہ معافی مانگی۔ جب مجمع میں ذرا ٹھہراؤ ہوا تیسری بار پھر انہوں نے ''رَبَّ العٰلمین'' پڑھا۔ اب تو لوگوں کی بے چینی کی انتہا نہ رہی۔ شیعہ علماء کہنے لگے ''اس جاہل مولوی کو بٹھاؤ''۔ سنی علماء بھی سرنگوں ہو گئے۔ مجمع میں بیزاری کا طوفان برپا ہو گیا۔ اس موقع پر مولوی باہری والا گرجا اور کہنے لگا۔ حضرات! آج ہم چودھویں صدی کے لوگ ہیں۔ میں نے قرآن پاک کے ایک حرف پر زیر کی بجائے زبر پڑھ دی تو سارا مجمع چیخ اٹھا ہے۔ سارے علماء احتجاج کر رہے ہیں۔ سارے شیعہ تڑپ رہے ہیں میں پوچھتا ہوں جب خلافت راشدہ کے زمانے میں قرآن کے دس سپارے منسوخ کر دیے گئے۔ جب قرآن سے اہل بیت کی تعریف کی آیات ختم کر دی گئی تھیں۔ جب حضرت عائشہ کی بکری اہلبیت کی تعریف کا حصہ کھا رہی تھی تو کسی مسلمان، کسی صحابی، کسی عاشق رسول اور کسی اہلسنت کے کسی فرد کو حتیٰ کہ حضرت علی شیر خدا کے زمانے میں، امام جعفر صادق کے زمانے میں کوئی نہیں بولا۔ آج اس

Marfat.com

گئے گزرے زمانے میں کوئی مسلمان قرآن کے کسی لفظ پر زیر کی بجائے زبر پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا مگر جن کے سامنے قرآن نازل ہوا تھا۔ جن کے واسطے قرآن نازل ہوا تھا، جن لوگوں نے اپنے نبی پر قرآن نازل ہوتے دیکھا اور اپنے نبی کی زبان سے قرآن سنا تھا وہ کئی سپارے گم کرنے پر کیوں خاموش رہے؟

مجھے یاد ہے کہ اب مجمع خاموش تھا، شیعہ خاموش تھے مگر مولوی باہری والا گرج رہا تھا، مجمع اسکے کنٹرول میں تھا۔ وہ مجمع پر چھایا ہوا تھا۔ وہ قرآن میں تحریف کے خلاف دلائل دے رہا تھا، تحفظ قرآن پر آیات تلاوت کر رہا تھا، احادیث سنا رہا تھا۔ اس طرح وہ ایک گھنٹہ تقریر کرتا رہا۔ جب تقریر ختم ہوئی، شیعہ مجتہد اپنی اپنی کتابیں بغل میں دبائے بھاگ رہے تھے اور عام شیعہ منہ لٹکائے گھروں کو جا رہے تھے۔

(مجالس علماء ص ۱۹۷، ۱۹۸)

علامہ اقبال کی بات

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے شاعر مشرق علامہ اقبال کی رہائش گاہ کا بھی ذکر کیا ہے نیز ان کے اساتذہ سخن کا بھی۔ خواجہ رحیم بخش، خواجہ کریم بخش اور خوجہ امیر بخش تینوں بھائی شعر و سخن میں اساتذۂ وقت کے مقام پر فائز تھے لیکن اپنی عزلت گزینی کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آئے۔ ڈاکٹر اقبال جب تک ان تینوں بھائیوں کو اپنا کلام نہ سنا لیتے۔ اسے کسی مجلس عام میں نہیں پڑھتے تھے۔

(ملخصاً۔ مجالس علماء ص ۲۸۵)

مشہور انشاء پرداز مولوی محمدی حسین کا ذکر

اردو کے مشہور ادیب و نقاد و مصنف مولوی محمد حسین آزاد کہ جن کا شمار "اردو کے عناصر خمسہ" میں ہوتا ہے کا ذکر بھی کیا ہے اور ان کی اردو خدمات کو سراہا ہے۔

Marfat.com

فاروقی صاحب کی عالی ظرفی

اقبال فاروقی صاحب کی یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ اپنے اصاغر کی خوبیوں کو سراہتے ہیں اور انکی حوصلہ افزائی کرتے ہیں نیز ان کے مخالفین یا کسی بد مذہب میں بھی دنیوی اعتبار سے کوئی خوبی نظر آتی ہے تو اسے بھی سراہتے ہیں۔ یہ ان کی حق پسندی اور علمی و ادبی قدر دانی نیز عالی ظرفی کی دلیل ہے۔ مولوی محمد حسین آزاد گو شیعہ تھے لیکن ان کی اردو خدمات مسلم ہیں لہٰذا فاروقی صاحب نے برملا اس کا اعتراف کیا ہے۔

اس طرح آپ نے چند احراری اور شیعی ملاؤں کی تقریری مہارت کو بھی سراہا ہے۔

مدارس کے تذکرے

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے لاہور کے دو مدارس "دارالعلوم نعمانیہ" اور "دارالعلوم حزب الاحناف" کا بھی مختصر تذکرہ کیا ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علماء کے جھرمٹ میں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اس عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد مظاہر الاشرفی الجیلانی، مولانا کوکب نورانی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد رفیق مجاہد نقشبندی، ضیاء الحسن اشرفی، میاں جمیل احمد شرقپوری وغیرہ کا تذکرہ بہت ہی شگفتہ انداز میں کیا ہے۔ ان سے ملاقات، ان کی معیت میں کچھ وقت گزارنے، ان سے گفتگو وغیرہ کو اپنے ساحرانہ انداز بیان میں پیش کیا ہے۔

مرکزی مجلس رضا کے خوش گفتار مجلسی

اس عنوان کے تحت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ڈاکٹر ممتاز احمد، ڈاکٹر کوکب نورانی، محمد عالم مختار حق، ڈاکٹر مسعود احمد مظہری، حافظ محمد شاہد اقبال،

Marfat.com

صابر حسین شاہ بخاری، محمد رفیق مجاہد نقشبندی، سرخاب خان مقہوری کے خطوط کے حوالے سے ان حضرات کی ''جہانِ رضا'' پر خوبصورت تبصرے، فاروقی صاحب کی خدمات کے اعتراف اور آپ سے ان حضرات کی محبت کی خوشبو بکھیری ہے۔

مختصر تبصرہ

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے زمانہ طالب علمی سے لیکر اب تک پاک و ہند کے سیکڑوں علماء اور دانش وروں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ان کی مجالس و محافل میں بیٹھے ہیں، کئی علماء و مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔ برصغیر کے مشاہیر خطباء اہلسنت کے علاوہ غیر سنی مقررین نیز سیاسی لیڈروں کی تقریریں سنی ہیں ان سب کے مختصر تذکرے، ان کی یادوں کو تازہ کیا ہے، ان کی باتوں کی خوشبو سے قارئین کے ذہن و دل کو معطر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس طرح تمام تذکروں، یادوں اور باتوں کے جو گلہائے رنگا رنگ صفحات قرطاس کے چمن زار و لالہ زار پر بکھیرے ہیں انہیں یکجا کر کے ''مجالس علماء'' کے عنوان سے جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے ایک حسین و رنگین اور تر و تازہ گلدستہ میں تبدیل کر دیا ہے انکی یہ خدمت اور یہ اہم کام لائق تحسین ہے۔

محترم سردار محمد اکرم بٹر صاحب نے اپنے مقدمہ میں حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا مختصر تعارف کراتے ہوئے ان کے اداریوں اور زیر نظر کتاب میں علماء کے ان کے اپنے اچھوتے انداز میں تذکرے کو سراہا ہے اور جناب محمد عالم مختار حق کے کام کی بھی تعریف کی ہے آخر میں بہت اچھی، کھری اور سچی بات لکھ دی ہے کہ: ''فاروقی صاحب کی تحریروں کو ماضی کا رونا ہی نہ سمجھ لیا جائے بلکہ فاروقی صاحب مستقبل کی راہوں کو روشن کرنے کے لیے جو مشعل ہاتھ میں لیکر چل رہے ہیں، اس کا بھی احساس ہو سکے۔'' (مجالس علماء ص ۴۲)

پوری کتاب کے مطالعہ کے بعد فاروقی صاحب کی اپنے علماء اور دانش

Marfat.com

وروں سے محبت ان کی قدر احساس کیساتھ ان کی دینی وملی دردمندی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ان کی قوت یادداشت، ان کے مشاہدے اور ساحرانہ طرز بیان کی داد دینی پڑتی ہے۔

مرتب موضوعات کی وضاحت

زیر نظر کتاب میں کچھ علماء کے تذکرے مکرر آ گئے ہیں۔ اس بابت مرتب کتاب جناب محمد عالم مختار حق صاحب رقم طراز ہیں:۔

''قارئین گرامی قدر! آپکو دوران مطالعہ بعض علمائے کرام کے حالات ایک سے زائد مرتبہ نظر نواز ہوں گے مگر جیسا کہ پیشتر ازیں گزرا، یہ کوئی مربوط تذکرہ نہیں بلکہ مختلف عنوانات کے تحت علماء کرام کی یادوں کو ترتیب دیا گیا ہے اسلیے، ان کے اسماء بھی بار بار زیب قرطاس ہوئے ہیں۔''

(مجالس علماء ص ۲۲)

فاضل مرتب نے ان حضرات کے اسماء ''جہانِ رضا'' کے شماروں کے حوالے کیساتھ پیش کر دیئے ہیں اور وہ صاحبان عظمت ہیں:۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی، امانت علی چشتی، میاں جمیل احمد شرقپوری، مولانا غلام محمد ترنم، صوفی غلام حسین گوجروی، مولانا محمد بخش مسلم، مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا نبی بخش حلوائی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری......وغیرہ

مرتب موصوف بہت ہی دیانتداری کیساتھ اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ اس میں چند ایسے لوگوں کے تذکرے بھی آ گئے ہیں جو عالم نہیں ہیں لیکن ان کا تعلق کسی نہ کسی علمی خیابان سے ضرور ہے۔

مرتب موصوف کی یہ بات سچ ہے کہ اس میں بھارت اور پاک کے چند ایسے صاحبان کے تذکرے ہیں جو عالم نہیں ہیں لیکن وہ دانش ور ہیں۔ صاحب علم

Marfat.com

بھی ہیں اور کسی نہ کسی علمی خانوادے یا علمی ادارے سے ان کا گہرا تعلق ہے اور لا ریب! وہ عالم گیر بھی ہیں اورانہوں نے اپنی پوری زندگی دینی و علمی خدمات کے لیے وقف کردی ہے۔خود مرتب موصوف لکھتے ہیں:۔

''قارئین کرام! بعض عنوانات آپکو کتاب کے نفس مضمون سے متعارض نظر آئیں گے جیسے:۔

۱۔ ایک نورانی محفل کا تذکرہ (بابا نور کی مجلس نعت ''جہانِ رضا''، اگست ۱۹۹۵ء)

۲۔ بھاٹی دروازہ۔لاہور کا علمی خیابان (''جہانِ رضا''، اپریل مئی ۲۰۰۲ء)

۳۔ مرکزی مجلس رضا کے ننھے منے مجلسی (پانچ اقساط۔ جہانِ رضا، فروری تا اگست ۲۰۰۲ء)

مگر بادی النظر میں ان سب کی نسبت کسی نہ کسی طرز سے علماء کرام سے جا ملتی ہے......... جہاں تک بھاٹی دروازہ کے علمی خیابان کا تعلق ہے۔اس مضمون میں قارئین کرام کو ہر طبقہ زیست کے افراد سے واسطہ پڑے گا جن میں علماء، ادباء، شعراء، حکماء، امراء، وزرا سبھی شامل ہیں۔ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو عرفِ عام میں عالم تو نہیں مگر عالم گر ضرور ہیں لہٰذا جب ذکر ایک مخصوص علاقے کا ہوگا، اس میں تمام طبقات کو نمائندگی دینا پڑے گی جس کے بغیر اس علاقے کا تذکرہ نامکمل رہیگا۔اسی طرح ایک عنوان ''مرکزی مجلس رضا کے ننھے منے مجلسی'' پانچ اقساط میں شائع ہوا ہے۔اس کے ڈانڈے بھی لاہور کے علمی خیابان سے جا ملتے ہیں کیونکہ ان مجلسوں میں جہاں علمائے کرام یا مشائخ عظام شرکت کرتے نظر آتے ہیں، وہاں طلبہ، مدیرانِ جرائد اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے وابستہ حضرات بھی شریک محفل ہوتے ہیں جنہیں نظر انداز کرنا دیانتداری کے خلاف تھا۔لہٰذا آپ بھی انہیں اسی جذبہ سے برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں''۔

(مجالس علماء ص ۲۶۔۲۷)

Marfat.com

آخری بات

زیرِنظر کتاب میں اعلیٰحضرت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے جن مشاہیر خلفاء و تلامذہ بشمول حضرت محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرف الجیلانی کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ کے تذکرے شامل ہیں، ان حضرات کی عظمتیں تو مسلم ہیں اور عالمی شہرت کے مالک ہیں، ان کے دینی، روحانی، علمی، قومی اور ملی کارنامے اظہر من الشمس ہیں۔ ان صاحبان عظمت کے علاوہ جن دیگر علمائے اہل سنت اور دانش وران ملت کے تذکرے اس کتاب میں شامل ہیں، وہ سب بھی لائق احترام ہیں اور ان میں ہر ایک کا اپنا مقام و مرتبہ ہے۔ انہیں حضرات میں وہ بھی شامل ہیں جو صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ بھارت میں بھی جانے پہچانے جاتے ہیں اور انہیں حضرات میں وہ بھی ہیں جن کا شمار جہانِ سنیت کے مشاہیر میں ہوتا ہے اور وہ ہیں......

۱۔ حکیم اہل سنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری
۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری
۳۔ علامہ شمس بریلوی
۴۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری
۵۔ پیر کرم شاہ ازہری
۶۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی
۷۔ مولانا عبدالستار خان نیازی
۸۔ علامہ کوثر نیازی
۹۔ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
۱۰۔ علامہ اقبال، شاعر مشرق
۱۱۔ علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

Marfat.com

۱۲۔ پروفیسر شاہ فرید الحق............

حضرت حکیم اہلسنت، محمد موسیٰ امرتسری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علامہ شمس بریلوی، علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری، پروفیسر شاہ فرید الحق وغیرہ اپنے دوسرے دینی و علمی خدمات کے علاوہ فروغ رضویات کے لیے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ جناب کوثر نیازی کا بھی امام احمد رضا کی حیات و شخصیت کو اجاگر کرنے میں اپنا ایک حصہ ہے اور یہ بھی اپنی علمیت اور دانش وری کے لیے عالمی شہرت کے حامل ہیں۔

شاعر مشرق، علامہ ڈاکٹر اقبالؔ کی علمی و ادبی عظمت مسلم ہے، انکی شاعرانہ عظمت اور مفکرانہ رفعت کا سارا زمانہ معترف ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے بعد اگر ہندوستان میں کوئی اور شخصیت نوبل پرائز کی مستحق تھی تو وہ اقبالؔ کی ذات گرامی تھی۔

علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری اور مولانا عبد الستار خاں نیازی پاکستان کے قائدین میں شمار ہوتے ہیں ان حضرات نے بڑے اہم دینی وملی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ بالخصوص ''فرقہ قادیانی'' کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے میں ان کی مساعی قابل داد ہے۔

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب اپنے زور بیان اور خطابت کے لیے پاک و ہند کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی مشہور ہیں۔

تذکرہ نویسی۔ سیر و سوانح ہی کے ذیل میں آتی ہے۔ فاروقی صاحب کے ان مختصر تذکروں سے انکی تذکرہ نویسی کے فن میں کمال ظاہر ہے۔ ان کے سوانح و سیرت نگاری کے انداز کا بھی اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فاروقی صاحب کے تذکرے گو مختصر ہیں لیکن بھرپور ہیں اور اس تذکرہ نویسی کی بابت ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے مختصر تذکرے میں مکمل تذکرہ کا جلوہ دکھایا ہے اسی طرح جس طرح قطرے میں دجلہ دکھادیا جائے۔ اس تذکرے میں نثر اردو کی جدید صنف ''رپورتاژ'' نیز خاکہ نگاری وغیرہ کے بھی جلوے دکھائے ہیں۔ فاروقی صاحب نے علماء کرام کے تذکروں، انکی یادوں، ان کی باتوں کو اپنے کمال انشاء

Marfat.com

پردازی کے ساتھ لکھ کر ایک اہم کارنامہ انجام دیا ہے جو عصر موجودہ کی نسل سے لیکر آنے والی نسلوں کے لیے بھی رہنما ثابت ہوگا اور آنیوالی نسلیں اپنے ان بزرگوں پر فخر کرنے کے ساتھ فاروقی صاحب کو بھی یاد رکھیں گی۔

۲۔رجال الغیب

زیر نظر کتاب میں تصوف اور روحانیت کی تجلیاں مچلتی نظر آتی ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ فاضل مصنف علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو تصوف سے بھی گہرا لگاؤ ہے۔ انہوں نے صوفیہ کرام کی بیشمار کتابوں کا مطالعہ کرنے نیز علماء وصوفیہ سے استفادہ کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی ہے۔

رجال الغیب کی تعریف بیان کرتے ہوئے اقبال محترم لکھتے ہیں:۔

''رجال الغیب وہ مردان خدا ہیں جو مصیبت میں کام آتے ہیں۔ جو بغیر احسان جتائے درماندہ راہ کی راہنمائی فرماتے ہیں مگر وہ داد و تحسین نہیں سنتے، حاجت روائی کرتے ہیں مگر کچھ طلب نہیں کرتے ہیں، کوئی انہیں ملے یا نہ ملے وہ آفتاب کی روشنی کی طرح اپنی ضیائیں ہر جگہ بکھیرتے جاتے ہیں۔ کوئی انہیں جانے یا نہ جانے وہ اپنا کام کرتے جاتے ہیں، کوئی انہیں پہچانے یا نہ پہچانے وہ لطف و کرم کی بارشیں برساتے جاتے ہیں۔ کسی کی دادرسی کر کے داد و تحسین کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کسی کی ضرورت پوری کر کے اس سے شکریہ کی توقع نہیں رکھتے، کسی سے احسان نہیں جتاتے۔ یہ لوگ اپنے اپنے طور پر اللہ کی رحمت کے خزانے بانٹتے چلے جاتے ہیں۔ رحم و کرم خیرات تقسیم کرتے جاتے ہیں نہ احسان، نہ مروت، نہ داد، نہ تحسین! وہ رحمۃ للعالمین کے خزانوں کے تقسیم کار ہیں۔ وہ منشی رحمت کا قلمدان لیکر غریبوں، مسکینوں، دردمندوں، پریشان حالوں، خستہ دلوں، بیماروں اور لاچاروں کی دادرسی کرتے جاتے ہیں۔ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی نظر رحمت کے مظہر ہیں، وہ نبی رحمت کی سلطنت عطاء کے قاسم ہیں۔

Marfat.com

رجال الغیب کا اپنا ایک جہان ہے، ایک اپنا نظام ہے، ان کے سامنے مشرق ومغرب کی پہنائیاں اورشمال وجنوب کی حدود کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، ان کے دم قدم سے کائنات ارضی کا نظام قائم ہے، وہ تکوینی قوانین کے ماتحت اپنے امور سرانجام دیتے رہتے ہیں، نہ تھکتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں، نہ غفلت برتتے ہیں، نہ کوتاہی۔اگر اقطاب عالم کا نظام، ایک لمحہ کے لیے ٹوٹ جائے تو سارا جہاں درہم برہم ہوکررہ جائے۔

رجال الغیب کے معمولات کو ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور نہ انہیں اپنی خواہش یا مرضی کے مطابق بلایا جاسکتا ہے، نہ وہ ہماری خواہش کے پابند ہیں۔

نہ بزور، نہ بزاری، نہ بہ زرمی آیند!

(رجال الغیب ص۲۱،۲۲)

قرآن پاک کے حوالے سے بھی فاروقی صاحب رجال اللہ (مردان خدا) کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: وہ مردان حق جنہیں تجارت اورخرید وفروخت یادِ خداوندی سے غافل نہیں کرتی۔ان کا وجود مسعود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک رہا ہے اور حضور کے عہد مبارک سے لیکر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہیگا۔کائنات کے قیام اور نظام کا دارومدار ان ہی مردان خدا پر ہے۔"

(ایضاص۴۰)

مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اولیائے کرام کی دو قسمیں ہیں۔ اولیائے ظاہرین اوراولیائے مستورین"اولیائے ظاہرین" کے سپرد مخلوق الٰہی کی ہدایت و اصلاح ہوتی ہے

Marfat.com

اور ''اولیائے مستورین'' کے سپردِ انصرام امورِ تکوینی ہوتا ہے......انہیں اصطلاح صوفیہ میں ''رجال الغیب'' اور ''مردانِ غیب'' کہا جاتا ہے۔''

(ملخصاً۔ایضاً ص ۴۱)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ''رجال اللہ'' (مردان خدا) کی مندرجہ ذیل بارہ اقسام لکھی ہیں:۔

(۱) اقطاب (۲) غوث (۳) امامان (۴) اوتاد (۵) ابدال (۶) خیار (۷) ابرار (۸) نقبا (۹) نجبا (۱۰) عمد (۱۱) مکتومان (۱۲) مفردان اور پھر ان کی مختصر تعریفات بیان کی ہیں۔''

(ایضاً ۴۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جنہیں ''اصحاب صفہ'' کہا جاتا ہے کو محدثین کرام نے ''رجال الغیب'' کہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت محمد بن عجلان رضی اللہ عنہ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہر زمانہ میں ''سابقون'' ہوں گے اور یہ لوگ اُمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ابدال'' ہوں گے۔''

(ملخصاً۔ایضاً ص ۵۹)

رجال الغیب میں حضرت خضر علیہ السلام کا مقام

فاروقی صاحب حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اللہ کریم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:......''سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ''سید القوم'' تسلیم کیا ہے......خضر علیہ السلام کی بابت (روض الریاحین) قسطلانی شرح بخاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:۔''آپ کا اسم مبارک بلیا بن بلکان ابن فالح ابن عامر ابن سالح بن ارفخشد ابن سام ابن نوح ہے، کنیت ''ابو

Marfat.com

العباس" ہے مگر لقب "خضر" ہے۔ اوراسی نام سے مشہور ہیں۔ اس لقب کی محققین نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ جہاں بیٹھتے سبزہ اُگ آتا تھا۔

(ایضاً ص ۶۵)

مزید تحریر کرتے ہیں کہ جس دن سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے سرکار کی زیارت کی۔ ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور خاموشی سے چلے گئے۔

(ایضاً ص ۶۶ ۔ ملخصاً)

(مصنف کتاب) بھی رجال الغیب کی نگاہ میں ہے

ا۔ رجال الغیب کی امداد کے سلسلے میں اقبال احمد فاروقی اپنی آپ بیتی اسطرح سناتے ہیں:۔

"چند سال ہوئے مجھے بعض تکلیف دہ حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ایک بزرگ آئے، وہ اکثر تشریف لاتے رہتے تھے، کتابیں دیکھتے، ان پر گفتگو کرتے اور بڑی اچھی گفتگو کرتے میں نے صورت حال بیان کی، فرمانے لگے فلاں آیت دن میں ایک سو بار پڑھ لیا کرو۔ وہ تو کہہ کر چلے گئے۔ میں آیت پڑھتا رہا۔ ایک ہفتے کے اندر اندر حالات ایسے درست ہوئے کہ راحت وسکون کے دروازے کھل گئے۔ کچھ عرصہ بعد مجھے ایک اور مصیبت کا سامنا ہوا تو میں نے چاہا کہ اس کا حل اسی آیت سے کروں جو مجھے اس بزرگ نے بتائی تھی مگر وہ آیت میرے حافظے سے ایسے محو ہوئی کہ ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یاد نہ آئی۔ کچھ عرصہ بعد کے وہ مصیبت ٹل گئی مگر ایک دن اتفاقاً وہی بزرگ دوبارہ تشریف لائے، میں نے سابقہ تلخ حالات کا ذکر کیا تو فرمانے لگے تمہیں فلاں آیت پڑھنے کو کہا تھا۔ ان کی زبان سے آیت نکلی تو میرے خوابیدہ دماغ کے صفحات کھل گئے اور مجھے ایسی یاد آئی کہ جیسے کبھی بھولی نہ تھی۔ وہ تو چلے گئے مگر آج تک انہوں نے کبھی واپس آکر خبر نہیں

Marfat.com

لی، نہ مجھے ان کا علم ہوا کہ وہ کہاں غائب ہو گئے اور اب تک غائب ہیں۔

بس اک نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا!

(ایضاً ص ۷۶،۷۷)

۲۔ ''چترال کے شمالی پہاڑوں میں رہنے والے ایک بزرگ آیا کرتے تھے وہ جب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آتے تو میرے پاس ضرور تشریف لاتے۔ وہ فارسی میں بات کرتے تھے میں بھی ان سے دُری اور کتابی فارسی میں گفتگو کرتا تھا غالباً وہ ''سلسلہ نوربخشیہ'' (نقشبندیہ) سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ اکثر رجال الغیب کی باتیں کر کے میری معلومات میں اضافہ فرماتے۔ ایک دو مصائب پر دادرسی کی التجا کی۔ ابھی وہ اٹھ کر نہیں گئے تھے کہ مسائل حل ہو گئے۔ چائے کی پیالی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مسکراتے ہوئے یہ جا وہ جا!

میں دیار حبیب میں حاضر ہوا تو قدمین شریفین میں سر جھکائے نظر آئے۔ مجھے دیکھا تو محبت سے منہ چوم لیا۔ اٹھے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ دوسرے دن ''باب مجیدی'' کے باہر ہے ان کے ساتھ ایک عربی شیخ تھے جن کا بیٹا ایک لاعلاج بیماری میں پھنسا ہوا تھا۔ آپ نے انہیں دعا دی اور تعویذ دیا بیٹا تندرست ہو گیا۔ عرب شیخ نے آپ کی خدمت میں کئی ہزار ریال کا نذرانہ پیش کیا: فرمانے لگے وہ ''اہلحدیث مولوی'' جا رہا ہے۔ یہ ریال اسے دیدو، یہ پاکستان میں شرک شرک کرتا رہتا ہے اور روپے اکٹھا کرتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ریالوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے پاس تو ''زادراہ'' وافر ہے۔''

(ایضاً ص ۷۷،۷۸)

فاروقی صاحب نے ''راکبان'' کا تعارف بھی پیش کیا ہے اور رجال الغیب اور روحانی افراد میں امتیاز پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

فاروقی صاحب نے زیر نظر کتاب میں حضرت ابن عربی، حضرت داتا گنج

Marfat.com

بخش کے مرشد گرامی اور دیگر بزرگوں کے رجال الغیب سے ملاقات کے واقعات بھی پیش کیے ہیں رجال الغیب سے بدگمانی کی سزا پر ایک واقعہ بھی تحریر کیا ہے۔

دہلی کے روحانی گورنر کا ایک واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں برصغیر ہندو پاک میں سیاسی ابتری اور معاشرتی ناہمواریوں کا بڑا زور تھا، مغل اقتدار روبزوال تھا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمتہ کے احباب میں دہلی اور پورے ملک کے حالات کو دیکھ کر بڑا اضطراب تھا۔ ایک دن حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے ایک دوست نے آپ سے ''دہلی کے روحانی گورنر'' یا ''قطب'' کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے اسے بہت سمجھایا کہ اس سے کیا فائدہ لیکن وہ نہیں مانے۔ آخر شاہ صاحب نے انہیں قطب دہلی تک پہنچانے کی بات کہہ کر ان کو ہدایت بھی کی تم صرف ان کی زیارت کرو گے اور کچھ بولو گے نہیں وہ صاحب دہلی کے قطب کے پاس پہنچ گئے جو خربوزے بیچ رہے تھے۔ نرخ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ صرف ایک اکنی۔ ان صاحب نے خربوزہ خریدا۔ تراشا اور چکھ کر پھینک دیا اور شکایت کی ''خربوزہ پھیکا ہے۔'' ان بزرگ نے دوسرا خربوزہ دیا۔ اسے دیکھ کر وہ بولے اس سے تو بدبو آتی ہے۔ تیسرا دیا تو بولے اس میں کیڑے رینگ رہے ہیں۔ بالآخر انہوں نے بابا (دہلی کے قطب) کے سارے خربوزے برباد کردیے اور بولے بابا تم نے مجھے لوٹ لیا۔ بابا نے انہیں اکنی واپس دیتے ہوئے کہا کہ آج میں اچھے خربوزے نہیں لا سکا۔ وہ لوٹ کر شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے پاس آئے تو کہنے لگے جب ''دہلی کا قطب'' ایسا ہے تو پھر یہ افراتفری کیوں نہ ہو!

چند سال بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر حملہ کیا اور دہلی پر قابض ہوگیا قتل عام کے ساتھ ساتھ اس نے ملک میں نظم ونسق کو درست کیا۔ بدمعاشوں کو سخت سزائیں دینا شروع کیں اور امن وامان قائم ہوگیا۔ ہر شخص سکون کی سانس

Marfat.com

لینے لگا۔ پھر وہی شخص شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ اب دہلی میں امن وامان ہے لہٰذا اب بتایئے کہ دہلی کا قطب کون ہے؟

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسے بتایا کہ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ایک بوڑھا شخص مشکیزہ اٹھائے نمازِ جمعہ کے بعد نمازیوں کو پانی پلاتا نظر آئیگا وہی ''دہلی کا قطب ہے۔'' وہ شخص بعد نمازِ جمعہ جامع مسجد جا پہنچا۔ اس نے اس بوڑھے شخص سے آب خورہ میں پانی مانگ کر پیا۔ آدھا پانی پیا۔ آدھا زمین پر گرادیا۔ بوڑھے کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور ایک زوردار طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا کہ تم نے یہ پانی کیوں ضائع کردیا کسی اور مسلمان کے کام آسکتا تھا۔ وہ شخص ابھی سوچنے بھی پایا تھا کہ بوڑھے نے کہا کہ ''دفع ہو جاؤ'' اور مولوی عبدالعزیز کو کہنا تیرے جیسے بیہودہ کو ہمارے پاس نہ بھیجا کرے۔

وہ شخص شاہ صاحب کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنا کر کہنے لگا ''واقعی دہلی کا گورنر بڑا سخت ہے۔''

(ایضاً ۸۶ تا ۸۸ ملخصاً)

ابدال، ان کے مقامات، اوصاف اور قیام گاہیں

فاروقی صاحب نے حضور رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے حوالے سے ابدال کی تعریف، ان کے مقامات، اوصاف اور قیام گاہوں پر بہت ہی معلوماتی اور ایمان افروز تحریر پیش کی ہے وہ لکھتے ہیں:۔

''ابدال (دوسرے الفاظ میں بدلا) ایسے حضرات ہیں جو حضرات انبیاء کے نقش قدم یا قلب انبیاء علیہم السلام کے تحت کام کرتے ہیں۔ ابدال وہ لوگ ہیں جو لمحہ بھر میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتے ہیں پھر یہ لوگ کبھی مغرب، کبھی مشرق، کبھی آسمان، کبھی زمین پر نہایت تیز رفتاری سے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

ابدال کائنات ارضی پر بیک وقت سات کی تعداد میں قائم ودائم ہوتے ہیں اور یہ سات انبیاء کے (قلب) مشرب پر کام کرتے ہیں...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ابدال کے علاوہ پانچ اور ابدال کا ذکر بھی فرمایا ہے جو یمن میں قیام پذیر ہوتے ہیں اور ساری اقلیم شام (یعنی عرب کی سرزمین سے مغربی ممالک تک) پر ان کی حکمرانی ہوتی ہے۔ یہ ''قطب ولایت'' بھی کہلاتے ہیں۔ انہیں کا فیضان اقطاب اقالیم تک پہنچتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ''ابدال'' کی تعداد تین سو پچاس اور ایک دوسری حدیث میں چار سو تک بتائی گئی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے ابدال کسی سے ناراض نہیں ہوتے کسی پر ظلم نہیں کرتے حتیٰ کہ وہ لعنت تک نہیں بھیجتے......''

(ایضاً ص ۹۵ تا ۹۸۔ ملخصاً)

فاروقی صاحب نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی رو سے لکھا ہے کہ ''نقبا'' تین سو ہیں۔ ''نجبا'' ستر ہیں۔ ''ابدال'' چالیس ہیں۔ ''اخیار'' کی تعداد سات ہے۔ ''عماد'' چار ہوتے ہیں اور غوث صرف ایک ہوتا ہے۔

(ایضاً ص ۹۸)

مزید تحریر کرتے ہیں کہ:۔

۱۔ صحابہ کرام میں بھی رجال الغیب تھے یعنی حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی، سیدہ فاطمہ زہرا...... رضی اللہ تعالےٰ عنہم

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو بھی رجال الغیب میں شامل کیا ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سیکڑوں غیر ملکی اور غیر عرب آپ کے غلاموں میں تھے۔ سرکار علیہ السلام کے غلاموں میں کئی ابدال

Marfat.com

بھی ہوئے ہیں۔

(ملخصاً۔ ایضاً ص ۱۰۱، ۱۰۴)

فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے اوتاد میں تھے۔ دنیا کبھی قطب سے خالی نہیں ہوتی، عورتیں بھی ابدال ہوتی ہیں، حضرت خضر علیہ السلام اسرار الٰہیہ کے محافظ ہیں۔

(ملخصاً۔ ایضاً ص ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۸)

شام میں چالیس ابدال کی نشاندہی

فاروقی صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ ملک شام میں چالیس ابدال موجود ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے کیسی ایک کا انتقال ہوتا ہے تو اخیار امت سے ہی اسکی جگہ دوسرا مقرر کر دیا جاتا ہے۔ ان ابدال کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، دشمنان اسلام پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکات سے دنیا سے بلائیں دور رہتی ہیں یہی اہلبیت رسول ہیں، یہی نائبین مصطفیٰ ہیں۔''

(ایضاً ص ۱۲۰)

زیر نظر کتاب میں۔''علامہ عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی نظر میں اقطاب'' پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔

(ایضاً ص ۱۲۴ تا ۱۳۱)

رجال الغیب کے رفیق سفر و حضر حضرت خضر علیہ السلام

فاروقی صاحب نے حضرت خضر علیہ السلام کا تعارف پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ وہ اپنے

Marfat.com

تمام فرائض حضور کی نگرانی میں سرانجام دیتے ہیں اور شریعت محمدیہ کے مطابق عبادات کرتے ہیں اور زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام قیامت تک زندہ رہیں گے۔

(ملخصاً۔ ایضاً ص ۱۳۴ تا ۱۳۸)

حضرت خضر علیہ السلام بزرگان دین سے ملاقاتیں کرتے ہیں

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے بہت سے بزرگان دین کی بابت لکھا ہے کہ ان حضرات کے مزارات پر رجال الغیب حاضر ہوتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام ان بزرگان دین سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ ان بزرگان دین کے اسماء اسطرح ہیں:۔

۱۔ حضرت داتا گنج بخش ابوالحسن علی الہجویری رحمتہ اللہ علیہ
۲۔ حضرت جہانگیر اشرف سمنانی رحمتہ اللہ علیہ
۳۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ
۴۔ حضرت خواجہ عبدالخالق مجذوانی رحمتہ اللہ علیہ
۵۔ قطب الارشاد وقطب المدار رحمتہ اللہ علیہ
۶۔ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ
۷۔ حضرت امام بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ
۸۔ حضرت احمد بن علوی رحمتہ اللہ علیہ
۹۔ حضرت نظامی گنجوی رحمتہ اللہ علیہ
۱۰۔ حضرت احمد بن علوی رحمتہ اللہ علیہ
۱۱۔ شاہ رکن عالم ملتانی رحمتہ اللہ علیہ
۱۲۔ میاں میر لاہوری رحمتہ اللہ علیہ
۱۳۔ خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

۱۴۔ شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت جعفر مکی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ قطب الاقطاب شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم۔

(ایضاً ص ۱۵۴ تا ۱۹۴۔ ملخصاً)

سیدنا سالار مسعود غازی اور حضرت خضر علیہ السلام

نوٹ: راقم نے شہید اعظم ہندوستان حضرت سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس بہرائچ شریف میں کئی بار حاضری دی ہے۔ وہاں ہر سال عرس مبارکہ کے موقع پر غسل مزار کے پانی سے کئی کوڑھی اور اندھے شفایاب ہوتے ہیں۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ ہندوستان میں علاقہ بریلی، فرخ آباد، بارہ بنکی اور بالخصوص بہرائچ میں اسلام پھیلانے میں آپ نے عظیم واہم کردار ادا کیا۔ آپ نے کفار سے جہاد فرمایا اور ہزاروں غیر مسلمین آپ کی تبلیغی مساعی سے مسلمان ہوئے۔

Marfat.com

ہر سال آپ کے عرس (جسے میلہ کہا جاتا ہے) میں یوپی بھارت کے پوری علاقوں کے ہزاروں ہندو بھی حاضر دربار ہوتے ہیں۔

علماء کرام کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر گھنٹے میں آپ کے مزار پاک سے گزرتے ہیں۔

رجال الغیب سے ملاقات کا طریقہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے تجربات

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''معرفت رجال الغیب'' کے حوالے سے علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں کہ:۔

''جس شخص کو رجال الغیب سے ملاقات کا شوق ہو وہ اس طریقہ کار کو اپنائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''رجال الغیب'' میں سے کسی ایک رجال غیب کو دیکھنے کی خواہش ہو تو پہلے یہ بات سامنے رکھے کہ وہ کسی ایسی مشکل میں ان کی امداد چاہتا ہے جس کا حل کسی ممکنہ طریقہ سے نہ ہو سکے۔ جس وقت ایسی مشکل درپیش ہو یا کوئی ایسا کام ہو جسکے حل کرنے میں ساری تدبیریں عاجز اور متحیر ہو جائیں اور اس کی عقلی تدبیر کسی صورت کارگر نہ ہو سکے تو وہ قبلہ کیطرف منہ کر کے نہایت تضرع وزاری اور خشوع وخضوع سے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔

ہر شخص حضور نبی کریم کی بارگاہ میں درود پاک کی تعداد خود متعین کر سکتا ہے ۔پھر یہ کلمات ادا کرے:

السلام علیکم یا رجال الغیب، السلام علیکم یا ارواح مقدسہ! اعینونی بغوثة وانظر ونیؔ به نظرة ، یا رقبا یا نجبا، یا ابدال، یا اوتاد، یا قطب یا غوث اعینونی بغوثہٖ وانظرونی به نظرة ورحمونی برحمته و حصلوالی مرادی و مقصودی و حوائجی ویسروا مرادی عند الناس فی الظاهر به حرمة محمد صلی الله علیه وسلم ، صلی الله علیه و آلہٖ......

Marfat.com

یہ التجا کرنے کے بعد چند قدم چلیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسکی مشکلات کو دور فرمائے گا اور اپنی عنایات نازل فرمائیگا خواہ رجال الغیب متشکل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر کسی دشمن پر حملہ کرنا مقصود ہو تو میدان جنگ میں اسکے پیچھے نہ جائے اور اسکی پسپائی کے دن تعاقب نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی دشمن کو شکست سے دوچار کردے گا۔ اگر دشمن کا منہ دوسری طرف ہو تو چند قدم بڑھکر استعانت طلب کرنا چاہیے اور اللہ سے مدد مانگے اور اسے یقیناً فتح و کامرانی حاصل ہوگی۔ اسی طرح مجلس میں اپنی حاجات کو پیش کرے اور مشکلات و مہمات کو سامنے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان رجال الغیب کے طفیل اسکے تمام مقاصد اور مطالب کو پورا کرے گا۔

اگر کوئی ایسی مشکل آپڑے کہ اسے بادشاہ۔ حاکم یا ظالم سربراہ سے سابقہ پڑے تو اسکی طرف جاتے وقت اللہ سے استمداد کرے اور اس کی پشت کی طرف سے جائے۔ اگر ایسا ممکن ہو تو راستہ بدل کر جائے۔ اس طرح اسکی مہمات اور مشکلات حل ہو جائیں گی اور وہ معزز اور مکرم ہو کر لوٹے گا۔ ان شاء اللہ!"

(ایضاً ص ۲۰۱، ۲۰۲)

زیر کتاب ہیں "احادیث مبارکہ میں رجال الغیب کا تعارف" بھی شامل ہے جو مولانا عبد العزیز مزنگوی رحمتہ اللہ کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں بھی "رجال الغیب" کے بارے میں اچھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تاجدار بغداد، شہنشاہ اولیاء سیدنا غوث اعظم کے فضائل و مناقب

تاجدار بغداد سیدنا غوث اعظم دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی المولی تعالیٰ عنہ ولیوں کے شہنشاہ اور "سید الرجال الغیب" ہیں۔

سیدنا غوث اعظم کی دعوت پر رجال الغیب کی آمد

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"جس دن سیدنا عبد القادر جیلانی نے بغداد میں "قدمی ہذہ علی رقبۃ کل

Marfat.com

ولی اللہ" کا اعلان فرمایا تو آپ نے مشرق و مغرب میں بسنے والے اولیاء کرام کے علاوہ "رجال الغیب" پر بھی ایک نگاہ ڈالی اور سب کو دعوت دی۔ جب آپ کو خلعت سے نوازا جارہا تھا تو ساری دنیا میں جتنے رجال الغیب تھے ہاتھ باندھے بغداد کے گرد کھڑے تھے"

(ایضاً ص ۷۴)

ہر زمانے میں ایک غوث کی حکمرانی ہوتی ہے

حضرت فاروقی صاحب نے اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے "الملفوظ" کے حوالے سے دکھایا کہ ہر زمانے میں غوث کی حکمرانی ہوتی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم "غوث اکبر و غوث برالغیاث" ہیں۔ آپ کے بعد سلسلہ بسلسلہ مسند غوثیت پر صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم سے لیکر حضرت امام حسن عسکری تک جتنے امامین ہوئے (رضی اللہ عنہم) سب مرتبہ غوثیت پر فائز ہوئے اب حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اس مرتبہ کبریٰ پر فائز ہوئے۔ آپ "غوث اعظم" بھی ہیں اور "سید الافراد" بھی ہیں۔ آپ کے بعد حضرت امام مہدی تک جتنے ہوں گے سب غوث اعظم کی نیابت میں ہوں گے بعدہ امام مہدی کو "غوثیت کبریٰ" عطا ہوگی۔"

(ایضاً ص ۹۴، ۹۵)

فاروقی صاحب مزید تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"حضور اعظم کی بارگاہ میں رجال الغیب حاضر ہوتے ہیں اور سب آپ ہی سے فیض پاتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام آپ کی راہنمائی فرماتے ہیں۔"

(ایضاً ص ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۱ ملخصاً)

غوث اعظم نے حضرت خضر علیہ السلام کو خطاب سننے کی دعوت دی

زیر نظر کتاب میں شامل کتابچہ کے مرتب مولانا عبدالعزیز مزنگوی رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ لکھتے ہیں:۔

حضرت خضر علیہ السلام نے اگرچہ سیدنا غوث اعظم کے ساتھ زندگی کے کئی سال گزارے، آپکی مجالس سے فیض پایا۔ آپ کے رفیق سفر رہے۔ غلامانِ سیدنا عبد القادر کی دادرسی کرتے رہے مگر ایک وقت آیا کہ آپ ایکدن بغداد میں سے گزر رہے تھے کہ جناب سیدنا غوث الاعظم اپنے دار الارشاد میں تقریر فرما رہے تھے اور حد نگاہ تک علماء و مشائخ اور رجال الغیب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ جلال خداوندی پر اظہار خیال فرما رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام مجلس کے کنارے سے گزرے تو حضرت غوث اعظم نے کہا "او اسرائیلی! آؤ، آج محمدی کلام سنتے جاؤ!" اجلاس کے بعد لوگوں نے پوچھا آپ کسے آواز دیکر بلا رہے تھے؟ آپ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام جا رہے تھے، میں نے انہیں بلایا تھا کہ آج میرا خطاب سن کر جائیں۔"

(ایضاً ص ۲۳۱، ۲۳۵)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سکر کے جوش میں ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا رجال الغیب کے متعلق نظریہ

زیر نظر کتاب میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے "غوث"، غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی" وغیرہ کی بابت کئی اقوال پیش کیے ہیں۔ رجال الغیب کے متعلق انہیں کے نظریہ کو اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

"روحانی طور پر انہیں (امام احمد رضا) سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی سے عقیدت تھی اور نسبت قادریہ سے مشرف تھے۔ آپ فرماتے ہیں رجال الغیب میں سے ایک طبقہ "افراد" کا ہوتا ہے غوثیت کے بعد فردیت کا درجہ ہوتا

Marfat.com

ہے۔آپ فرماتے ہیں: رجال الغیب کے راہنما حضرت خضر علیہ السلام نے کئی بارمیری راہنمائی فرمائی اوران کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں، وہ زندہ ہیں اور جنگلوں، بیابانوں، صحراؤں اور سمندروں میں پہنچ کرلوگوں کی دادرسی کرتے ہیں"
(ایضاً ص۱۱۲)

لاریب! اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو سیدنا غوث اعظم رضی المولیٰ عنہ سے ازحد عقیدت تھی۔آپ غوث اعظم سے اپنی عقیدت کا اسطرح اظہار کرتے ہیں:۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھکو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ھند میں ہوں بھی تو دیتا رہوں پہرا ترا

علامہ اقبال لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت خضر سے ملاقات

زیر نظر عنوان کے تحت پیرزادہ فاروقی صاحب نے علامہ محمد اقبال کی مشہور زمانہ نظم "خضر راہ" کے حوالے سے حضرت خضر علیہ السلام سے ان کی ملاقات کا بیان کیا ہے۔

نظم "خضر راہ"۔سوال و جواب کے انداز میں ہے۔اس کا خلاصہ فاروقی صاحب نثر میں اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

"علامہ اقبال نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر اپنی کتاب "بانگ درا" میں کیا ہے اور حضرت (خضر علیہ السلام) سے جو گفتگو کی ہے اور جو سوالات اٹھائے ہیں ان کو نہایت دلسوزی سے پیش کیا ہے پھر حضرت نے علامہ اقبال کے سوالات کے جوابات جس خوبی سے دیے ہیں ان کا تذکرہ بڑا فکر افروز ہے جسے ہمارے قارئین پسند کریں گے۔

Marfat.com

آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بڑے ادب سے پوچھا: حضور مجھے یہ تو بتائیے زندگی کا راز کیا ہے؟ دنیا کی سلطنت کیا چیز ہے؟ پھر آج ایشیاء میں کیا ہو رہا ہے۔ آج کا مسلمان ناموس دینِ مصطفیٰ کو کیوں فروخت کر رہا ہے؟ آج ترکستان کی عظیم قوم خاک وخوں میں کیوں تڑپ رہی ہے؟

حضرت خضر نے علامہ اقبال کے ہر سوال کا مفصل جواب دیا اور بتایا کہ زندگی سود وزیاں سے برتر ہے۔ تم نے سلطنت کے بارے میں سوال کیا۔ ''سلطنت تو اقوام غالب کی ایک جادوگری کا نام ہے، محکوم قوموں کو حکمراں کی ساحری سلا دیتی ہے۔ سرمایہ داری اور محنت کش کے سوال پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ مزدور کو میرا پیغام دیدو کہ اسے مکار سرمایہ دار کھا گیا ہے۔ وہ اپنی مکر کی چالوں سے بندہ مزدور کو تباہ کر گیا ہے۔ اب بھی اگر مزدور بیدار ہو جائے تو سرمایہ دار نظر نہیں آئے گا، آپ انہیں بتا دیں۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

آج کا مسلمان غیروں کی تقلید کر رہا ہے۔ اگر آج بھی اپنے اختلافات کو بھلا کر یکجان ہو کر کھڑا ہو جائے تو کفر کے طوفان چھٹ جائیں گے۔

اے گرفتار ابو بکر و علی ہوشیار باش

حضرت علامہ اقبال حضرت خضر علیہ السلام کی گفتگو سے بڑے مطمئن ہوئے اور مسلمانان عالم کو بیداری کا پیغام دیتے رہے۔''

(ایضاً ص ۱۷۷، ۱۷۸)

خلاصۂ کلام

زیر نظر کتاب ''رجال الغیب'' میں علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے رجال الغیب کی تعریف، ان کے طبقات، ابدال اور غوث وغوثیت وغیرہ پر سیر

Marfat.com

حاصل بحث کی ہے۔غوث اعظم دستگیر، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ، عظمت وفضیلت اوران کے اقلیم ولایت وروحانیت کی تاجوری پر اچھی روشنی ڈالی ہے اور معلومات بہم پہنچائی ہیں۔اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے اقوال بھی پیش کیے ہیں،اس سے امام احمد رضا سے آپ کی عقیدت بھی ظاہر ہے۔

زیر نظر کتاب میں فاروقی صاحب نے ''توضیحی نثر'' اور''بیانیہ نثر'' کے حسین جلوے بھی پیش کیے ہیں۔کتاب خالص علمی ہے،تصوف اور روحانیت پر مبنی ہے۔اس کتاب کو پڑھ کر اولیائے کرام بالخصوص حضور غوث اعظم کی عقیدت میں اضافہ ہوجاتا ہے اور ایمان تروتازہ ہوجاتا ہے۔

۳۔نسیم بطحا

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی فیروز بختی پر جس قدر بھی فخر و ناز کیا جائے کم ہے کہ انہیں متعدد بار حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔انہیں خاکدان گیتی کی راجدھانی، دیار محبوب، مدینہ امینہ کی زیارت کی اسقدر تمنا رہتی ہے کہ بس یہی عالم ہوتا ہے۔

سامانِ سفر کھول کر پھر باندھ رہا ہوں
آیا تھا مدینے سے، مدینے کو چلا ہوں

پیرزادہ صاحب......اپنی متعدد بار کی ان حاضریوں اور زیارات کو''جہانِ رضا'' کے مختلف شماروں میں متشکل کرکے شائع کرتے رہے۔آپ کے کلک طرح دار اور خامہ زرنگار نے تمام واقعات، مکہ معظمہ اور مدینہ امینہ کے تمام مناظر کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ قاری یہی محسوس کرتا ہے کہ وہ خود ان زیارات سے شرف یاب ہورہا ہے زیر نظر کتاب کے فاضل مرتب عالی جناب محمد عالم مختار حق صاحب رقم طراز ہیں:۔

''ہمارے فاضل دوست اور صاحب طرز نثر نگار پیرزادہ علامہ اقبال احمد

Marfat.com

فاروقی صاحب بھی ان سعادتمند زائرین میں سے ایک ہیں جنہیں بارہا قافلۂ عشق و مستی میں شامل ہو کر حجاز مقدس کی زیارت کا شرف حاصل رہا ہے اور انہوں نے وہاں گزرنے والے لمحات و کیفیات کو نہ صرف قلمبند کیا بلکہ اپنے مکی و مدنی مشاہدات کو اپنے چاہنے والوں تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا اور گاہے گاہے "مدینہ کی یادیں" پھر دیکھو" مجھے شہر محبت نے بلایا" کے عنوان سے "جہانِ رضا" کے اوراق پر شائع کرتے رہے اور بلاٹکٹ کی زحمت میں ڈالے بغیر اپنے قارئین کو مفت عمرے اور زیارتیں کراتے رہے چنانچہ یہ وہی حجازی خوشبو سے مہکتے ہوئے حروف والفاظ ہیں جنہیں ہم مرتب و مزین کتابی صورت میں یکجا قارئین محترم تک پہنچا رہے ہیں۔"

(ایضاً ص ۲۴)

زیر نظر کتاب میں علامہ کوکب نورانی، محمد عالم مختار حق، اصغر علی نظامی، اور قاضی محمد غوث صاحب کی تقریظات و تقدیمات بھی شامل ہیں اور ان حضرات کی تحریروں کے آئینے میں کتاب ھذا کی تصویر اتر آتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے پچیس مضامین شامل ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل کا تعلق "مکہ مکرمہ" کی زیارت سے ہے۔

۱۔ مولدالنبی۔ مکہ مکرمہ ۲۔ کعبۃ اللہ ۳۔ مکہ مکرمہ کی گلیوں کی رعنائیاں ۴۔ مولدالنبی مکہ میں گزرے لمحات ۵۔ کعبۃ اللہ میں گزرے لمحات ۶۔ مکہ مکرمہ میں پہلا دارالاسلام۔ دارارقم

۱۔ اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است۔ فہرست میں مضمون کا نام تو یہ دیا ہے لیکن کتاب کے اندر اس مضمون کا نام "اے خنک شہرے کہ در وے دلبر است" معنی و مفہوم تو ایک ہی ہے البتہ ناموں میں فرق ہے۔ ۲۔ بارگاہِ نبوی میں حاضری ۳۔ مکہ مکرمہ کی گلیوں کی رعنائیاں ۴۔ پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں ۵۔ کعبہ کا کعبہ، قبلہ کا قبلہ ۶۔ میدان بدر میں مجاہدین اسلام کا معرکہ ۷۔ فاضل بریلوی مدینہ

Marfat.com

کی گلیوں میں ۸۔ خفتگان جنت البقیع سے ملاقات ۹۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی سیدنا امیر حمزہ کے مزار پر ۱۰۔ تیری محفل میں بیٹھنے والے کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں ۱۱۔ دیار نبی کی رعنائیاں ۱۲۔ لو دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا۔ ۱۳۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے بلایا ۱۴۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بارگاہ رسول میں ۱۵۔ مدینہ منورہ میں صحابہ رسول کے مکان ۱۶۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے بلایا ۱۷۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے بلایا ۱۸۔ مدینہ میں امہات المومنین کے حجرے

حکیم نذیر احمد چشتی۔ جدہ میں زائرین حرم کا ایک میزبان (یہ مضمون مدینہ پاک سے بھی متعلق ہے اور جدہ سے بھی)

جائزہ

مکہ مکرمہ کی زیارات سے متعلق

فاروقی صاحب جذبے کے تمام تر التہاب کے بانداز مستانہ و والہانہ لکھتے ہیں:۔

''آج دل چاہتا ہے کہ ہم ''مولدالنبی'' ''مکہ مکرمہ'' کے گلی کوچوں میں آپ کو ساتھ لیکر قدم قدم چلیں۔ ان گلیوں کو تلاش کریں جہاں محبوب خدا نے اپنا بچپن گزارا تھا۔ سیدہ آمنہ کا گھر دیکھیں جہاں اللہ کا نور چاند بن کر آمنہ کی گود میں آ گیا تھا......''

(مولدالنبی۔ تیرا سب گھرانہ نور کا ص ۶۸)

ام المومنین سیدہ خدیجہ، حضرت ارقم اور حضرت صدیق اکبر کے دولتکدوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ غار حرا کی زیارت کا بھی شرف حاصل کرتے ہیں۔

کعبۃ اللہ کی جلالت وعظمت کا اظہار خطابیہ اسلوب میں فاروقی صاحب اس طرح فرماتے ہیں:۔

''اللہ کے گھر کا جاہ و جلال، اللہ اللہ! بیان وکلام سے باہر ہے۔ اسکی

Marfat.com

بلندیاں اور وسعتیں کون بیان کرسکتا ہے، اس گھر کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی، پھر انہیں بنیادوں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے اٹھایا اور اسکو گہوارۂ امن وامان قرار دیا، پھر اللہ کے اس گھر کو سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایسا بسایا کہ قیامت تک سجدہ گاہ عالمیان بن گیا۔"

(کعبۃ اللہ ص ۷۲)

فاروقی صاحب تین ماہ تک کعبۃ اللہ میں رہے۔ وہاں آپ کے رفقاء سفر بھی ساتھ رہے۔ بھانت بھانت کے لوگوں سے ملاقاتیں رہیں۔ وہاں باب الصفا میں اپنی نشست گاہ پر آپ نے چند ساتھیوں کو ترجمہ قرآن پڑھانے کی ایک مجلس بھی قائم کی۔ فاروقی صاحب اپنے ایک ساتھی کا خاکہ اپنے شوخی قلم سے اسطرح کھینچتے ہیں۔

"طویل اللحیہ، طویل اللباس، طویل التسبیح اور طویل الکلام"

(ایضاً ص ۷۵)

مولد النبی مکہ مکرمہ میں چند لمحات فاروقی صاحب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزارے ان کے ذکر میں لکھتے ہیں:۔

"کعبۃ اللہ کے تمام دروازوں سے بارونق اور پر ہجوم دروازہ "باب عبد العزیز" ہے۔ یہ دروازہ ہزاروں اہل محبت کی گزرگاہ ہے۔ نماز باجماعت کے اختتام پر لوگ جب کعبۃ اللہ سے باہر نکلتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ نمازیوں کا ایک بہتا ہوا دریا ہے جو بیت اللہ شریف کے پر نور منبع سے امڈا چلا آرہا ہے۔ باب عبد العزیز کے سامنے چند فلک بوس اور عظیم الشان عمارتیں ہیں جن میں ہزاروں افراد بیک وقت قیام کرتے ہیں اور ہزاروں تجارتی دفاتر کاروبار کرتے ہیں۔ ان عظیم الشان عمارات کے پیچھے ایک تاریخی محلہ ہے جسے "مسفلہ" کہتے ہیں۔ اس محلے میں اکثر پاکستانی، ہندوستانی اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے لوگ رہائش پذیر ہیں اور سارے علاقے کا کاروبار بھی ان ہی ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔"

(مولد النبی مکہ مکرمہ میں چند لمحات ص ۱۶۳)

Marfat.com

فاروقی صاحب نے جبل نور، جبل ثور، میدان عرفان، منیٰ وغیرہ کا منظر بھی دکھایا ہے۔

میدان عرفات کی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں

میدان عرفات مزدلفہ سے تین میل، منیٰ سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلے پر پھیلا ہوا ہے۔ میدانِ عرفات مصدر انوار و برکات ہے۔ مہبط تجلیات خداوندی ہے۔" (ایضاً ۱۶۵)

کعبہ شریف میں فاروقی صاحب کو حضرت فضیلت الشیخ السید محمد بن علوی بن عباس المالکی المکی مدظلہ کی علمی و روحانی مجالس میں حاضری کی سعادت بھی ملی۔

حضرت السید محمد بن علوی مالکی کی تعریف اس انداز میں کرتے ہیں

"حضرت فضیلت الشیخ السید محمد بن علوی بن عباس مالکی مدظلہ العالی صاحب التصانیف الکثیر ہ والخطیب العظیم فی الحرمین الشریفین کی مکہ مکرمہ میں روحانی اور علمی مجالس کا ذکر اہل محبت کے لیے بڑا خوش کن ہوگا۔ آپ مولانا ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کے والد گرامی مفتی اعظم ہند رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے اور آپ کے دادا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید باصفا اور مداح علم و فضل تھے۔ اس طرح الشیخ سید محمد مالکی علوی مکہ مکرمہ میں فیضان بریلی کی شعاعوں کے ساتھ ایک عظیم الشان دار العلوم کے شیخ الجامعہ ہیں جہاں مختلف ممالک کے طلبہ علمی مراحل طے کرتے ہیں۔ اسی دار العلوم میں آپ کی ایک روحانی تربیت گاہ ہے جہاں عرب و عجم سے آئے ہوئے سالکانِ طریقت راہ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں۔"

(مکہ مکرمہ کی گلیوں کی رعنائیاں ص ۸۴)

فاروقی صاحب نے رب ذوالجلال و الاکرام کے گھر یعنی کعبۃ اللہ کی متعدد بار زیارت کی ہے اور وہاں بہت بہت طویل قیام رہا۔ بیت ارقم کی زیارت

Marfat.com

سے بھی شرفیاب ہوئے۔ اب فاروقی صاحب آج سے چودہ سو سال کے اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہیں جب حضرت عمر تلوار لے کر دروازہ بیت ارقم پر کھڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو صحابہ کرام حاضر تھے وہ حضرت عمر کی آمد پر پریشان ہوئے تھے کہ جانے وہ کس ارادے سے آئے ہیں۔

اب فاروقی صاحب جو دروازہ بیت ارقم پر کھڑے ہیں ان کا تصور اڑان بھرتا ہے اور چودہ سو سال قبل کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

میں بیت ارقم کے دروازے پر تن تنہا بیٹھا تھا۔ میں اس وقت ڈر گیا جب میں نے حضرت عمر فاروق کو ننگی تلوار پکڑے حضرت ارقم کے گھر کی طرف آتے دیکھا۔ آپ بھی چند لمحے رک جائیں اور میرے ساتھ کھڑے ہو کر یہ نظارہ تو دیکھیں۔

عمر آئے! مسلح آئے، دروازے پہ دی دستک۔ اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک، صحابہ نے جونہی سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا۔ چمک تلوار کی آئی نظر روئے عمر دیکھا۔

کئی صحابہ کانپتے حضور کے پاس آئے، صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا کہ عمر دروازے پر ننگی تلوار لیے کھڑے ہیں حضور خاموش تھے۔ صحابہ گھبرا رہے تھے، حضرت حمزہ اٹھے اور فرمایا جاؤ دروازہ کھولو، اسے اندر آنے دو۔

ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ اسکو ہم خلق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دکھائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اسکو قتل کردوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پہ دھر دوں گا

حضرت عمر ارقم کے گھر کی دہلیز پر کھڑے تھے، اندر داخل ہوئے۔

عمر داخل ہوئے گھر میں تو اٹھے حضرت والا
ہوا صف ریز سر شاخ طوبیٰ پر قد بالا

Marfat.com

حضور نے عمر کی چادر کا دامن تھام کر جھٹکا دیا۔ پوچھا: تم کس نیت سے آئے ہو؟ حضرت عمر کانپ گئے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، سر جھکا دیا۔

ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو
یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی
فضا میں نعرۂ اللہ اکبر کی صدا گونجی

میں نعرہ تکبیر کی صدا سے جھوم اٹھا میں محو نظارہ تھا کہ کعبۃ اللہ میں اذان کی آواز گونجی۔ میں حضرت ارقم کے گھر کا دروازہ چھوڑ کر بیت اللہ شریف میں آ گیا۔"

(کعبۃ اللہ میں گزرے لمحات ص ۱۷۵،۱۷۶)

پیرزادہ فاروقی صاحب کی مصوری، امیجری، تصورات و تخیلات کی حسن ادا کیساتھ پرواز لائق دید بھی ہے اور لائق داد بھی۔

دار ارقم مسلمانوں کی پناہ گاہ تھی۔ صحابہ کرام تعلیم و تعلم کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کی عبادات، ذکر الٰہی اور دعاؤں کی تربیت پاتے تھے۔ آپ نے دار ارقم میں ہی اللہ سے خصوصی دعا کی تھی: یا اللہ! عمر ابن خطاب یا ابو جہل (عمرو بن ہشام) میں سے کسی ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ کا گھر

حضرت حلیمہ سعدیہ ہی وہ خوش نصیب خاتون میں جنہیں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل ہوا اور آپ "دائی حلیمہ" کے نام سے مشہور ہوئیں۔

جس وقت کسی بچہ کو دودھ پلانے کے لیے سیدہ حلیمہ مکہ شریف آتی تھیں، انکی اونٹنی سخت لاغر تھی لیکن جب وہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی بنکر انہیں لیکر قافلہ کے ساتھ چلیں تو ان کی سواری اس قدر پھرتیلی اور تیز ہو گئی کہ سب سے آگے

Marfat.com

نکل گئی...... سیدہ آمنہ کا چاند دائی حلیمہ کی گود میں جلوہ گر ہے۔ سواری گزر رہی ہے۔ جہاں جہاں سے سواری گزرتی وہاں وہاں سبزہ اُگ آتا تھا، پتھر سرکار کو سلام کرتے اور درخت اپنی ٹہنیوں سمیت جھک کر استقبال کرتے۔ دائی حلیمہ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو وریاں پستان پیش کرتیں تو آپ دودھ نوش فرماتے لیکن بائیں پستان کا دودھ نہیں پیتے۔ اسی کی مناسبت سے امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

بھائیوں کے لیے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نسبت پہ لاکھوں سلام

صرف دائی حلیمہ ہی کا گھر خیر و برکت سے نہیں پر ہوا بلکہ آقا حضور کے قدموں کی برکت سے پورا قبیلہ بنو سعد مالا مال ہوگیا۔

رضاعی بھائیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بکریوں کو چرانے جانا۔ پہلے شرح صدر وغیرہ کو پیرزادہ محترم نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر اپنے قلم کی سحر طرازی اور رعنائی و رنگینی کیساتھ منظر نگاری کا جلوہ پیش کیا ہے۔

مدینہ منورہ اور مضافات کی زیارات سے متعلق

مدینہ امینہ خاکدان گیتی کی راجدھانی ہے۔ یہ بارگاہ عالی ایسی ادب گاہ ہے جو عرش سے بھی بلند تر اور نازک تر ہے۔ جہاں نازش افلاک ''گنبد خضرا'' اس سرزمین کی رفعت کا اظہار کرتا ہے، جہاں سنہری جالیاں ''والشمس'' کا نور لٹاتی ہیں۔ یہاں کونین کی حیات، خاتم نبی و سرور کائنات، رب اکبر کے حبیب اعظم، اسکی بارگاہ کے وسیلۂ اعظم، رحمت کی جان، جان جہاں و ایمان...... سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والثناء آرام فرما ہیں۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں ہمہ وقت مولا کی رحمت کی رم جھم برسات ہوتی رہتی ہے۔ ''یہی کعبہ کا کعبہ اور قبلہ کا قبلہ ہے''!

حضرت اقبال فاروقی نے رشک جنت مدینہ امینہ کی متعدد بار زیارت کی

Marfat.com

ہے۔ اس شہر محبت نے انہیں بلایا، آواز دی اور وہ لبیک کہتے ہوئے سر کے بل حاضر ہوئے اور اپنے نصیبہ کی رفعت و درخشانی پر وجد کرنے لگے۔

پیرزادہ فاروقی صاحب:۔

ا۔ اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است!

۲۔ دیار نبی کی رعنائیاں

۳۔ کعبہ کا کعبہ۔ قبلہ کا قبلہ

۴۔ تیری محفل میں بیٹھنے والے

۵۔ بارگاہ نبوی میں

۶۔ پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں۔

۷۔ لو دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا

۸۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا

۹۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا

۱۰۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا

عنوانات کے تحت پیرزادہ محترم کی زیارات اور مدینہ امینہ کی رعنائیوں، دلربائیوں، کرم فرمائیوں، نورانی محافل و مجالس اور بھانت بھانت کے دل کش نظاروں، حالات و واقعات پر قلم اقبال کی شگفتگی، زبان و بیان کی طراوت وحلاوت، روانی وسلاست اور طرز ادا کے بانکپن کے جلوے ملاحظہ کریں:۔

محترم اقبال پہلے اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی آنکھوں سے اس شہر مقدس کا نظارہ کراتے ہیں۔

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدریان در کی ہے
جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

Marfat.com

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ ترے بام و در کی ہے
عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر، غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

ماہ رمضان المبارک میں پیرزادہ فاروقی صاحب ان جاروب کشوں میں شریک تھے جو شہر محبوب کی مختلف مجالس ذکر میں حاضری کی سعادت سے مستفیض ہوئے تھے۔ انہوں نے حاجی محمد اسحاق نوری کی محافل نعت، ایک عرب عاشق رسول کی محفل، حاجی لال دین کے لیے محفل قرآن خوانی میں شرکت کی نیز خواجہ سیالوی کے درویش خانہ اور خلیفۂ امام احمد رضا حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے کاشانہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

ہر محفل میں عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا کی نعتوں کے نغمے گونجے۔

(نسیم بطحا ص ۴۴،۴۵)

آخر میں اس طرح اپنا تاثر بیان کرتے ہیں:

"مدینہ پاک کی گلیاں...... شہر نبی کے درودیوار...... طیبہ کے کوچہ و بازار...... بطحا کے بام و در......

صلوٰۃ و سلام سے گونج رہے تھے، نجدیوں تک ہماری صدائیں نہ پہنچتی تھیں یا ہماری نگاہیں نجدیوں کے فتووں کی تحریروں کو نہ پڑھ سکتی تھیں، ہم اپنے حال میں مست تھے نہ ہماری کوئی سنتا تھا نہ ہم کسی کی پروا کرتے تھے۔ وہ گناہ گناہ کہتے رہے، ہم ثواب ثواب کہتے رہے، وہ سنتے رہے، ہم سناتے رہے، نہ ہم نے انکی سنی نہ انہوں نے ہمیں روکا ٹوکا۔

آ دل حرم سے روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

Marfat.com

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہو
یوں دیکھیے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو
اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

حقیقت ہے کہ ہم ان گلیوں، ان کوچوں، ان بازاروں، ان محلوں، ان مجلسوں اور محفلوں میں ایسے ایسے رہے کہ دیدۂ تر کو بھی خبر نہ ہوئی۔

اے خنک شہرے کہ دروے دلبراست (نسیم بطحا ص ۵۶)

فاروقی صاحب ''بارگاہ نبوی'' میں حاضر ہیں۔ اس بارگاہ کا کیا عالم ہے؟

فاروقی صاحب کی زبانی سنیے:

اگر آپ اپنے اردگرد ایک نگاہ اٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو'' جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے کا'' منظر سامنے نظر آئے گا، پھر آپ دیکھیں گے کہ

لب واہیں، آنکھیں بند ہیں، پھیلی ہیں جھولیاں
کا ایک مجمع ہے......''

(بارگاہ نبوی میں ص ۵۸)

''ریاض الجنتہ'' میں ایک دیو قامت حبشی سے ملاقات

پیرزادہ صاحب لکھتے ہیں:۔ ''میں نے ''ریاض الجنتہ'' میں ایک دیو قامت حبشی کو پھیلے ہوئے دیکھا، میرا دل چاہا کہ اس کے پہلو میں بیٹھ کر درود وسلام پڑھوں مگر وہ کسی کو نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ سیاہ کالا، دیو ہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان، رنگ کالا مگر دل روشن، دراز قد مگر گردن خمیدہ، ڈراؤنی صورت مگر دل میں عشق مصطفےٰ کی شمع فروزاں، مجھے حضور کا بلال یاد آ گیا، دل میں کہا بلال ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آج میں آپ کے بلال کے پہلو میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہ کالا پہاڑ

Marfat.com

اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، فوراً میری درخواست قبول ہوئی۔ اس حبشی نے پہلو بدلا، مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ جگہ دی بٹھا لیا، میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اس نے دیکھا تو میرے سر پر ہاتھ رکھا، کندھوں پر تھپکی دی، تسلی دی اور اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا...... وہ محبت کا پہاڑ تھا وہ شفقت کا دریا تھا، وہ عشق مصطفےٰ کا امیں تھا۔ وہ سمٹتا گیا اور میرے لیے جگہ بناتا گیا۔ میں آسودہ ہو کر اس کے پہلو میں بیٹھ گیا......"

(دیار نبی میں ص ۶۰)

پیرزادہ صاحب نے حبشی عاشق رسول کا جس انداز میں خاکہ بیان کیا ہے وہ "خاکہ نگاری و مرقع نگاری" کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ تلمیح سے بھی کام لیا ہے نیز تشبیہات کا حسن بھی جھلکتا ہے۔

فاروقی صاحب نے محبوب خدا کا گھر دیکھا۔ صدیق اکبر کا گھر دیکھا اور اپنے جد اعلیٰ سیدنا فاروق اعظم کا گھر دیکھا......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان کی نعمتیں اور وسعتیں

فاروقی صاحب لکھتے ہیں:۔

میرے آقا و مولا کی بارگاہ کی وسعتیں اگرچہ سارے جہان پر پھیلی ہوئی ہیں کہ حضور کے زمانے کا شہر مدینہ اب حرم نبوی بن گیا ہے...... پھر رمضان المبارک میں اسکی رونق دیدنی ہوتی ہے...... افطاری کے انتظامات کی دنیا بھر میں مثال نہیں ملتی، دنیا جہان کی نعمتیں چن دی جاتی ہیں، میزبان خدمت گزاری کے لیے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور مہمانوں کو دعوت افطاری دیتے ہیں...... میزبان مہمانوں کی منتیں کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں افطاری کرو...... یا شیخ اجلس ھنک تفضل یا شیخ، تکرم یا حبیبی! تشکر یا ضیفی! پھر یہ وسیع دستر خوان، حلیب، دہی، جوس، مالٹوں، سیبوں، کیلوں، قسما قسم کے پھلوں سے اٹے ہوتے ہیں۔ ان دستر خوانوں پر وادیٔ بطحا کی کئی قسم کی کھجوریں سجا دی جاتی ہیں...... یہ دستر خوان مصطفےٰ ہے کہ جو اپنے نیاز

Marfat.com

مندروں کے لیے دور دور تک پھیلا ہوا ہے، اسکو اعلٰحضرت فاضل بریلوی اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
آسمان خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

(بارگاہ نبوی میں ص ٦٥، ٦٦)

لاریب! مدینہ امینہ کعبہ کا کعبہ اور قبلہ کا قبلہ ہے۔
کیا خوب فرماتے ہیں امام احمد رضا۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

پیرزادہ صاحب نے بھی مدینہ امینہ کو "کعبہ کا کعبہ اور قبلہ کا قبلہ" لکھا ہے۔
سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل مبارک میں بیٹھنے والے، ان کی بارگاہ میں حاضر رہنے والے کون تھے؟ صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، مولا علی اور ان کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بیٹھنے والے ملائکہ ہیں، ان کے دیوانے اور مستانے ہیں۔ ان کی امت کے افراد یعنی ان کے غلام ہیں۔ یہ محفل کبھی سونی ہو ہی نہیں سکتی کہ اسی محفل سے عالم کی محفل قائم ہے۔

Marfat.com

سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، سیدنا مولا علی، سیدنا امیر حمزہ اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حاضر باشی کا منظر پیش کرنے کے بعد پیرزادہ محترم لکھتے ہیں: "اس محفل کی وسعت پر نظر محبت ڈالیں، دور دور تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بلند قدر افراد اپنے اپنے مراتب اور مناصب کے اعتبار سے اپنے اپنے مقام پر کھڑے نظر آئیں گے......"

(تیری محفل میں بیٹھنے والے ص ۱۴۲،۱۴۳)

فاروقی صاحب نے محافل ومجالس پاک کے زائرین کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہاں کالے، گورے، ایشیائی، افریقی، امریکی، ہر رنگ ونسل اور خطہ وعلاقہ کے عاشقانِ رسول حاضر ہوتے ہیں۔ اور لاریب! محفل سرکار میں بیٹھنے والے۔ حاضری دینے والے واقعی خوش نصیب ہیں اور روشن ضمیر ہیں۔

فاروقی صاحب اور عمرہ زیارات مدینہ امینہ

شہر محبت کی ہوائیں دلوں پر دستک دیتی ہیں، شہر محبت آواز دیتا ہے۔ شہر محبت عشاق رسول کو حاضری کی دعوت دیتا ہے۔ دیوانے جھوم جھوم کر چل دیتے ہیں۔ فاروقی صاحب بھی مچل اٹھتے ہیں اور بریلی سے صدا آتی ہے

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اور پھر فاروقی صاحب "لبیک یا حبیبی" کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہوئے ہوا کے دوش پر سوار ہو کر رحمتوں کی سرزمین پر حاضر ہو جاتے ہیں۔

مضامین

۱۔ پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں ۲۔ لو دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا ۳۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا۔ ۴۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا۔ ۵۔ پھر دیکھو مجھے شہر محبت نے پکارا۔

Marfat.com

میں نے انہیں جذبات کے اظہار کے ساتھ مدینہ امینہ کی حاضری کے واقعات لکھے ہیں۔

اپنے رفقاء وہاں ملاقات کرنے والے افراد کے بھی حالات وواقعات بیان کیے ہیں۔

صحابہ کرام کے مکانات، امہات المومنین کے حجروں، میدان بدر، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے روضہ اور جنت البقیع کی زیارتیں

جناب اقبال فاروقی نے متعدد بار کی حاضری میں جہاں سنہری جالیوں کو چوما مزار اقدس کی جاروب کشی کی، گنبد خضرا کے دلکش اور حسین منظر سے آنکھوں کو معراج دید عطا کیا اور کیا کیا نظارے کیے، کیا کیا نعمتیں، برکتیں حاصل کیں ان کے تذکرے تو آپ کر ہی چکے ہیں۔ آپ صحابہ کرام کے مکانات، امہات المومنین کے حجروں، عم رسول اکرم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک اور جنت البقیع کی زیارات سے مشرف ہوئے نیز میدان بدر کو بھی دیکھا۔

میدان بدر میں مجاہدین اسلام کا معرکہ

میدان بدر کی زیارت کے حوالے سے اقبال فاروقی تاریخ اسلام کے سنہرے صفحات کو الٹ کر معرکۂ بدر کا نظارہ اس طور دکھاتے ہیں کہ لگتا ہے قاری وہیں موجود ہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

''وہ دیکھو عتبہ نے حضرت حمزہ کے سر پر زوردار وار کیا مگر حضرت حمزہ نے تلوار کے وار کو تلوار پر روک دیا۔ تلواروں سے چنگاریاں نکلیں، اب حضرت حمزہ نے نہایت چابکدستی سے عتبہ کو اپنی تلوار کی دھار کے سامنے دھر لیا۔ عتبہ نے اپنا سر ڈھال سے چھپا لیا۔ ادھر لشکرِ اسلام سے نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ بدر کی زمین تھرا گئی اور پلک جھپکتے ہی یہ منظر سامنے آیا۔

Marfat.com

گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
زبانِ شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی

باپ کو اس طرح مرتا دیکھ کر اس کا بیٹا ولید حضرت علی پر جھپٹ پڑا......
حضرت علی کی تلوار نہیں بجلی تھی جو میدان بدر میں کوندی اور سب کو حیران کر گئی''

(ایضاً ص ۱۰۷، ۱۰۸)

جنگ بدر میں مجاہدین اسلام کو فتح حاصل ہوتی ہے۔

میدان بدر چھوڑنے سے پہلے فاروقی صاحب نے دو رکعت نماز نفل پڑھی اور شہداء اسلام کو ایصال ثواب پیش کیا۔

نجدیوں نے مزارات صحابہ کو جس طرح منہدم اور پامال کیا ہے اس پر فاروقی صاحب نے غم وغصہ کا اظہار بھی کیا ہے۔ آپ نے سیدہ فاطمہ، سیدنا امام حسن، سیدنا امام باقر و سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اور دوسرے حضرات و خواتین کے مزارات کی زیارت کی۔

اقبال فاروقی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے نیز مدینہ منورہ میں امہات المومنین کے حجروں اور اصحاب رسول کے مکانات کی زیارت سے بھی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشا

تمام واقعات وحالات کے بیان میں فاروقی صاحب نے اپنے رفقاء اور دیگر زائرین کے بھی تذکرے کیے ہیں مقامات کے فاصلے وہاں کے نظارے وغیرہ بھی اپنے ادیبانہ طرز پر بیان کیے ہیں۔

اعلیحضرت بارگاہ رسول میں

اعلیحضرت امام احمد رضا کے تعلق سے پیرزادہ محترم نے دو بہت ہی محبت و عقیدت سے سرشار مضامین لکھے ہیں۔

۱۔ فاضل بریلوی مدینے کی گلیوں میں

Marfat.com

۲۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بارگاہ رسول میں

اقبال فاروقی مدینہ پاک میں حاضر ہوتے ہیں، ان کے کفیل سید محمد حسن شاہ گیلانی انہیں نہیں ملتے، وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دُہائی دیتے ہیں کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نبوی سے گیلانی صاحب قبلہ نکل رہے ہیں۔ دونوں ملتے ہیں۔ سرکار کے اس کرم پر دونوں جھوم اٹھتے ہیں۔ سید محمد حسن شاہ گیلانی صاحب پیرزادہ صاحب کا منہ چوم لیتے ہیں اور اب باری آتی ہے دربار والا کی حاضری کی۔

سرکار اعظم کی حاضری، نذرانۂ درود سلام، آہ و زاری...... تمام تاثرات جمالیاتی اظہار کیساتھ بیان کرتے ہوئے مدینہ کی گلیوں اور شہر مقدس کی بہت ساری تبدیلیوں کی بات کرتے ہیں۔ ان تمام نظاروں، باتوں اور واقعات کے بیان کے بعد وہ دنیائے تصور میں کھو جاتے ہیں اور انہیں اعلیٰحضرت کا چہرہ نظر آتا ہے۔ وہ تصوراتی طور پر اعلیٰحضرت کے ساتھ ہر گلی کوچے میں گھومتے رہتے ہیں اور حضرت فاضل بریلوی کی صدائیں سنتے رہتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او! جانے والے
ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے! یہ جا چشم و سر کی ہے

فاروقی صاحب اعلیٰحضرت کے اشعار پر اشعار سناتے چلے جاتے ہیں۔

مضمون "اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بارگاہ رسول میں"...... فاروقی صاحب نے امام احمد رضا کے پہلے اور دوسرے حج و زیارت پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے انہیں کے اشعار سے اس مضمون کو سجا کر عشق و محبت اور وارفتگی کا مرقع بنا دیا ہے۔

اعلیٰحضرت کے تعلق سے لکھے گئے یہ مضامین فاروقی صاحب کی امام احمد رضا سے غایت عقیدت و احترام کے مظہر ہیں۔

Marfat.com

''نسیم بطحا'' فاروقی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ ہر ہر مضمون، ہر مضمون کا جملہ جملہ اور لفظ لفظ جمالیاتی اظہار اور محبت وعقیدت کی خوشبوؤں سے معطر اور نورانیت سے منور ہے۔

۵۔ باتوں سے خوشبو آئے

زیر نظر کتاب مدیر جہانِ رضا۔ علامہ پیرزادہ اقبال احمد صاحب فاروقی کی تاریخ ساز تحریروں کا گلدستہ ہے۔ جناب محمد صلاح الدین صاحب سعیدی نے فاروقی صاحب کے چند اداریوں اور دوسری تحریروں کو چن کر ایک خوش نما اور شاداب وعطر بیز گلدستہ تیار کردیا ہے۔ اس کتاب پر تقدیم نگاری کا فریضہ جناب میاں سلیم حماد ہجویری صاحب نے ادا کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں پیرزادۂ محترم کی خودنوشت بنام ''آپ بیتی'' بھی شامل ہے جس سے اقبال فاروقی صاحب کی زندگی کے حالات اور ان کے علمی دینی اور ادبی کاموں پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔

اس کتاب میں زیادہ تر وہی ''اداریے'' اور ''تحریریں'' شامل ہیں جو ''فکر فاروقی'' اور ''مجالس علماء'' میں شامل ہیں۔ راقم اس میں شامل ایک مضمون ''علامہ بوصیری اور قصیدہ بردہ'' اور تقدیم نگار جناب میاں سلیم حماد ہجویری صاحب کی پیش کردہ فاروقی صاحب کے کچھ اداریوں اور تحریروں کے اقتباسات کا ایک جائزہ پیش کرے گا۔

ا۔ علامہ بوصیری اور قصیدہ بردہ شریف

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کا یہ مقالہ ماہنامہ ''مصلح الدین''، کراچی شمارہ بابت نومبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

نعت شہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا کارواں عربی زبان سے شروع ہو کر فارسی اور اردو زبان تک پہنچا اور ایسا نہیں کہ نعت نگاری صرف انہیں زبانوں تک محدود ہے بلکہ دنیا کی مختلف زبانوں میں نعت رسول (ﷺ) لکھی گئی اور لکھی جارہی

Marfat.com

ہے البتہ عربی، فارسی اور اردو میں نعتیہ اشعار کا بحر زخار موجود ہے۔

قصیدہ بوصیری کی بابت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب رقم طراز ہیں:۔

''حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر علامہ بوصیری صاحب قصیدہ بردہ کے عہد (۶۰۸ھ تا ۶۹۵ھ) تک ہزاروں قصائد لکھے گئے جو سرکار دو عالم کے محاسن پر ہیں مگر علامہ بوصیری کے قصیدہ بردہ کو جس خاص شفقت سے نوازا گیا ہے وہ حضرت بوصیری کا ہی حصہ ہے۔ اس قصیدہ کو خود سرکار دو عالم ﷺ نے صاحب قصیدہ کی زبانی خواب میں سنا، چادر انعام میں بخشی، بدنی اور روحانی بیماریوں سے نجات دی اور پھر سب سے بڑھ کر اپنے نعت خوانوں میں منفرد اور ممتاز مقام بخشا۔ شمع رسالت کا وہ کون سا پروانہ ہے جو بوصیری کی زبان سے کہا ہوا قصیدہ نہیں پڑھتا''

(کتاب، باتوں سے خوشبو آئے ص ۹۰،۹۱)

اقبال احمد فاروقی صاحب نے حضرت بوصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختصر تعارف بھی لکھا ہے۔ آپ کا نام ''محمد بن سعید'' تھا اور عرف ''بوصیری''۔ ''دیوان بوصیری'' مصر اور دوسرے عرب ممالک میں متعدد بار چھپا ہے جس کے ترجمے انگریزی، فرانسیسی لاطینی، جرمنی، ملائی، ترکی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ حضرت بوصیری کا عہد ایک جمودی ادب تھا، ایک مایوس اور قنوطیت زدہ قوم کا ادب تھا۔ اس ادبی بے راہ روی کے عہد میں حضرت بوصیری نے ''قصیدہ بردہ'' کی شکل میں ایک اعلیٰ ادب پارہ پیش فرمایا۔

مشہور زمانہ کتاب کشف الظنون کے حوالے سے فاروقی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:۔

''عربی زبان میں قصیدہ بردہ کی چالیس شرحیں گزری ہیں جنہیں ہر دور کے شعراء، ادباء، علماء اور صوفیہ نے تالیف کر کے اپنے ذوق کا ثبوت دیا ہے''

(ایضاً ص ۹۴۔ ملخصاً)

Marfat.com

زیرِ نظر مقالہ گو مختصر ہے مگر علمی اور معلوماتی ہے۔

طنز وظرافت

فاروقی صاحب کے قلم نے شوخیاں بھی دکھائی ہیں اور طنز ونشریت کے روپ میں قلم سے دل کا لہو بھی ٹپکایا ہے۔ ان کے طنز میں قومی وملی درد پوشیدہ ہے اور ظرافت میں بھی طنز کی ہلکی ہلکی جھلک نظر آتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے فاروقی صاحب کی تحریروں کے چند اقتباسات:۔

۱۔ طنز لطیف وضرب خفیف

''پاکستان ایک اسلامی ملک ہے کہ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے مگر اس پر حکمرانی کا حق ان لوگوں کی دیا جاتا ہے جو اسلامی ہیں نہ غیر اسلامی، حکمران فرعون کی سی زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ اٹھنا چاہتے ہیں۔ محمد شاہ رنگیلے کے جانشین محمد بن قاسم کی سلطنت کے وارث بنے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں جن ائمہ کرام نے اپنی مساجد کے محراب ومنبر کو مومنانہ بصیرت سے سنبھال رکھا ہے تو یہ عصرِ حاضر کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔''

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۱۹)

۲۔ پجارو گاڑی اور فقراء کی انکساری

''آج بعض علماء ومشائخ انکساری سے اپنے آپ کو ''فقیر'' کہتے ہیں یہ اچھی بات ہے۔ اچھا لقب ہے مگر ان کے تکبر ونخوت، سستی وکاہلی کا یہ عالم ہے کہ میدان عمل میں نکلنے کی بجائے کہتے ہیں ''فقیر'' نے آرام کرنا ہے۔ ''فقیر'' نے قیلولہ کرنا ہے۔ ''فقیر'' گوشہ نشین ہے۔ ''فقیر'' دس ہزار لیکر تقریر کرے گا۔ ''فقیر'' بیمار رہتا ہے۔ دیسی گھی میں پکی ہوئی دیسی مرغی کھاتا ہے۔ ''فقیر'' کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ ''فقیر'' کے ایک عقیدتمند نے پجارو کار لے دی فقیر کے ایک محب نے مکان

Marfat.com

بنوا دیا۔ یہ "فقیر" اگر واقعی "فقیر" بن جائیں تو ان کا نام روشن اور ان کی قبریں زندہ ہو جائیں اور ان کا وجود امتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روشنی کا مینار بن کر چمکنے لگے۔"

(ایضاً ص ۳۴)

۳۔ دوقومی نظریہ کی دیواریں گرادو

"ہندوستان کے فنکاروں کی آؤ بھگت میں لاہور کے شراب و شباب خانے آباد ہو گئے۔ بعض روشن خیال وزیروں، امیروں اور مشیروں کے گھروں میں ان کی پذیرائی ہوئی، نجی محافل اور اسٹیج پر سے آوازیں آنے لگیں کہ پاکستانیو! نفرت کی لکیریں مٹادو، قتل و غارت کی پرانی باتیں بھلادو، دوقومی نظریہ کی فرسودہ دیواریں گرادو۔ اگرچہ تمہارے دل و دماغ پاکستانی لیڈروں کی "روشن خیالی" سے مالا مال ہو رہے ہیں اور تم نے ہمیں روشن خیالی کے پیار سے جیت لیا ہے۔ جب تم بھارت میں ہمارے گھر آؤ گے ہم تمہارے ماتھوں پر تلک لگائیں گے، اپنے مندروں میں لیجائیں گے۔ گھنٹیاں بجوائیں گے۔ جمنا کے کنارے مورتیاں دکھائیں گے اور تاج محل کے آنگن میں اپنی فنکار دیویاں نچائیں گے، جنہیں دیکھ کر تم دوقومی نظریہ، جہاد اور شمشیر و سناں کی باتیں بھول جاؤ گے۔"

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۳۹۔۴۰)

۴۔ گھوڑا کہا تھا تم گدھا پکڑ لائے

"یہ واقعہ ایک ثقہ راوی نے بتایا تھا کہ جنرل ضیاء الحق گورنر ہاؤس لاہور میں ٹھہرے تو جنرل سوار خاں گورنر پنجاب نے کہا: سر! میں جب کبھی رات کو میاں میر کے مزار پر حاضری دیتا ہوں تو قبر سے آواز آتی ہے "سوار خان گھوڑا لاؤ۔" مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا حکم ہے؟...... جنرل ضیاء الحق نے کہا چلو آج رات میاں میر کے مزار پر چلتے ہیں۔ سردیوں کی ٹھنڈی رات دو بجے دونوں صاحبان میاں میر

Marfat.com

کے مزار پر جا پہنچے، وہاں گہری خاموشی تھی، دونوں نے نوافل پڑھے اور مزار کی طرف بڑھے، فرش پر بیٹھ گئے۔ مزار کے اندر سے آواز آئی۔ ''سوار خان تمہیں گھوڑا کہا تھا تم گدھا پکڑ لائے۔'' دونوں نے یہ آواز سنی، ایک دوسرے کو دیکھا مگر چپ رہے۔ صبح ناشتے کی میز پر بیٹھے تو جنرل ضیاء الحق کہنے لگے ''سوار خان یہ میاں میر کوئی جلالی بزرگ لگتے ہیں۔''

(ایضاً ص ۳۵۔۳۶)

بخوف طوالت مزید جائزہ نہیں پیش کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

باب پنجم

اقبال احمد فاروقی کی نثر نگاری

اردو زبان کی نشو ونما سے لیکر اس کے فروغ و ارتقاء میں مذہبی شخصیات کا ہاتھ سب سے زیادہ رہا ہے اور آج بھی حقیقۃً اردو انہیں حضرات اہل علم وقلم کی بدولت زندہ و پائندہ ہے۔ نثر اردو کی ابتداء بھی علماء وصوفیہ کی مرہون منت ہے اور اسے نکھارنے سنوارنے اور مقبول عام بنانے میں بھی انہیں حضرات کا اہم حصہ ہے لیکن زبان وادب کے مورخین کے تعصب کو کیا کہیے کہ انہوں نے نثر اردو کے محسنین اور اسے بانکپن عطا کرنے والوں میں ایک خاص طبقہ کے ادبی نثر نگاروں کا تذکرہ تو خوب بڑھا چڑھا کر کیا ہے اور دوسرے طبقہ کے نثاران اردو کو یکسر فراموش کر دیا ہے بالخصوص مجدد اسلام، اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی اردو خدمات کو خاص طور سے چھپانے اور دبانے کی کوشش کی ہے جبکہ امام احمد رضا نے تن تنہا ستر سے زائد نقلی و عقلی علوم وفنون پر اردو میں کتابیں لکھ کر نیز اپنی فتویٰ نویسی کے ذریعہ اردو کو نہال اور مالا مال کیا ہے۔ امام احمد رضا نے نثر اردو کو رنگارنگ کے اسالیب اور علمی و ادبی جہات سے آشنا کیا ہے اور فقہ اسلامی سے لیکر تصوف، جفر، مابعد الطبیعیات، نجوم و ہیئت، ریاضی، کیمیا، طبیعیات، نباتات، حیاتیات، ارضیات، علم تجارت و بنکاری، فلسفہ و منطق اور نفسیات و معاشیات مصطلحات نیز ضرب الامثال ومحاورات اور محاکات سے مالا مال کیا ہے۔

اسے امام احمد رضا کی کرامت کہیے اور حق کا بول بالا کہ وہ سر پر چڑھ کر

Marfat.com

بول رہا ہے برصغیر کی متعدد یونیورسٹیوں سے امام احمد رضا کی نثر نگاری پر پی ایچ،ڈی مقالات لکھے گئے اوراب بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

امام احمد رضا کے خلفاء اور جماعت اہل سنت کے دیگر علماء مصنفین اورادباء نے نثر اردو کے گیسوؤں کی شاطگی اور رخ کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیے ہیں۔ چند برسوں سے لیکر تاحال جماعت اہلسنت کے جو قلمکاران اردو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے ہیں ان میں رئیس القلم علامہ ارشد القادری اور ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمتہ اللہ علیہما کی انشاء پردازی حسن اور رعنائی کسی طور اردو کے عناصر خمسہ کے نثری حسن و جمال سے کم نہیں!

موجودہ عصر کے صاحبان قلم میں بھی بہت سی مشاہیر شخصیات موجود ہیں جو نثر اردو کو بھانت بھانت کے موضوعات، علوم وفنون اور اسالیب کے جہانوں کی سیر کرا رہے ہیں۔ لوح وقلم کی پرورش اورنثر اردو کو رنگ و نور ونکہت عطا کرنے والوں میں ایک ایسی شخصیت کا نمایاں نام ہے"پیرزادہ اقبال احمد فاروقی"

اقبال احمد فاروقی ہر طرح کی نثر لکھنے پر قادر ہیں۔ آپکی تحریریں حیات انسانی کے ہر شعبہ بالخصوص دین، سیاست، معیشت، ثقافت، سماج، علم وادب، ملک وملت کے تاریخی واقعات و حادثات، تخت نشینوں اور خاک نشینوں کے درجات و مقامات کے دریچے کھولتی چلتی جاتی ہیں۔ تنقید وتبصرہ میں بے باکانہ گرفت اور شوخی تحریر دیدہ و دل کو منور کرتی ہے۔ آپ قلم برداشتہ اور بے ساختہ لکھتے چلے جاتے ہیں۔ ناقدین ادب اور جائزہ نگاروں نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے اداریوں، مضامین و مقالات اوردوسری تحریرات پر نقد ونظر کا احسن فریضہ انجام دیا ہے۔ راقم بھی ان کے نثری حسن وجلال وکمال کے جلوے پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے مکاتیب، تقدیمات وتقریظات یا ادبی تنقید اور تبصروں کا کوئی نمونہ تو نہیں ہے سوا چند کتابوں...... "فکر فاروقی"، "مجالس علماء"،

Marfat.com

نسیم بطحا، ''رجال الغیب'' اور ''باتوں سے خوشبو آئے'' کے......

''رجال الغیب'' اور ''مجالس علماء'' میں ان کے دیباچے ضرور ہیں لہٰذا ان سب سے قطع نظر محولہ بالا کتابوں ہی کا نثری جائزہ پیش کیا جارہا ہے انہیں کتابوں کی روشنی میں آپ کے نثری حسن و جمال کے مختلف جلووں کا نظارہ دکھایا جارہا ہے۔

اقبال احمد فاروقی کی نثر کا جمالی پہلو

ا۔ نثر میں شعریت اور شعری فضا کا اہتمام

اقبال احمد فاروقی شعر نہیں کہتے لیکن ان کی نثر میں شعریت رچی بسی ہوتی ہے۔ ان کی تحریروں میں ایک شاعر کی صریر خامہ سنائی پڑتی ہے۔

خطابیہ انداز میں نثر میں شعریت اور شعری فضا کا اہتمام ملاحظہ کیجیے۔

(الف)۔ ''میرا نام جہانِ رضا'' ہے۔ میں چودہ برس کا ابھرتا ہوا جواں سال ماہنامہ ہوں۔ مجھے پڑھنے والے اکثر اہل ذوق میرا چاند سا چہرہ دیکھتے ہی پکار اُٹھتے ہیں ۔

تم چودھویں کا چاند، ہو یا آفتاب ہو
جو کچھ بھی ہو خدا کی قسم لاجواب ہو

اب میں بڑا ہوگیا حسن بن کر اپنے قارئین کے دلوں کی انجمنوں میں جانے لگا۔ میرے صفحات حسن و جمال کے جلوے بکھیرنے لگے۔ ''فاضل بریلوی'' کی تحریروں کی خوشبو پھیلانے لگے۔ ''حدائق بخشش'' کے پھول برسانے لگے، شبستانِ رضا کی شمع بنا کر روشنیاں بانٹنے لگے، سلام رضا کی ضیائیں پھیلانے لگے......

میرا قد بڑھتا گیا۔ میں وادی رضا میں سرو قد کھڑا تھا اور سرو چماں نظر آتا تھا۔ لکھنؤ سے ایک قاری نے لکھا۔

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم
میں معتقد فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

Marfat.com

میں جوان ہوتا گیا۔ آگے بڑھتا گیا، دنیائے رضویت کے اہل قلم نے مجھے اپنالیا، جہان رضویت کے دانشوروں نے مجھے سنبھالا دیا، دنیائے رضویت کے محققین نے اپنا بنالیا، کلام رضا کے شارحین نے میرے دامن کو گلہائے رنگا رنگ سے بھر دیا۔ میں کس کس کا نام لوں، میں کس کس کا شکریہ ادا کروں، میں کس کس کا منت کش تحریر بنوں، میں کس کس کے احسان کا ذکر کروں۔

الٰہی ! روح شاں شاداب بادا!
بہ چشم دشمنانش خار بادا!

میں "مرکزی مجلس رضا" کے گھر پیدا ہوا۔ وہ میری عظیم ماں ہے، اس نے اپنے زمانۂ عروج میں بیس لاکھ کتابیں چھپوا کر پاک و ہند کے اہل علم میں تقسیم کی تھیں ان میں اعلیحضرت، عظیم البرکت کی گرانقدر تصانیف تھیں، ان کے احوال و آثار پرنامے تھے، انکی عبقری زندگی پر مقالات تھے، ان کی اعتقادی خدمات پر تحقیق تھی۔ میں دن رات ان کی مسلکی خدمات کو لوگوں تک پہنچاتا گیا۔ مرکزی مجلس رضا کے بانی، اس کی روح رواں، اس قافلے کے ساربان، حکیم اہل سنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری تھے۔ انہوں نے پچیس سال تک اپنی شبانہ روز کوششوں سے اعلیحضرت کے نام کو مشرق و مغرب تک پہنچایا، پھیلایا اور سوئی ہوئی وادیوں کو بیدار کیا، ان کے مسلک کو متعارف کرایا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ "اہل ذوق رضویوں کے لیے گویاں دبستاں کھل گیا۔"

میں مرکزی مجلس رضا کا عکس جمیل ہوں، میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کو روح کی آواز ہوں، میں ان علمائے اہل سنت کی تحریروں کا امین ہوں جو حیات و افکار رضا کے ترجمان ہیں۔ میں ان قلمکاروں کی آواز ہوں جو افکار رضا کی پیش رفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

میرا دامن گلہائے رنگا رنگ سے بھرا ہوا ہے۔ کبھی علمائے اہلسنت کی یادیں لیکر آتا ہوں، کبھی "شہر محبت" کی گلیوں کی خوشبو لیکر اہل محبت کے دروازوں پر

Marfat.com

دستک دیتا ہوں، کبھی وعظ فروشوں اور نعت فروشوں کو للکارتا ہوں، کبھی نذرانے اکٹھے کرنے والے سجادہ نشینوں کو تاڑتا ہوں، کبھی غفلت کے مارے ہوئے سینوں کو پکارتا ہوں، کبھی غلط کار سیاستدانوں کو جھنجھوڑتا ہوں، کبھی اقتدار کے ایوانوں میں اذان دیتا ہوں اور کبھی بدعقیدہ مولویوں کو لتاڑتا ہوں...... میں وقت کی آواز بن جاتا ہوں اور وقت کی بات کرتا ہوں۔

میں نوائے وقت ہوں اور وقت کی آواز ہوں

آج میں جواں سال "جہانِ رضا" ہوں۔ مجھے چودہ سال ہوگئے میں افکار رضا کی چاندنیاں بکھیر رہا ہوں، مجھے چودہ سال ہوگئے نغمات رضائے گلشن سنیت کے دل شاد کر رہا ہوں، مجھے چودہ سال ہوگئے گلشن رضا کو مہکا رہا ہوں مگر میرے ایک قاری جو حافظ شیرازی کے کلام کے حافظ ہیں میرا چہرہ دیکھ کر فرمانے لگے......

مے دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ
ہمیں بس است مرا صحبت صغیر و کبیر

میں نے چودہ سالہ زندگی میں باغ رضا کے پھول چنے ہیں اور انہیں جمع کر کے اپنے قارئین پر نچھاور کیے ہیں............

رضا کا بیاں تمہارے لیے ...... رضا کی زباں تمہارے لیے
ہے کلک زباں تمہارے لیے ...... ہے ذکر رضا تمہارے لیے
خدا کی رضا تمہارے لیے ...... نبی کی عطا تمہارے لیے
رضا کی رضا تمہارے لیے ...... "جہان رضا" تمہارے لیے

میں کبھی کبھی اپنی غربت کے ہاتھوں نڈھال ہو جاتا ہوں، کبھی کبھی اپنی بے سروسامانی کیوجہ سے عاجز آجاتا ہوں اور اپنا سرورق اور تار تار دامن لیکر اپنے قارئین کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں وہ اس حال میں بھی مجھے مرحبا کہتے ہیں، خوش آمدید کہتے ہیں اور بدیر آمدی و درست آمدی" کا نعرہ لگاتے ہیں۔ میں جھوم جھوم جاتا ہوں اور اپنی غربت اور بے سروسامانی کے سارے غم بھول جاتا ہوں...... اور جب

Marfat.com

میں انکے در دل پر دستک دیتا ہوں تو وہ اپنے خطوط میں، اپنے مکتوبات میں، اپنے نفاست ناموں میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں تو میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا اور پکار اُٹھتا ہوں۔

خط میں لکھے ہوئے الفت کے پیام آتے ہیں
کس نفاست سے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

.... پاکستان کے گوشے گوشے سے آتے ہیں، ہندوستان کے اہل علم وفضل سے آتے ہیں، کوہ ہمالیہ کے دامن نیپال سے آتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کی گلنار وادیوں سے آتے ہیں، بنگلہ دیش اور سری لنکا کے سرسبز شہروں سے آتے ہیں، سر زمین حجاز اور عرب امارات سے آتے ہیں۔ امریکہ کی مختلف ریاستوں سے آتے ہیں قیام پذیر عاشقانِ رضا کی ای میلوں کے ذریعہ آتے ہیں، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، ہالینڈ اور ڈنمارک جیسے ممالک سے آتے ہیں۔ آج کا عالم اسلام سارا جہان رضا بن گیا ہے۔

مجھے بنانے سنوارنے میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر اعلیٰ) کا بڑا ہاتھ ہے...... میرے اداریے محض اوراق گم گشتہ نہ تھے۔

یہ میرے دل کے ٹکڑے تھے جو مختلف صفحات پر بکھرے پڑے تھے......

خدا نے محمد عالم مختار حق صاحب کے ہاتھوں میں شفا رکھی، انہوں نے میرے اوراق پر نگاہ ڈالی اور لبیک کہا، کیس اپنے ہاتھ میں لیا اور اس چابکدستی سے میرا آپریشن کیا اور مجھے بنایا سنوارا کہ دل چاہتا ہے۔

خوش طبیب ست بیا تاہمہ بیمار شویم

انہوں نے میری مستقل پہچان کے لیے میرا نام "فکر فاروقی" رکھا۔

میرے ایک محبوب قاری محمد صلاح الدین سعیدی نے میرے بکھرے ہوئے اوراق کو اکٹھا کیا اور "باتوں سے خوشبو آئے" گلدستہ بنا کر سارے جہاں میں پھیلا دیا۔

Marfat.com

اڑائے کچھ ورق نرگس نے، کچھ لالہ نے اور کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں میری

اللہ تعالیٰ چمن والوں کو زندہ سلامت رکھے اور میرے دل پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے رہیں۔

دل درد کی لذت سے پڑا لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

اے اللہ! میرے اوراق پریشان نہ ہوں۔ میرے صفحات بکھر نہ جائیں۔ میری آہ و فغاں صدا بہ صحرا نہ ہو، میرا نالۂ دل، نالۂ یتیم نہ بن جائے۔ اے اللہ! میری آواز دلوں کی گہرائیوں تک پہنچے، میرا پیغام، پیغام محبت بن کر سارے جہانِ رضا میں پھیلے اگر چہ میں خود "جہانِ رضا" ہوں جہان رضا کا ترجمان ہوں قافلۂ جہانِ رضا کا حدی خوان ہوں، جہان رضا کا پاسبان ہوں اور جہان رضا کا قدردان ہوں۔ پھر رضا کا ثنا خوان ہوں۔ رضا کا راز دان ہوں۔ رضا کی زبان ہوں اور رضا کا بیان ہوں۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

تبصرہ

پیش کردہ اقتباس کافی طویل ہوگیا لیکن اس طوالت کا سبب ہے "جہانِ رضا" کی تاریخ وسوانح کی عکاسی۔ ادھوری داستان بے مزہ ہوتی لہٰذا اقبال کی بیان کردہ کہانی انہیں کی زبانی (گو کاٹ چھانٹ بھی کیا گیا ہے) سنانیکی مجبوری تھی تا کہ لطف ادھورا نہ رہے۔

بات کی مناسبت سے اس تحریر میں اردو اور فارسی کے اشعار نیز فارسی کے فقروں نے حسن اور بانکپن بھر دیا ہے۔ یہ ماہنامہ جہانِ رضا کی چودہ سالہ زندگی کی

Marfat.com

سچی کہانی ہے جس میں اقبال فاروقی نے رسالہ پر آئے ہوئے بحران، رسالہ کی مقبولیت و اشاعت، رضا کے افکار ونظریات کی اشاعت، جہانِ رضا کی مادر گرامی "مرکزی مجلس رضا" کی عظمت وتقدیس، بانی مرکزی مجلس رضا حکیم اہلسنت کی خدمات جلیلہ، رسالہ کے قلمکاروں، پڑھنے والوں، قدردانوں، سب کی باتیں بتائی گئی ہیں۔ جہان رضا کے اداریوں اور فاروقی صاحب کی تحریروں کی کتابی شکل میں ترتیب کا بھی تذکرہ ہے، ان کا ہاتھ بٹانے والوں، ان کے معاونین ورفقاء اور جہانِ رضا کے تقسیم کاروں کا بھی چرچا کیا گیا ہے۔ سب کا شکریہ بھی ادا کیا ہے اور سب کی سلامتی نیز رسالہ کی سلامتی کی دعا بھی کی گئی ہے۔ فاروقی صاحب نے جس جمالیاتی اظہار میں "جہانِ رضا" کی چودہ سالہ حیات پر روشنی ڈالی ہے وہ لائق دید اور قابل داد ہے۔ کیا سراپا بیان کیا ہے، سبحان اللہ! چشم بددور نظر نہ لگ جائے...... چھوٹے چھوٹے رواں دواں جملوں، کئی کئی جملوں میں ایک ہی مفہوم و معنی کی تکرار، ہم آواز لفظوں کی قطار نے صوتی آہنگ برپا کیا ہے۔ جیسے ترجمان، حدی خوان، پاسبان، قدردان، ثنا خوان، رازدان، زبان، بیان وغیرہ

ب:

"آج دل چاہتا ہے کہ آپ کو اس بارگاہ میں لے چلوں جو ایسی "ادب گاہ" ہے جو عرش سے بھی بلند تر اور نازک تر ہے۔ اس دیار میں لے چلو جہاں "جنید و بایزید" جیسی بلند پایہ ہستیاں نفس گم کردہ حاضر ہوتی ہیں۔ اس "گنبد خضرا" کے سایے میں لے چلوں جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتوں کی ٹولیاں قطار در قطار حاضری دیتی ہیں۔ جنت کی ان کیاریوں "ریاض الجنۃ" میں لے چلوں جہاں سارے عالم کے "عاشقان سوختہ" سر جھکائے پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں۔ "مواجہہ شریف" کی ان قطاروں میں لا کھڑا کروں جہاں پرنم آنکھوں والے "دم بخود" ہو کر ان سنہری جالیوں پر نگاہ شوق ڈالتے ہوئے لبوں پر۔

Marfat.com

ترحم یا رسول اللہ ترحم

کا ورد کرتے ہوئے اپنے محبوب، پھر محبوب کے دو محبوبوں کی زیارت کی تمنا میں تڑپتے دکھائی دیتے ہیں..........'' (نسیم بطحا ص ۵۸)

ج:

''آج دل چاہتا ہے کہ ہم ''مولد النبی'' مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں آپ کو ساتھ لیکر قدم قدم چلیں جہاں اللہ کا نور چاند بن کر آمنہ کی گود میں آ گیا تھا۔ چند قدم اور اٹھائیں تو وہ ایوان مجد و شرف دیکھیں گے جہاں سے حضرت عبد المطلب چاند کا ایک ٹکڑا گود میں لیے خوشی خوشی کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے اور واپس اپنے گھر آئے۔ ہم ان گلیوں میں گھومیں جہاں ''حلیمہ سعدیہ'' طیبہ کے چاند کو گود میں لینے کے لیے دیوانہ وار پھرتی تھیں، مکہ والوں سے پوچھیں کہ حضرت ابو طالب کا گھر کہاں ہے جہاں ہمارے آقا و مولا صبح و شام رہا کرتے تھے۔ لوگو! ہمیں بتاؤ ''بنو ہاشم'' کا وہ محلہ کہاں ہے جسکی گلیوں سے نکل کر ہمارے آقا و مولا کعبۃ اللہ میں سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ کوئی ہمیں ''سیدہ خدیجہ'' (رضی اللہ عنہا) کے گھر تو لے چلے جسے ماہ عرب نے بقعہ نور بنا دیا تھا اور حضرت خدیجہ کی ساری دنیوی دولت مکہ کے مساکین میں تقسیم کر دی تھی۔ وہ گھر کس گلی میں ہے جہاں سید دو عالم اور ام المومنین سیدہ خدیجہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ رہا کرتے تھے......''

(نسیم بطحا ص ۶۸۔۶۹)

اس نثر میں شعریت کے حسن کے ساتھ ساتھ وہ آہ و کراہ بھی پوشیدہ ہے جو نجدی حکومت نے غلامان مصطفیٰ کے دلوں پر خنجر چلا کر نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان ظالمان دہر اور گستاخان رسول نے تمام آثار منہدم کر کے ان کی شکلیں تبدیل کر دی ہیں اس جملے ''مکہ والوں سے پوچھیں کہ حضرت ابو طالب کا گھر کہاں ہے جہاں ہمارے آقا و مولا صبح و شام رہا کرتے تھے......'' سے صاف عیاں ہے کہ وہ

Marfat.com

آثار جانے کہاں گم کر دیا گیا۔اس نثر میں ''استفہام'' بھی ہے۔تلمیحات نے مزید حسن برپا کیا ہے۔

د:

''آپ کوئے حبیب کے ان فقیروں کی دلنواز صداؤں کو سنتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں۔آپکو اس شہر محبت میں ایسی گلیاں، ایسے کوچے اور ایسے نظارے قدم قدم پر ملیں گے اور ان گلیوں اور محلوں میں بسنے والے بڑے نورانی چہرے دکھائی دیں گے۔

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمایل، یہ عبائیں یہ قبائیں

ان گلیوں میں کون ہے جو مچل مچل نہیں جاتا۔ان کوچوں میں کون ہے جو رک رک نہیں جاتا، ان راہوں میں کون ہے جو تڑپ تڑپ نہیں جاتا، ایسا کیوں نہ ہو۔

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور کہیں منگتے کا بھلا ہو
دے ڈالیے اپنے لب جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل درد حسنؔ کی بھی دوا ہو

(نسیم بطحا ص ۹۲)

ہ:

لوگ کہتے ہیں کہ اب سارے مدینۃ النبی کو مسجد نبوی کی توسیعات نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔اب نہ مدینہ کی وہ گلیاں رہیں جہاں بکریوں کا دودھ بیچنے والے "اشربوا الحلیب وصلوا علی الحبیب" کی صدائیں لگایا کرتے تھے۔نہ وہ کھجوروں کے باغ رہے۔جو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہ کرام کو اپنے سایہ راحت میں آرام دیا کرتے تھے۔نہ انصار مدینہ کے وہ

Marfat.com

مکانات رہے جہاں مہاجرین مکہ مواخات ومحبت کے لطف اٹھایا کرتے تھے۔ نہ مدینہ کے وہ آثار رہے جنہیں سورج جھک کر سلام کرتا تھا۔ نہ اونٹوں کے وہ حدی خوان رہے جنکی فرشتے تحسین کیا کرتے تھے، نہ اب وہ درودیوار ہیں جن پر چاند اپنی کرنیں نچھاور کیا کرتا تھا۔ مدینے کے لیل ونہار بدل گئے۔ مدینے کے صبح وشام بدل گئے، مدینے کے وہ دن رات بدل گئے جہاں رحمت کے پھول جھڑتے تھے اور فطرت کے اصول پلتے تھے۔ مدینے کی جو چیزیں ہماری نعتوں، منقبتوں اور عقائد کی جان ہوا کرتی تھیں اب وہ دور دور تک نظر نہیں آتیں ۔ آج مدینے کی گلیاں بازاروں میں تبدیل ہوگئی ہیں۔ آج مدینے کے پرانے آثار بلند و بالا عمارتوں میں دب گئے ہیں۔ آج مدینے کے کھجوروں کے باغات فلک بوس محلات میں اور بڑے بڑے ایوانوں میں تبدیل ہو گئے ہیں صحابہ کرام کے کھیت اور کنویں بڑے بڑے پلازوں نے نگل لیے ہیں۔ اب شہر مدینہ ''مسجد قبا'' سے لیکر ''اُحد کے دامن'' تک پھیل گیا ہے ہر چیز بدل گئی۔ ہر مقام بدل گیا۔ ہر راستہ بدل گیا ہر روایت بدل گئی، شام بدل گئی، دن بدل گئے، رات بدل گئی، اللہ، اللہ!

''نہ کہکشاں نہ ثریا نہ خوشہ علمی''

ہر چیز بدل گئی مگر دیکھو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ جوں کی توں ہے، اسکا جاہ وجلال وہی ہے۔ اسکا حسن و جمال اسی طرح جلوہ فرما ہے، اسکی شان و شوکت اسی آن بان سے قائم ہے، اسکی آب وتاب اسی شان سے قائم ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار اسی عظمت ومحبت سے بھرا پڑا ہے۔ ہجوم عاشقان اسی طرح ہے جو صدیوں سے تھا، دلوں کی دھڑکنیں ابھی تک وہی ہیں جو کئی سال پہلے تھیں، آنکھوں کی اشکباری وہی ہے جو سالہا سال پہلے تھی۔ اہل محبت کی وہی گہما گہمی، اہل دل کی وہی ہما ہمی!''

(نسیم بطحا ص ۱۱۵۔۱۱۶)

Marfat.com

اس نثر میں نجدی آثار دشمنی کا صاف اشارہ موجود ہے۔
چھوٹے چھوٹے سبک جملے مصرع شعر کی مانند لودے رہے ہیں۔
مترادفات بھی خوب ہیں...... ''گھما گھی اور'' ہما ہمی'' کے ہم آواز الفاظ
نے صوتی آہنگ بھی برپا کیا ہے بیان تحریری نہیں حقیقی ہے اور

بیانیہ
نثر کی خوبی عیاں ہے۔

و:

''یہ دربار مصطفیٰ ہے۔ یہ حرم نبوی ہے۔ یہ ایوان مصطفےٰ ہے۔ یہاں اہل دل محبت کی ہزار ہا زبانیں ہیں مگر خاموش، یہاں ستر ہزار فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ پر بچھاتے ہیں۔''

(نسیم بطحا ص ۱۴۲)

ز:

''اب مدینہ منورہ جانے والی راہیں باہیں کھول کر دعوت سفر دینے لگیں۔ دل مچلنے لگا۔ نماز پڑھی تو ناقۂ تیز گام نے اپنے کجاوے میں بٹھالیا۔ حرمین شریفین کی وادیاں طے کرتی ہوئی شہر حبیب میں جا پہنچی۔ سحری کے وقت در حبیب پر دستک دی تو آواز آئی۔

کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

(نسیم بطحا ص ۱۷۰)

ح:

''اے خوشا شہرے کہ دروے دلبر است، دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجوم عاشقان دیدنی ہوتا ہے۔ بارگاہ نبوی کی رونقیں اپنی مثال آپ ہوتی ہیں۔ مسجد

Marfat.com

نبوی حد نگاہ تک بھری نظر آتی ہے، روشن چہرے، خوبصورت صورتیں ہر طرف دل نوازی کرتی ہیں۔ مسجد نبوی کا وہ ٹکڑا جہاں گنبد خضریٰ اپنی تابانیوں سے نظروں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، اہل دل سے بھرا بھرا نظر آتا ہے۔ ریاض الجنتہ اور محراب و منبر کی جلوہ سامانیاں دل و دماغ کو روشن کرتی جاتی ہیں۔ ''استنِ حنانہ در ہجر رسول۔ نالہ می زد ہمچو ارباب عقول'' ابھی تک ہجر و فراق کی داستان سناتا ہے۔ مواجہہ شریف، باب جبریل، قدمین شریفین، مسکن فاطمہ، زینہ اصحاب صفہ۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

(نسیم بطحا ص ۱۶۶)

محولہ بالا اقتباس شاعرانہ رچاؤ سے پر ہے۔ اور تلمیحات سے آراستہ ہے۔

خطابیہ اسلوب۔ بیان کا جوش و زور

خطابیہ نثر کا شمار تخلیقی نثر میں ہوتا ہے۔ یہ خطابت سے مراد الفاظ مقررین کی لغو تقریر یا بے وجہ کی گھن گرج نہیں ہے بلکہ بیان کے زور اور جوش کے ساتھ حقیقت بیانی اور ایسی کہ جس میں لفظوں اور خیالات کا بہاؤ بھی ہو اور بجلی کی تڑپ اور شعلے کی لپک ہو جو فکر کی روشنی تقسیم کرتی ہو۔

چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ ''سیاسی جماعتیں ایک طرف اقتدار کے حصول کے لیے سڑکوں اور ایوانوں میں جناتی ناچ ناچ رہی ہیں۔ دوسری طرف اقتصادی اور معاشی میدان میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ غریب کا نام لینے والے ہی غریبوں کو لوٹ رہے ہیں۔ عزتوں کے محافظ ہی عزتوں کو نیلام کر رہے ہیں۔

چھین کر دولتیں غریبوں کی خود کو دولت مآب کہتے ہیں
لوٹ کر عزتیں غریبوں کی خود کو عزت مآب کہتے ہیں

Marfat.com

یہ کھیل تو ان دنیاداروں کے ہیں جو اس ''مردار کے طالب'' بنکر ''کلاب الدنیا'' کہلاتے ہیں مگر ہم دین کا نام لینے والے ہم ملک میں دین کا نفاذ کرنیوالے، ہم دین کو ''انسانیت کے لیے پیغام امن'' قرار دینے والے کہاں کھڑے ہیں، ہمارا کردار کیا ہے، ہمارے ''دینی جلوس''۔ ہماری ''روحانی مجالس'' اور ہمارے محراب و منبر کیا کر رہے ہیں۔''

(فکر فاروقی ص ۱۰۸)

۲۔ آج شاید سنیوں کو اپنا مقام یاد نہیں کہ بزرگان دین نے انہیں خانقاہوں سے عشق مصطفیٰ کی تربیت دی ہے۔ آج سنی نوجوان کو غالباً یہ احساس ہی نہیں کہ ان بزرگوں کی درگاہیں انکی تربیت گاہیں تھیں۔ یہ انہیں تربیت گاہوں کے فیض یافتہ ہیں۔ یہ اسی آسمان عشق و محبت کے ٹوٹے ہوئے تارے ہیں۔

یہ خانقاہیں۔ یہ درگاہیں۔ یہ بزرگان دین کی بارگاہیں، یہ اہل اللہ کے زاویے دراصل شیروں کی کچھاریں ہیں۔ عقابوں کے نشیمن ہیں۔ غازیوں کی چھاؤنیاں ہیں اور مجاہدین کی تربیت گاہیں ہیں جہاں کفر کی بجلیاں بھی گریں گی تو مزاحمت کے سینوں کی چٹانیں بھی یہاں ہی کھڑی ہوں گی''

(فکر فاروقی ص ۱۳۴)

۳۔ ''قریشی لشکر جہاں جمع ہوتا حضرت حمزہ کی تلوار ان پر بجلی بن کر کوندتی۔ وہ عقاب کی تیزی کے ساتھ دشمنوں کی ٹکڑیوں پر جھپٹتے اور تیر قضا بن کر موت کا پیغام بنجاتے۔ آپکی دو دستی تلوار صفوں کی صفیں پلٹ دیتی تھی۔ اور جو سامنے آتا کٹ جاتا۔ اب جنگ مغلوبہ ہے۔ وہ دیکھو، اسباع غبشانی بڑھا۔ یہ قریش مکہ کا پالتو پہلوان تھا، عرب کے اونچے پہلوانوں میں اسکا بڑا نام تھا۔ وہ مسلمانوں پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا۔ حضرت حمزہ کی

Marfat.com

نگاہ اس پر پڑی تو آپ نے اسے للکارا۔

کیا تیری بھی یہ جرأت ہے او "فرزند خنانہ"
کہ سیکھی زاغ نے بھی آج شان شاہبازانہ

آپ اور آگے بڑھے، تلوار کے پے در پے وار کیے اور اسباع کا قصہ تمام کردیا۔"

(نسیم حجاز ص ۱۰۰)

تبصرہ

اقتباس نمبر ا میں سیاسی جماعتوں اور لیڈروں اور اقتصادیات و معاشیات پر قابض "دھنا سیٹھ" غریبوں کی غربت مٹانے کے نام پر غریبوں ہی کو مٹا رہے ہیں، ان کی عزتوں کو پامال کر رہے ہیں، راہبری کے نام پر راہزنی کر رہے ہیں۔ محافظت کے نام پر عزتوں کو نیلام کر رہے ہیں اور اس پر خود کو دولت مآب اور عزت مآب کہتے ہیں۔ یہ تو "کلاب الدنیا" ہیں ہی لیکن پاسبان دین وملت اور انسانیت کے محافظ کہاں غائب ہیں، دینی جلسوں اور روحانی مجلسوں کو آراستہ کرنے والے کہاں گم ہیں۔

اس نثر میں للکار بھی ہے اور طنز و نشتریت بھی۔ "جناتی ناچ" کی ترکیب شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کے "پائے کوب" کا خوبصورت بدل ہے اور اس ایک لفظ نے ان نام نہاد "دولت مآبوں" اور "عزت مآبوں" کی خباثت کا پورا آئینہ دکھا دیا ہے۔ اسیطرح ان ظالمان زمانہ کو "کلاب الدنیا" کہہ کر بھی ان کی فطرت رذیلہ واضح کردی ہے۔

اقتباس نمبر ۲ میں سنیوں کو للکارا ہے اور انہیں غیرت دلائی ہے اور خانقاہوں۔ درگاہوں کو شیروں کی کچھاریں، عقابوں کے نشیمن وغیرہ کہہ کر ان کی عظمت اجاگر کی ہے۔ اس اقتباس میں تشبیہات بہت ہی باوقار ہیں...... یہ اقتباس

Marfat.com

بھی بیان کے زور و جوش سے پر ہے۔

اقتباس نمبر۳۔ خطابت اور جوش بیان کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس اقتباس میں عم رسول محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدنا حمزہ رضی المولیٰ عنہ کی شجاعت، ان کی تلوار کی لپک اور تڑپ کو جس طرح بیان کیا ہے اس میں انداز مصوری بھی ہے۔ جذبہ کا التہاب بھی ہے نیز بیان کی توانائی اور زور و جوش بھی!

اقتباس نمبر۴۔ انسانیت کے قاتل۔ صدر امریکہ جارج بش نے افغانستان، مسلمانوں کو "دہشت گرد" بتا کر افغانستان پر جارحانہ حملہ کیا لیکن افغانستان کے اہل ایمان اور اسامہ بن لادن کے شاگردوں نے مومنانہ شان اور مجاہدانہ آن بان دکھاتے ہوئے، ظالم و جابر امریکی قوم کی کم توڑ دی۔ انھیں افغانوں کو پیرزادہ اقبال احمد فاروقی سلام عظمت پیش کرتے ہیں۔ یہ اقتباس ملاحظہ کریں۔ اس میں شان خطابت بھی ہے اور بیان کا جوش و زور بھی!

"افغانستان کے اہل ایمان اپنی بے پناہ قربانیوں پر مبارک باد کے مستحق ہیں ہی مگر ہم ان مجاہدان بت شکن کی جرأت کو سلام کرتے ہیں جنہوں نے خود موت کی وادی میں چھلانگیں لگا کر سپر پاور کو سرنگوں کر دیا، بش کا غرور خاک میں ملا دیا۔ ایک ظالم اور سرکش قوم کی کمر توڑ دی۔ یہ خاک نشینوں کے تربیت یافتہ نوجوان تھے۔ یہ غاروں میں رہنے والے اسامہ بن لادن کے شاگرد تھے۔ یہ "القاعدہ" کے رضا کار تھے۔ یہ عرب ممالک کے جانباز تھے۔ یہ عصر حاضر کے نشان اسلام تھے۔"

(فکر فاروقی ص ۴۴۶)

خلاصۂ کلام

اقبال احمد فاروقی صاحب کی تحریروں میں خطابت ہے۔ لیکن صراحت و وضاحت کے ساتھ۔ ہر ہر لفظ سچائی کا ترجمان ہے۔ فاروقی صاحب کے قلم میں شیرینی اور شگفتگی بھی ہے۔ لیکن جب وہ اسلاف اور مومنین غیر تمند نیز اسلام کی

Marfat.com

حقانیت وغیرہ کا بیان کرتے ہیں تو ان کے لہجہ کی آتشیں لپک، ان کے بیان کا زور و جوش اور برق تحریر کی چمک اور تڑپ دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔

فاروقی صاحب اپنے اظہار میں لمبی چوڑی تمہید نہیں باندھتے کبھی کبھی وہ چند لفظوں، چھوٹے چھوٹے جملوں اور چند لفظوں میں آتش کدہ کی آگ بھڑکا دیتے ہیں۔

توضیحی نثر (نثر خالص)

توضیحی نثر کے ذیل میں وہ تمام تحریریں آتی ہیں جن میں کسی خیال کی وضاحت کی جائے۔ یہ تحریریں خالص علمی بھی ہوسکتی ہیں اور کاروباری یا نجی بھی جو معمولات زندگی سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً تہنیت، تعزیت اور توجیہ وغیرہ تنقیدی مضامین یا فکری مضامین بھی توضیحی نثر کے ذیل میں آتے ہیں۔

زبان و بیان پر قادر ایک قلمکار توضیحی نثر کے حوالے سے بھی انشاء پردازی کے جلوے دکھا دیتا ہے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے توضیحی نثر کے حوالے سے نثری جمال اور انشاء پردازی کے جلوے پیش کیے ہیں۔

وضاحت وقطعیت، استدلال، ایجاز واختصار اور متانت ووقار اس نثر کے عناصر ہیں۔

وضاحت اور قطعیت

کسی خیال کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ منتخب اور جچے تلے ہوں۔ وضاحت کے لیے اطناب کی ضرورت نہیں۔ جو بات کہی جائے اس میں قطعیت ہو اور استدلال سے اسمیں توانائی بھر دی گئی ہو۔

لفظ "محراب" کی وضاحت کرتے ہوئے فاروقی صاحب لکھتے ہیں:......

"عربوں کی جاہلی جنگ میں ایک مخصوص جگہ متعین ہوتی تھی جہاں سالار جنگ کھڑے ہو کر اپنے سپاہیوں کو ہدایت دیتا، حوصلے بڑھاتا، دشمن کے وار

Marfat.com

سے بچاتا۔ جنگجو دستوں کو جنگی حکمت عملی سے آگاہ کرتا اور دشمن کو للکارتا تھا۔ قدیم عربوں کے ہاں اس مقام کا نام "محراب" یعنی حرب کا مقام اور جنگ کرنے کے جگہ۔ اسلام کی روشنیاں آئیں تو کئی دوسرے الفاظ کی طرح اس لفظ کو بھی میدان جنگ سے اٹھا کر مسجد میں لا رکھا گیا اور مسجد میں "محراب" کو مستقل جگہ دے دی گئی پھر اس مقام پر "سالار جنگ" کے بجائے "خطیب مسجد" یا "امام مسجد" کو مقرر کر دیا گیا تاکہ وہ باطل قاتوں اور شیطانی حملوں کے خلاف اپنے مخاطبین کو آگاہ کرتا رہے اور جہاد کے لیے قوم کو تیار کرے، دشمن قوتوں سے بچائے۔ اسلام نے اس لفظ اور اس مقام کو اتنی اہمیت دی کہ ہمارے آقائے کریم مسجد نبوی میں اسی مقام پر کھڑے ہو کر اپنے جانباز صحابہ کو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" سے آشنا فرماتے۔

(فکر فاروقی ص ۱۵۰۔۱۵۱)

محراب کی وضاحت اقبال احمد فاروقی نے بہت ہی جامع انداز میں کی ہے۔ انکی تحریر میں قطعیہ بھی ہے اور اپنی بات کی تائید میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ بھی پیش کیا ہے۔ اور اسی طرح اپنی بات کو استدلال کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"رجال اللہ (مردان خدا)" کی تعریف میں اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں:۔

"دراصل "رجال اللہ" ایک مخصوص مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ قرآن پاک نے ہمیں "رجال اللہ (مردان خدا)" کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۝

(ترجمہ) وہ مردانِ حق جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یادِ خداوندی سے غافل نہیں کرتی۔ ان کا وجود مسعود حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک رہا ہے۔ حضور کے عہد مبارک سے لیکر ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک رہے گا۔ کائنات کے قیام اور نظام کا دارو مدار ان ہی

Marfat.com

مردان خدا پر ہے۔ عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ انہیں کی تعلیمات و ہدایت پر قائم ہے۔ امور تکوینی کے انصرام اور تصرفات کونیہ کی قدرت سے مشرف ہوتے ہیں۔ انکی برکات سے بارشیں برستی ہیں۔ نباتات پر سرسبزی آتی ہے۔ کائنات ارضی پر مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی انہی کی نگاہ کرم کی مرہون منت ہے۔ شہری آبادیاں، تغلب احوال و تحول اقبال۔ سلاطین کے عروج و زوال، انقلابات زمانہ، اغنیاء و مساکین کے حالات میں رد و بدل، اصاغر و اکابر کی ترقی و تنزل، جنود و عساکر کا اجتماع اور انتشار بلاؤں اور وباؤں کا رفع و دفع ہونا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کروڑوں طاقتوں کا مظاہرہ انہیں کے اختیار میں ہے......"

(رجال الغیب ص ۴۰)

مندر بالا اقتباس میں وضاحت بھی ہے اور قطعیت بھی۔ "قرآنی اقتباس" سے اپنی بات کو مدلل کیا ہے۔ اس اقتباس سے رجال الغیب یا رجال اللہ یعنی مردان خدا کی تعریف، ان کے احوال و اوصاف پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

پاکستان میں ۲۰۰۵ء میں تباہ کن زلزلہ آیا تھا۔ یہ "زلزلہ ہے" اسکی وضاحت کرتے ہوئے اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں:۔

"ماہرین ارضیات نے اس تباہ کن زلزلہ کی وجہ پر اپنے اپنے انداز میں روشنی ڈالی ہے محکمہ موسمیات کے سربراہوں نے اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں تبصرے کیے ہیں۔ اخباری تجزیہ نگاروں نے اپنی اپنی تحقیق کی روشنی میں اظہار خیال کیا ہے مگر ہمارے دینی راہنماؤں نے اس زلزلہ کو انسانی غفلتوں اور اللہ و رسول کی راہوں سے دوری کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں سرکش قوموں پر عذاب الٰہی کی بیشمار علامتوں میں زلزلہ کو ایک سزا کی علامت قرار دیا ہے۔ انہوں نے قوم ثمود، قوم عاد اور قوم لوط کی زلزلہ میں تباہی انکی سرکشی، اللہ اور اسکے رسولوں کے احکام سے نافرمانی کا تسلسل بتایا ہے......"

(فکر فاروقی ص ۶۰۷)

Marfat.com

فاروقی صاحب نے زلزلہ کو قرآن و حدیث اور اگلے رسولوں کی قوم کی سرکشی کے حوالے سے زلزلہ کو عتاب الٰہی اور سزائے خداوندی ثابت کیا ہے۔

ایجاز و اختصار

اسلام دین خداوندی ہے، دین فطرت ہے اور اللہ کے ہاں صرف اور صرف یہی دین ہے۔ اس روشنی میں اسلام کی متنوع انداز میں تعریف کی جاسکتی ہے لیکن اسلام کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ وحدہ لاشریک۔ اللہ کے سامنے سجدہ ریز کرانیوالا یہ مذہب شرک و بت پرستی کا مخالف ہے۔ اس روشنی میں دیکھیے اقبال احمد فاروقی کتنی دوٹوک بات کرتے ہیں:......

''ساری دنیا میں تو اسلام ہی ایک واحد مذہب ہے جو دنیا کو بت پرستی سے پاک کرتا ہے اور بتوں کے نام ونشان مٹاتا ہے۔'' (فکر فاروقی)

محولہ بالا اقتباس ''ایجاز و اختصار'' کا عمدہ نمونہ ہے۔

فاروقی صاحب برصغیر میں عیسائی مشنریوں کی آمد کا حال چند جملوں میں بیان کر کے ایجاز و اختصار کا اچھا نمونہ پیش کرتے ہیں:۔

''برصغیر میں فرنگی اقتدار کے طلوع کے ساتھ ہی عیسائی مشنریز کی آمد کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط ۱۸۱۳ء میں انگلستان کی پارلیمنٹ نے ایک بل پاس کیا کہ وہ برصغیر ہند میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے اپنے مبلغین بھیجے چنانچہ اگلینڈ کے پادریوں کی ایک جماعت ۱۸۱۴ء میں کلکتہ پہنچی اور اپنا کام کرتی چلی گئی''

(باتوں سے خوشبو آئے ص۔۱۵)

متانت و وقار

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی تحریروں میں ان کی شخصیت ہی کی طرح متانت و وقار قائم ہے۔ اس متانت و وقار میں نورانیت ہے۔ آپ کے

Marfat.com

تذکروں یا کسی بھی ایسی تحریر جس میں طنز و تعریض یا تعاقب و تنقید کا پہلو ہو، سطحیت اور ابتذال کا گزر نہیں ہوتا۔ آپ منتخب الفاظ سے تحریر کو وقار و تقدیس سے آراستہ کر دیتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ کریں:۔

ا۔ ''پاکستان اپنی تشکیل سے لیکر آج تک بے دین سیاستدانوں اور جرنیلوں کی زد میں رہا ہے۔ اس ملک میں ہر چیز کو اپنایا گیا مگر ''اسلام'' کے نفاذ اور ''نظام مصطفیٰ'' کے قیام کے راستے مسدود کیے جا رہے ہیں حتیٰ کہ اسلام کی دعویدار سیاسی جماعتیں بھی نفاذ اسلام میں اپنا متحد کردار ادا نہ کر سکیں۔ آج اگر کہیں سے نفاذ اسلام کی دور سے کمزور سی روشنی کی کرن بھی نمودار ہوتی ہے تو ہمارے پاکستانی سیاستدان اور حکمران کانپ اٹھتے ہیں اور چلا اٹھتے ہیں۔ کہ

آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا ! !

(فکر فاروقی ص ۲۰۳)

۲۔ آج پاکستان میں نواز شریف کی ''نوازشیں'' ہیں اور ''شہباز شریف کی ''شرافتیں'' ہیں۔ غالباً ان کو یہ معلوم نہیں کہ شرپسند لوگوں کی کتاب زندگی میں ''شرافت'' اور ''نوازش'' کے الفاظ ہی نہیں ہوتے۔ وہ تو بے گناہ انسانوں کو قتل کر کے اپنے لیڈروں کے ڈربوں میں پہنچ کر فخر اور غرور کے اعزاز حاصل کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے اپیلیں کرنا، اتحاد بین المسلمین کے اجلاس بلانا، امن واک کرنا۔ ہزاروں شہریوں کو اپنی سواریوں سے محروم کرنا۔ انہیں ڈرانا۔ اور قاتلوں سے ڈرنا، ان کے سامنے ہاتھ باندھنا کہاں کی سیاسی عقلمندی ہے؟''

(فکر فاروقی ص ۲۲۳)

مندرجہ بالا دونوں اقتباسات میں متانت و وقار واضح ہے۔ ا اور ۲ دونوں

Marfat.com

میں تعریض اور طنز کی ہلکی ہلکی ملاحت ہے لیکن تحریر کی متانت اور اس کے وقار میں کہیں فرق نہیں آنے پایا ہے۔

تاثراتی نثر کے نمونے

تاثراتی نثر میں مصنف اپنے گردوپیش کے بارے میں اپنے محسوسات اور تاثرات کا اظہار کرتا ہے۔

فاروقی صاحب کے ہاں "بیانیہ نثر" میں بھی ان کے محسوسات اور تاثرات کے اظہاریہ ملتے ہیں نیز دیگر تحریروں میں وہ اپنے گردوپیش کے بارے میں اپنے تاثرات ومحسوسات بیان کرتے ہیں۔

"حاجی لال دین مرحوم لاہور سے مدینہ امینہ میں جا کر بس گئے تھے اور ان کی تمنا تھی کہ موت آئے تو اسی مقدس سرزمین میں دفن ہوں۔ خوش نصیب حاجی لال دین صاحب کی وہیں رحلت ہوئی۔ بلدگاہ نبوی میں جنازہ پڑھایا گیا اور وہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے محفل قرآن خوانی و نعت خوانی منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پاکستان کے علماء ومشائخ اور مرحوم کے رشتہ داروں اور احباب نے خصوصیت کے ساتھ شرکت کی لیکن کچھ احباب حرم نبوی میں معتکف تھے لہٰذا وہ نہیں آسکے۔ اب فاروقی صاحب اپنے تاثرات اور محسوسات اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

"دوسرے دن "رباط امیر ملت" میں ایصال ثواب کے لیے محفل قرآن خوانی، نعت خوانی یا مجلس قل منعقد ہوئی۔ جس میں پاکستان کے علمائے کرام، مشائخ عظام، حاجی لال دین مرحوم کے رشتہ داروں اور ان کے احباب نے خصوصیت سے شرکت کی۔ مرحوم کے بہت سے احباب "حرم نبوی" میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شریک جنازہ اور محفل نہ ہو سکے ورنہ ان کی رحلت پر ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل غمزدہ تھا اور ہر زبان پر لال دین کی نفیس باتیں تھیں" (نسیم بطحا ص ۵۱)

Marfat.com

اس اقتباس میں فاروقی صاحب نے اپنے تاثرات اس طرح پیش کیے ہیں۔

''ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل غمزدہ تھا اور ہر زبان پر ذکر لال دین تھا......''

''جنت البقیع'' کی زیارت کے موقع پر فاروقی صاحب اپنے تاثرات اور محسوسات اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

''جنت البقیع پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ایک ویران میدان اور بے آب و گیاہ تختۂ خاک نظر آتا ہے۔ نظیری نیشاپوری نے کتنا غم ناک شعر کہا تھا

یکے بگور عزیزان خویش گزرے کن بہ بیں کہ نقش املہا چہ باطل افتاد است!

ان ظالموں نے اپنی شرک و بدعت کی کرداروں سے خاندان نبوت کے نشان مٹا رہے ہیں۔

اب دیکھیں سامنے وہ شہر خموشاں نظر آئے گا جس میں جلیل القدر صحابۂ رسول، امہات المومنین، اہلبیت کے نورانی افراد، اور ہزاروں عاشقان رسول آرام فرما ہیں۔''

(نسیم بطحا ص ۱۲۷)

فاروقی صاحب نے تشبیہات اور شعری فضا کے اہتمام سے ''جنت البقیع'' کی پامالی اور ویرانی پر اپنے محسوسات اور تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

مدینہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نعت خوانی کی نجی محفل میں سے ایک نجی محفل کا ذکر کرتے ہوئے فاروقی صاحب اپنے محسوسات اور تاثرات اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

''ان مجالس نعت کے علاوہ اس سال وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اُبرائے ہوٹل اور گوجرانوالہ کے ایک نوجوان صنعت کار عبد الوحید صاحب نے عنبریہ کے الشریف ہوٹل میں بڑی زبردست محافل نعت کا اہتمام کیا تھا مگر یہ محفل صرف نعت خوانوں کو انعام و اکرام بانٹنے کا بہانہ تھیں ورنہ جو لطف شہر محبت کی نجی مجالس

Marfat.com

نعت میں آتا ہے وہ ان ''زرپاش'' اور ''ریال نواز'' مجالس میں نہیں آتا (نسیم بطحا ص ۱۶۰)

محافل کو ''زرپاش'' اور ''ریال نواز'' کہنے میں تشبیہات کی نادرہ کاری بھی موجود ہے۔

انانیتی نثر کے نمونے

انانیتی نثر میں مصنف اپنی ذات کا اظہار کرتا ہے۔ خودنوشت اسی نثر کے زمرے میں آتی ہے۔ کچھ ناقدین نے سفرناموں کو بھی اسی ذیل میں رکھا ہے۔ اوراسے ''بیانیہ نثر'' کی ذیل میں بھی شامل کیا ہے۔ ''سفر نامہ'' میں کچھ ایسی باتیں آسکتی ہیں جہاں مصنف نے اپنی ذات کا اظہار کیا ہو لیکن عام طور سے یہ خودنوشت ہی کی ذیل میں آتی ہے شاعری میں بھی شاعر اپنی ذات کا اظہار کرتا ہے لہٰذا وہاں اسے ''انانیتی شاعری'' یا بشمول نثر و نظم۔ اسے ''انانیتی ادب'' بھی کہا گیا ہے ابو الکلام آزاد نے اسئے ''انانیتی ادب'' سے تعبیر کیا ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد صاحب نے ''آپ بیتی'' بھی لکھی ہے اور سفر نامے بھی۔ جہاں تک ان کے حرمین شریفین کی زیارت کے حالات مشاہدات کا تعلق ہے تو وہاں ''نسیم بطحا'' میں شامل ان کے سفرناموں میں ''اظہار ذات'' کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ وہاں تو صرف عاجزی اور انکساری ہے اور اپنی بابت اگر کوئی اظہار کیا بھی ہے تو بطور ''تحدیث نعمت'' لہٰذا ''اظہار ذات'' کے سلسلے میں بشکل ''تحدیث نعمت'' چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ ''ماہنامہ جہان رضا'' کی تاریخ فروغ رضویات میں منزل بہ منزل اسکی مساعی اورارتقا کی بابت فاروقی صاحب نے ماہنامہ ''جہان رضا'' شمارہ بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۲۰۰۷ء ''میں جہان رضا ہوں'' کے عنوان سے جولکھا ہے اس میں ایک مقام پر اس طرح رقمطراز ہیں:۔

Marfat.com

"مجھے بنانے سنوارنے میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر اعلیٰ) کا بڑا ہاتھ ہے۔ میرے بچپن سے لیکر آج تک انہوں نے مجھے اپنی علمی گود میں کھلایا۔ پالا پوسا۔ جوان کیا اور اپنے قلم کی شیرینی سے نوازا، اپنے قلم سے دودھ پلایا......"

محولہ بالا پیش کردہ تحریر کے ڈانڈے "انانیتی نثر" سے ملتے ہیں...... فاروقی صاحب نے اپنے علم اور قلم کی شیرینی کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

"مجھے اپنی علمی گود میں کھلایا، پالا، پوسا، جواں کیا اور اپنے قلم کی شیرینی سے نوازا، اپنے قلم سے دودھ پلایا......"

۲۔ اپنی تقریروں کی مقبولیت کی بابت فاروقی صاحب لکھتے ہیں......

"بعض نوجوان میری تقریر کو پسند کرتے تھے، بعض افراد حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اگر میں بددل ہو کر تقریر نہ کرتا تو مجھے بعض احباب پکڑ کر تقریر کراتے...... میں تقریر میں کھلتا گیا۔ کچھ عرصہ تک رک کر بغیر لاؤڈ اسپیکر کے تقریر کرتا رہا۔ اب مسجد میں لاؤڈ اسپیکر نصب ہو گیا۔ میں دوران تقریر مثنوی مولانا روم کے اشعار ایک للکار سے سناتا تو سڑک پر چلتے لوگ رک جاتے۔ اور میری تقریر سنتے رہتے۔ میرے سامعین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو مسجد کے سامنے کا میدان اور پھر کوتوالی کا باغ بھرا جانے لگا۔ لوگ دوسری مساجد سے نماز جمعہ پڑھ کر آتے تو میری تقریر سننے کے لیے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو جاتے۔ دینی مدارس کے طلبہ میری تقریر سے نوٹ لینے لگے، علماء مجھے تعریفی کلمات سے نوازنے لگے۔ میں دفتروں میں جاتا تو میرے سامعین دوڑ کر ملتے، مارکیٹ میں جاتا تو دکاندار بڑھ کر احترام کرتے، سفر کرتا تو لوگ احترام میں کھڑے ہو جاتے۔"

("آپ بیتی" مشمولہ کتاب "باتوں سے خوشبو آئے" ص ۵۹)

اقبال فاروقی کی خاکہ نگاری

اردو میں خاکہ نگاری کی روایت مغربی ادب اور فنون لطیفہ کی جڑوں سے

Marfat.com

پھوٹی ہے۔ خاکہ نگاری کا فن بہت مشکل اور کٹھن ہے۔ اسے اگر نثر میں غزل کا فن کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ جس طرح غزل میں طویل مطالب بیان کرنے پڑتے ہیں ٹھیک اسی طرح خاکہ میں بھی مختصر الفاظ میں پوری شخصیت پر روشنی ڈالنی پڑتی ہے۔ اقبال فاروقی صاحب نے بھی خاکہ نگاری میں اپنے مصوّرانہ انداز کو پیش کیا ہے۔ چند نمونے پیش ہیں:۔

ا۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ کا خاکہ

میں نے ۱۹۳۹ء میں آپ کو مسجد وزیر خاں لاہور کے اسٹیج پر پہلی بار تقریر کرتے ہوئے سنا۔ آپ کا چہرہ درخشاں، قد بہت بلند اور لباس عالمانہ وجاہت کا آئینہ دار تھا۔ تقریر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ ان کے بیان میں ایک خاص رنگ تھا۔ سامعین میں سے اکثر لوگ اپنے آقا و مولا کا نام سن کر بے اختیار دیتے۔ یہ کیفیت میرے جیسے نوعمر طالب علم کے لیے حیران کن تھی کہ تقریر کرنے والا اور تقریر سننے والے اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو روک نہیں سکتے۔ "صدر الافاضل" کی آواز میں سوز بھی تھا اور عالمانہ گرج بھی تھی۔ ان کی تقریر گھنٹوں جاری رہتی اور اہل درد اٹھنے کا نام نہ لیتے۔"

(مجالس علماء ص ۱۴۷)

تبصرہ

صدر الافاضل کے خدوخال اور لباس کا نقشہ کھینچتے ہوئے ان کی تقریری شان کو مختصر لفظوں میں اجاگر کیا ہے اور اس طرح ان کی عظمت کا نقش دلوں پر ثبت کر دیا ہے۔

۲۔ مندرجہ ذیل اقتباس میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی عظمت، عشق رسالت

Marfat.com

مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمات دینیہ کا ذکر مختصر لفظوں میں اس طور بیان کرتے ہیں کہ ان کی پوری شخصیت کا آئینہ سامنے آ جاتا ہے۔ ملاحظہ کریں

''امام احمد رضا بریلوی نے زندگی بھر ناموس مصطفیٰ کا علم بلند رکھا۔ حضور کی شان وشوکت کا جھنڈا لہرائے رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے پرچم کو سب سے اونچا رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو زندگی کا سامان بنائے رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مشعل راہ بنائے رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو دو جہان کی بادشاہی جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات کو غذائے جان بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کو قبلۂ حاجات سمجھا اور کوچۂ محبوب کی گدائی پر ناز کیا۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

(فکر فاروقی ص ۶۰۔۶۱)

(۳) حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ کا خاکہ

حضرت مولانا نبی بخش حلوائی علیہ الرحمۃ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے استاد معظم ہیں۔ ان کی خاکہ نگاری کا انداز ملاحظہ کیجیے:۔

''حضرت مولانا کی خالی از تکلف اور سادہ زندگی ایک فقیر بے نظیر کی مثالی زندگی تھی۔ مجلس میں بیٹھتے تو امتیاز کہہ ومہ نہ ہوتا۔ خود گفتگو کم کرتے مگر لوگوں کو بات کرنے کا زیادہ موقع دیتے۔ لباس عامی، قصوری لنگی۔ سفید ململ کا کرتا۔ سر پر سفید درویشانی ٹوپی۔ نرم اور سرخ کھال کی گامے شاہی جوتی، لوگ دور دور سے آتے، علوم و اسرار کی جھولیاں بھر کر اٹھتے، سالکان طریقت روحانی تربیت پاتے، علماء مسائل اعتقادیہ پر گفتگو کرتے، طالب علم ''قال اللہ وقال الرسول'' کی دولت سے مالا مال ہوتے''

(مجالس علماء ص ۴۱۲)

Marfat.com

(۴) حضرت شاہ احمد نورانی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا خاکہ

وہ قائد اہل سنت تھے، وہ آفتاب اہلسنت تھے، وہ راہنمائے اہلسنت تھے، وہ جمعیتہ العلماء پاکستان کے سربراہ تھے۔ وہ ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین تھے۔ وہ میدان سیاست میں متحدہ محاذ کے صدر تھے، وہ ملت اسلامیہ کے صدر نشین تھے...... انہوں نے سنیوں کو متحد کیا، حجروں، مسجدوں اور خانقاہوں سے نکال کر میدان سیاست میں لا کھڑا کیا۔

جاہ پسند حکمرانوں اور زر پرست سیاستدانوں کی اکثریت کے باوجود انہوں نے آئین میں ملک کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھوایا۔ انہوں نے قادیانیوں کو مرتد قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا، انہوں نے پاک سرزمین کو ''بے دین ریاست'' قرار دینے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ وہ ہر میدان میں کامیاب اور ثابت قدم رہے۔''

(فکر فاروقی ص ۵۴۰)

تبصرہ

فاروقی صاحب نے بہت ہی جامع انداز میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی میاں علیہ الرحمتہ کی شخصیت اور کارناموں کو پیش کیا ہے۔

(۵) حضرت حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کا خاکہ

''آپ ''مرکزی مجلس رضا لاہور'' کے بانی ہیں۔ سابقہ بیس سالوں سے آپ نے مجلس کی مطبوعات کو نہایت ہی منظم طریقے سے ملک میں پھیلایا اور اس کام کے لیے انہوں نے اپنی زندگی کے شب و روز وقف کر دیے۔ ان کی شبانہ روز کوششوں سے ہی ''خیابانِ رضا'' میں بہار آئی اور آج رنگا رنگ پھول مہکتے نظر آتے ہیں۔ آپ ایک

Marfat.com

کامل طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز عالم دین، دانشور، قلمکار، ادیب اوراعلیٰ حضرت بریلوی کے عاشق ہیں۔ آپکی مجالس میں علمی کام کرنیوالے، تحقیقی مقالات لکھنے والے، دانش ور، عالم، فاضل اورشیوخ طریقت کی آمدورفت رہتی ہے اور ہر ایک حکیم صاحب کے حسن سلوک سے اپنا اپنا مقام حاصل کرتا ہے۔"

(مجالس علماء ص ۴۴)

(۶) ایک احراری مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا خاکہ

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایک احراری مقرر تھے۔ گرجدار آواز، شعلہ بیانی اورملکی سیاست پر بات کرنے کا ملکہ تھا۔ وہ ہندوؤں کے وظیفہ خوار تھے وہ پاکستان اورنظریہ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے اس وجہ سے لوگ انہیں "بوکا" کہتے تھے۔ دہلی دروازے لاہور کے باغ میں مجلس احرار اسلام کا ایک جلسہ تھا، یہ بات پاکستان بننے سے پہلے کی ہے۔ تقریر عروج پر تھی، مولانا حبیب الرحمٰن گرج رہے تھے۔ ایک شخص مجمع میں سے اٹھا اور چلا کر کہنے لگا "پہلے مجلس احرار تین لاکھ روپے چندہ کا حساب دے" مولانا لدھیانوی رک گئے۔ فرمایا "ہم احرار ہیں"...... آزاد لوگ ہیں۔ چندہ لیں گے حساب نہیں دیں گے"

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۲۴۶)

فاروقی صاحب نے مولوی حبیب الرحمٰن احراری کی خاکہ نگاری سے نہ صرف ان کی بلکہ سبھی احراری مولویوں کی پاک اور اسلام مخالفت کردار نیز چندہ خوری کی فطرت اجاگر کردی ہے۔

اب بہت ہی مختصر انداز میں فاروقی صاحب کی خاکہ نگاری کے چند نمونے ملاحظہ کریں۔

۷۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا قلم فاضل بریلوی کی تعلیمات کو عام کرنے میں دریائے فیضان

Marfat.com

بن کر رواں دواں ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت پر بے پناہ کتابیں اور لا تعداد مقالات لکھے ہیں۔ آپ ایک عرصہ سے "مرکزی مجلس رضا" کے رفیق قلم واشاعت رہے ہیں اور مجلس نے آپ کی کئی کتابیں زیور طبع سے آراستہ کر کے تقسیم کی ہیں۔ دنیائے اہلسنت میں آپ کو "ماہر رضویات" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کثرت سے اعلیٰحضرت بریلوی کے مقامات علمیہ کو احاطۂ تحریر میں لانے کے ساتھ ساتھ ان تمام حضرات کی علمی رہنمائی بھی کرتے ہیں جو "خیابان رضا" کی مہک کو اپنے قلموں سے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ آپ کی تحریریں پاک و ہند کے علاوہ مختلف ممالک کے اہل علم وفضل کی رہنمائی کرتی ہیں۔"

(مجالس علماء ص ۴۴)

(۸) علامہ شمس الحسن شمس صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاکہ

آپ "خیابان رضا" کے سدا بہار پھول ہیں آپ کے قلم نے فاضل بریلوی پر بڑی بلند پایہ کتابیں لکھی ہیں اور اہل علم وفضل نے انہیں بیحد پسند کیا ہے۔ آپ نے بریلی شریف کی خالص علمی، اعتقادی اور تہذیبی فضا میں پرورش پائی تھی۔ آپ کی تحریروں میں وہی گہرائی اور شگفتگی ملتی ہے جو ابنائے بریلی کا خاصہ ہے۔ اعلیٰحضرت کے دیوان "حدائق بخشش کا ادبی تحقیقی جائزہ" لکھ کر اعلیٰحضرت کی نعتیہ شاعری کی وضاحت کی ہے۔ درجنوں کتابوں کے مؤلف، مصنف، مرتب اور مترجم ہیں۔

(مجالس علماء ص ۴۵، ۴۶)

(۹) مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیے اور فاروقی صاحب کی شوخی قلم کی داد دیجیے:۔

"ہمارے ایک ساتھی جنہیں ہم پیار اور محبت سے طویل اللحیہ، طویل اللباس، طویل التسبیح اور طویل الکلام کہا کرتے تھے وہ کرم فرماتے۔ اپنی نشست گاہ

Marfat.com

سے اٹھکر ہمارے پاس چلے آتے، اچھی گفتگو کر کے ہر روز کسی نہ کسی ملک کے ایک عالم دین کو پکڑ لاتے جس سے ہم مختلف انداز سے گفتگو کرتے اور اس طرح باہم علمی اور روحانی روابط پیدا کر کے دل کو سکون بخشتے، ہم نے ان بزرگ کا نام ''الشیخ الرابطہ'' بھی رکھدیا تھا۔

(نسیم بطحا ص ۵۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں ''طویل اللحیہ، طویل اللباس، طویل التسبیح اور طویل الکلام'' کی تراکیب نیز ''الشیخ الرابطہ'' کا لقب قابل دید ہیں۔

اس ترکیب سازی میں فاروقی صاحب کی اشارہ سازی کا رجحان بھی ظاہر ہے۔

(۱۰) مندرجہ ذیل اقتباس سے بھی پیرزادہ صاحب کی خاکہ نگاری کے فن میں مہارت ظاہر ہوتی ہے

''میں نے ''ریاض الجنتہ'' میں ایک دیو قامت حبشی کو پھیلے ہوئے دیکھا۔ میرا دل چاہا کہ اسکے پہلو میں بیٹھ کر درود و سلام پڑھوں مگر وہ کسی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ سیاہ کالا، دیو ہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان، رنگ کالا مگر دل روشن، دراز قد مگر گردن خمیدہ، ڈراؤنی صورت مگر دل میں عشق مصطفٰے کی شمع فروزاں۔ مجھے حضور کا بلال یاد آ گیا۔ دل میں کہا بلال ہے یا رسول اللہ! آج میں آپ کے بلال کے پہلو میں بیٹھنا چاہتا ہوں مگر یہ کالا پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، فوراً میری درخواست قبول ہوئی۔ اس حبشی نے پہلو بدلا۔ مجھے اپنے ساتھ لگالیا، جگہ دی، بٹھا لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اس نے دیکھا، تو میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ کندھوں پر تھپکی دی، تسلی دی اور اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ محبت کا پہاڑ تھا، وہ شفقت کا دریا تھا۔ وہ عشق مصطفٰے کا امین تھا''

(نسیم بطحا ص ۶۰)

Marfat.com

حلیہ بیان کرنے کا انداز.....سیاہ کالا، دیو ہیکل جسم، پہلوانوں کا پہلوان۔ رنگ کا کالا مگر دل روشن۔ دراز قد مگر گردن خمیدہ.....'' صفت تضاد، تلمیح بلال۔ استعارات.....''سیاہ کالا دیو، کالا پہاڑ، محبت کا پہاڑ۔شفقت کا دریا، عشق مصطفےٰ کا امین'' وغیرہ! سے عبارت کو آراستہ کر کے خاکہ نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے اکابر و معاصر علماء و مشائخ کے تذکرے بھی لکھے ہیں اور حرمین شریفین کی حاضری کے دوران اپنے رفقاء ملکی وغیر ملکی زائرین کے حالات و واقعات بھی قلمبند کیے ہیں۔ ان میں بھی بہت سی شخصیات کے تذکروں کے ضمن میں ''خاکہ نگاری'' کی عمدہ مثالیں دکھائی پڑتی ہیں۔

اقبال فاروقی کہ انشائیہ نگاری

اردو ادب میں صنف ''انشائیہ'' نے اپنا مقام متعین کرلیا ہے۔انشائیہ کا ایک خاص اور جداگانہ اسلوب ہوتا ہے جس کو نہایت چابکدستی سے برتنا ہوتا ہے۔انشائیہ میں انشائیہ نگار شگفتہ بیانی کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کے ہلکے ہلکے تیر و نشتر بھی چلاتا ہے۔انشائیہ نگار کی پہنچ ادب اور زندگی کے ہر گوشے میں ہوسکتی ہے۔انشائیہ نگار منتشر خیالات اور بکھرے ہوئے موضوع کے تانے بانے سے قاری کو زیرِ لب تبسم پر مجبور کر دیتا ہے۔غرض کہ انشائیہ میں بے ترتیبی میں ایک ترتیب ہوتی ہے فاروقی صاحب نے روز مرہ کی اور اپنے گرد و پیش کی زندگی نیز قومی و ملی حالات، سیاسی و مذہبی رجحانات وغیرہ سے اس فن کو آراستہ کیا ہے۔آپ کے یہاں طنزِ لطیف کا دل کش جلوہ موجود ہے اور کہیں کہیں مزاح کی پھلجھڑی بھی چھوٹتی نظر آتی ہے۔

ا۔میں تجھ کو محل بنادوں گا

الیکشن اور انتخابی سیاست کے پس منظر میں لیڈروں کے جھوٹے وعدے اور صیادوں کی طرح عوام کو پھنسانے اور ان کا استحصال کرنے کے لیے بھانت

Marfat.com

بھانت کے لبھاوے وغیرہ دل فریب نعروں کا جال پھینکتے ہیں۔
وعدہ "میں تجھ کو محل بنا دوں گا" پر فاروقی صاحب کی انشائیہ نگاری کا یہ خوب صورت انداز دیکھیں:۔

"لوگو! سنو میں تمہارا پرانا لیڈر ہوں، راہنما ہوں، خیر خواہ ہوں، تم نے مجھے بار ہا منتخب کیا۔ کئی بار چُنا۔ کئی بار اسمبلی میں بھیجا، آج پھر میں تمہیں دعوت انتخاب دیتا ہوں۔ آگے بڑھو! مل کر نعرہ لگاؤ! اور مجھے جتواؤ! قدم بڑھاؤ! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم تم کو محل بنا دیں گے"

(فکر فاروقی ص ۴۹۳)

فاروقی صاحب نے اسی لیڈر کی طرح دوسرے ملک وملت فروش لیڈروں کے جھوٹے وعدے اور شکار پھانسنے والے انداز کا ذکر کیا ہے۔

(۲) پجارو گاڑی اور فقراء کی انکساری

فی زمانا ہمارے خطباء اور پیران طریقت نمائشی انکسار کے طور پر خود کو "فقیر" کہتے ہیں لیکن ان فقیروں کی آرام پروری، عامتہ المسلمین سے جبری نذرانوں سے عیش پرستی کا بہت ہی طنزیہ ملاحت وصباحت کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:۔

"آج کل بعض علماء ومشائخ انکساری سے اپنے آپ کو "فقیر" کہتے ہیں یہ اچھی بات ہے، اچھا لقمگران کے تکبر ونخوت، سستی وکاہلی کا یہ عالم ہے کہ میدان عمل میں نکلنے کی بجائے کہتے ہیں "فقیر" نے آرام کرنا ہے۔ "فقیر" نے قیلولہ کرنا ہے۔ "فقیر" گوشہ نشین ہے۔ "فقیر" دس ہزار لیکر تقریر کرے گا۔ "فقیر" بیمار رہتا ہے۔ دیسی گھی میں پکی ہوئی دیسی مرغی کھاتا ہے۔ "فقیر" کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ فقیر کے ایک محب نے مکان بنوا دیا "فقیر" کے ایک عقیدتمند نے پجارو کار لے دی۔"

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۳۳)

Marfat.com

(۳) القابات وخطابات کا ناجائز استعمال

ہمارے دینی حلقوں میں القابات وخطابات کا حصول اور پھران کا استعمال جس انداز سے ہو رہا ہے وہ قابل صد افسوس ہے اگر یہی رفتار رہی تو عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا جب ہر بوالہوس عشق پرستی کو اپنا شعار بنا لے گا۔ اگر ہم علم اور علمی طور پر پیچھے رہ گئے ہیں تو ضروری نہیں کہ ہم غزالی۔ رازی۔ رومی اور جامی کہلائیں۔ صبر و استقامت کے ساتھ چھوٹے القابات پر ہی اکتفا کیا جائے اور اگر القابات نہ بھی استعمال کریں تو بھی شان میں کوئی کمی نہیں آتی۔"

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۳۲)

جماعت اہلسنت کے موجودہ علماء و خطباء میں بھاری بھرکم القابات و خطابات نے ایسی جڑ پکڑ لی ہے کہ ان القابات کے "دم چھلوں" کے بغیر جلسوں میں جانا بھی گوارا نہیں کرتے۔ فاروقی صاحب نے "تلمیحات" کا سہارا لیا ہے اور مقولہ کا بھی اور اس طرح انشائیہ کا اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔

۴۔ وارثان "محراب ومنبر" کی نذر

"محراب ومنبر" کے حوالے سے اسکے وارثوں اور مملکت خداداد، اسلامی جمہوریہ کے غیر اسلامی حکمرانوں کے کردار وعمل کو اشارے کنائے نیز "تلمیحات" کے پس منظر میں دکھاتے ہوئے "انشائیہ" کا جلوہ پیش کرتے ہیں:......

"پاکستان ایک اسلامی ملک ہے مگر اس پر حکمرانی کا اختیار "غیر اسلامی" مسلمانوں کو ملا ہے۔ آج کے مسلمان معاشرے میں تمام غیر اسلامی آلائش موجود ہے۔ فرعون کی سی زندگی بسر کرنے والے پاکستانی امراء آخرت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اٹھنا چاہتے ہیں۔ محمد شاہ رنگیلے کے جانشین محمد بن قاسم کی سلطنت کے مالک بنے ہوئے ہیں۔"

(فکر فاروقی ص ۱۵۵)

Marfat.com

۵۔آزادی کی نیلم پری

ڈاکٹر اقبال نے آزاد ھند سے بہت پہلے انگریزوں کی مغربی جمہوریت کے متعلق کہہ دیا تھا۔

دیو استبداد جمہوری قبا میں ہے پائے کوب
تو اسے سمجھا ہے آزادی کی نیلم پری

اسی آزادی کی نیلم پری کے حوالے سے اقبال احمد صاحب پیرزادہ لکھتے ہیں:۔

''آزادی کی نیلم پری'' بے حیاؤں کے درمیان کھڑی کوچہ و بازار میں ناچ رہی ہے۔ ''آزاد کی نیلم پری'' لٹیروں اور چوروں کے محلات میں ناچ رہی ہے۔ ''آزادی کی نیلم پری'' سیاست کے ایوانوں میں ناچ رہی ہے،'' آزادی کی نیلم پری'' قانون ساز اداروں میں ناچ رہی ہے۔ دوسری طرف کروڑوں پاکستانی جو چادر و چار دیواری سے محروم بھوک پیاس اور افلاس کے قیدی ہیں۔ جب گولڈن جوبلی کی شاندار سرکاری تقریبات کو دیکھ کر خود کو دیکھتے ہیں تو حیرت زدہ ہو کر جشن برپا کرنے والی قوتوں کے خلاف ان کے ذہن میں سوال اٹھتا ہے: اے رہنمایان قوم ''ہم میں جشن منانے کی سکت نہیں اور سوگ منانے کی ہمیں اجازت نہیں'' کیا ہم آزادی کی سزا بھگت رہے ہیں؟ ملک وقوم کی زبوں حالی کے ذمہ داروں سے جب بھی یہ سوال ہوتا ہے تو وہ ایک ہی جواب دیتے ہیں کہ ہمارے پاس ''الہٰ دین کا چراغ'' نہیں جو عوام پاکستان کو فوراً خوشحال بنا سکے۔ مگر ہر پاکستانی کا مشاہدہ ہے کہ ان کے محلات اور عیش گاہوں میں ہر روز ''الہٰ دین کے چراغ'' جلتے ہیں اور یہ بھیس بدل بدل کر اقتدار پر قبضہ جمانے والے اپنے ذاتی مفادات کے لیے فوراً ''الہٰ دین کا چراغ'' روشن کر لیتے ہیں لیکن عوامی مفادات کے عام چراغ بھی ہمیشہ بجھے رہتے ہیں۔ ہم کو تو میسر نہی مٹی کا دیا بھی!

(باتوں سے خوشبو آئے ص۳۰۔۳۱)

Marfat.com

رضویات پر قلم فاروقی کی گلکاریاں

فروغ رضویات ہی کے لیے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ''مرکزی مجلس رضا'' کے ہراول دستے کے کارکن بنے اوراسی مقصد کے لیے آپ نے ماہنامہ ''جہانِ رضا'' کا اجرا کیا۔ امام احمد رضا کی شخصیت، علم وفضل اورتقدیسی کارنامون کو اپنوں اور غیروں تک پہنچانے اور مسلک امام احمد رضا کی پاسبانی میں آپ نے اہم اورنمایاں کردارادا کیا ہے۔اورآپ کی مساعی جمیلہ جاری ہے۔

رضویات کے تعلق سے پیرزادہ مکرم کے قلم کی تابانی ملاحظہ کریں:۔

ا۔ عہد امام احمد رضا کے مذہبی حالات اوراعتقادی فتنوں کے حوالے سے امام رضا کے کارنامہ کاذکراس طرح کرتے ہیں:۔

''اس دور میں مسلمانوں کے اندر سیکڑوں اعتقادی فتنے ابھرے، نیچریت، دیوبندیت، وہابیت اور چکڑ الویت جیسے کئی فتنے زبانوں سے قرآن و حدیث سناتے ہوئے طوفان بن کر اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اہل ایمان تو کیاان میں مرزائیت ایک ایسا فتنہ تھا جسے انگریزی کی نہ صرف تائیداور سرپرستی حاصل تھی بلکہ اسے مفاد پرست ملاں، بدعقیدہ علماء بھی انگریز کا ''خودکاشتہ پودا'' کہنے لگے۔حقیقت بھی یہی تھی کہ اس فتنہ نے نہ صرف ختم نبوت سے انکارکیا بلکہ بڑی جرأت کے ساتھ ایک ''نبی'' بھی سامنے لاکھڑا کیا۔یہ سارے خانوادے اہلسنت کے قافلہ حق سے ٹوٹ کرعلیحدہ ہوئے تھے اورانگریز کی شہ پر اہلسنت کی اعتقادی عمارت کی جڑیں کاٹنے میں لگے تھے۔اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں اسی پرفتن دور میں ابھرے، انگریزوں کی چالوں کودیکھا، پادریوں کی ریشہ دوانیوں پرنگاہ ڈالی پھراپنوں کو دیکھا جو کٹ کٹ کرمختلف فرقوں اورنظریات میں بٹتے جارہے تھے پھر یہ لوگ ہی علماء کی شکلوں میں، شعراء کی شکلوں میں، ادباء کی شکلوں میں، معلمین اور متکلمین کی شکلوں میں، بڑھ چڑھ کرفوج درفوج، موج در

Marfat.com

موج اور قطار در قطار قلعہ سنیت پر حملہ آور ہونے لگے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے یہ صورت حال دیکھی تو تڑپ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اٹھایا اور سنیت کے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو گئے اور برصغیر کے تمام سنیوں کو پکارا کہ آگے بڑھو اور ان فتنوں کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔ آپ کی اس آواز پر راس کماری سے لیکر خیبر تک تمام سنی علماء کرام اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ کی زیر کمان عقائد اہل سنت کی حفاظت کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ وہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے یکجان ہو گئے۔

آپ کی موجودگی میں بریلی کے اس حلقہ میں دنیائے سنیت کے وہ آفتاب و ماہتاب جمع ہوئے جنہوں نے آگے چل کر برصغیر ہندو پاک کو چکا چوند کر دیا۔"

(فکر فاروقی ص ۵۳۔۵۴)

۲۔ "فاضل بریلوی نے ملک کے گستاخان رسول مولویوں کے تیور دیکھے تو للکارا۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آپ کی اس للکار نے ان فتنہ سامانوں کو مزید تیز کر دیا۔ وہ طوفان بن کر اہلسنت کی اعتقادی دیواروں سے ٹکرانے لگے۔ اب انگریز بہادر خوش تھا کہ۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے !

مرزائی، شیعہ، نجدی، وہابی، رافضی، چکڑالوی، نیچری جیسے سیکڑوں فرقے اعلیٰ حضرت کی نگاہ میں تھے۔ آپ ان سے چومکھی لڑائی لڑے۔ آپ کی تحریر، آپ کا بیان اور آپ کا قلم نشتر بن کر ان بدعقیدہ لوگوں کے سینے میں اترتا گیا۔

وہ رضا کے نیزے کی، مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسی چارہ جوئی کا وار ہے کہ وار وار سے پار ہے

آج اگر اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی تمام تحریروں، مقالات، فتاویٰ،

Marfat.com

مکتوبات، ملفوظات، تعاقبات، تنقیدات، تنقیحات، جوابات کو سامنے رکھا جائے تو آپ محسوس کریں گے کہ اسلام کا ایک جان نثار عظمت مصطفیٰ کا جھنڈا اٹھائے چاروں طرف دشمنان اہلسنت میں گھرا ہوا ہے اور انہیں للکار رہا ہے۔

آج کا مورخ اس نابغۂ روزگار ہستی کے کمالات اور قوت کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکے گا جب وہ دیکھے گا کہ اعلیٰحضرت نے ان دینی فتنوں کی سرکوبی کے لیے کتنی طویل جنگ لڑی۔ آج کا نوجوان (بعض سنی علماء کرام بھی اور سیاستدان) بھی اپنے امام اہل سنت کی پامردی کا اندازہ نہیں کر سکتے جس سے برصغیر کے اعتقادی طوفانوں کا سخت جاں کوشی اور پامردی سے مقابلہ کیا تھا۔ اعتقادی تاریخ میں شاید ہی اعلیٰحضرت سے بڑھ کر کوئی مثال مل سکتی ہو۔"

(فکر فاروقی ص ۵۵۔۵۶)

۳۔ اعلیٰحضرت دوسری بار دیار حبیبؐ کو روانہ ہوئے تو صحرائے عرب کی یادیں مچلنے لگیں۔

پھر اٹھا ولولہ یاد مغیلان عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب
باغ فردوس کو جاتے ہیں ہزاران عرب
ہائے صحرائے عرب! ہائے بیابان عرب

اعلیٰحضرت کے ہاں خاک طیبہ، خاک صحرائے مدینہ، صبح مدینہ، شام مدینہ، باغ طیبہ، ہوائے طیبہ، غرضیکہ سگانِ کوچۂ مدینہ بھی محبوب و مرغوب ہیں وہ ان چیزوں کو جنہیں کوچۂ حبیب سے ذرا سی بھی نسبت ہے دارا و سکندر کی شہنشاہی اور جام جم کی جہانگیری سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ انہیں مدینے کی گلیوں میں جھولی پھیلائے پھرنا اور پھر بھیک لینے کے لیے آوازیں لگانا، دنیا کی ساری راحتوں اور عظمتوں سے خوشتر دکھائی دیتا ہے۔ انہیں اس گلی کا گدا ہونا باعث صد افتخار ہے

Marfat.com

اور کیوں نہ ہو وہ کہتے ہیں ۔

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

(نسیم بطحا ص ۱۹۴۔۱۹۵)

تبصرہ

فاروقی صاحب نے اقتباس نمبر ا میں امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامہ کا ذکر والہانہ حقیقت پسندانہ انداز میں کہا ہے۔ بیان کا زور و جوش شباب پر ہے۔ قادیانی مذہب کے لیے ''انگریز کا خودکاشتہ پودا'' کی ترکیب بشکل استعارہ بہت خوب ہے۔ اقتباس نمبر ۲ میں امام احمد رضا کے کارنامہ تجدید اور قلم کی نشتریت و تابانی کو بہت ہی مدلل اور احسن طریقے سے اجاگر کیا ہے جس سے امام احمد رضا کی علمی جلالت۔ دینی عظمت وغیرہ واضح ہوتی ہے۔ اس اقتباس میں شعری فضا کا اہتمام بھی ہے۔

اقتباس نمبر ۳ میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے عشق رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس عشق کے حوالے سے دیار رسول مدینہ امینہ سے ان کی وابستگی کو شاعرانہ انداز سے اجاگر کیا ہے۔

رضویات ہی کے ضمن میں امام احمد رضا کے صاحبزادگان اور خلفاء کا بھی ذکر فاروقی صاحب نے کیا ہے۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے خلف اکبر حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ اس انداز میں کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:۔

''شہزادہ اعلیٰحضرت ۔ حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خان قادری برکاتی نوری رحمتہ اللہ علیہ خلف اکبر و خلیفۂ اعلیٰحضرت، مجدد مآتہ حاضرہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی ''محمد''، عرف ''حامد رضا'' اور خطاب ''حجتہ الاسلام'' تھا۔ درسیات کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ علوم مرجہ

Marfat.com

اور حدیث و تفسیر میں سند فضیلت حاصل کی۔ بلند پایہ خطیب، شعلہ بیاں مقرر اور معروف مدرس علوم دینیہ کی حیثیت سے شہرت پائی۔ تفسیر و حدیث کی تدریس میں خصوصیت سے مشہور تھے۔ تفسیر بیضاوی کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ عربی ادب اور فارسی، اردو عربی نظم و نثر میں کمال حاصل کیا...... مولوی اشرفعلی تھانوی کو بار بار مناظرہ کے لیے للکارا لیکن وہ کبھی سامنا کرنے نہ پائے؟ وفات سے ایک سال پہلے خود اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرماتے گئے۔ کیفیت وصال بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ زبان ذکر صلوٰۃ و سلام رسول اللہ میں مشغول ہوگی روح قرب وصال کے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر بند آنکھیں، لب پہ میرے درود و سلام ہوگا

(مجالس علماء ص ۶۰۔۶۱)

تبصرہ

بیانیہ نثر کا عمدہ نمونہ ہے۔ حجتہ الاسلام کے فضل و کمال کا خوبصورتی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

طنز و تعریض

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے شخصیات، افکار و نظریات پر بھی تنقید کی ہے لیکن انداز تلخ بیانی، ہیجان اور ابتذال سے جدا ایک علیحدہ انداز ہے۔ آپ نے رد بھی کیا ہے۔ تنقید و تعاقب بھی کیا ہے۔ دینی، ملکی، قومی، ملی، سیاسی، و سماجی افراتفری، بے راہ روی پر تنقید و تعریض کی ہے اور اس طرح طنز و نشتریت کے جلوے بھی دکھائے ہیں۔

اس طنز میں قوم و ملت اور دین کا درد پوشیدہ ہے۔ آپ بے حسی بے عملی اور دین بیزاری میں مبتلا مسلمانوں کو للکارتے ہیں، غیرت دلاتے ہیں اور بیدار

Marfat.com

کرتے ہیں......

چند مثالیں

ا۔ ''موجودہ دور میں انسان ضروریات زندگی کا غلام بن کر رہ گیا ہے۔
زر پرستی اور حصول زر کے طوفانوں نے ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا
ہے۔اس زر پرستی کی دوڑ سے ہمارے بعض علمائے کرام اور واعظانِ خون
بیان بھی متاثر ہوئے ہیں اور وہ اسلامی تبلیغ کے ارفع مقام کو کھو کر
ضروریات زندگی کے حصول کی دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں۔ان واعظوں
میں ''وعظ فروشوں'' کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو اپنی تقریروں اور
وعظوں پر سودے بازی کیے بغیر قوم کو خطاب کرنے سے انکار کر دیتا
ہے۔''وعظ فروشوں'' کا یہ طبقہ دین کے نام پر تبلیغ کرتا ہے اور تبلیغ کے نام
پر وعظ فروشی کرتا ہے۔اسلام تو کیا یہ لوگ اپنے رسول کے نام پر بھی وہ
قیمت وصول کرتے ہیں جس سے روح کانپ اٹھتی ہے۔''

(فکر فاروقی ص ۱۷۴)

مندرجہ بالا اقتباس میں دین کو سوداگری بنا لینے والے نام نہاد مبلغین اور
پیشہ ور خطباء و مقررین پر طنز کا یہ انداز لائق دید ہے۔لفظ ''وعظ فروش'' بھی قابل غور
ہے نیز یہ جملہ بھی ملاحظہ کریں کس قدر بلاغت سے پر ہے یعنی

''وعظ فروشوں کا یہ طبقہ دین کے نام پر تبلیغ کرتا ہے اور تبلیغ کے نام پر
وعظ فروشی''!

انہیں وعظ فروشوں کے ساتھ ساتھ فاروقی صاحب نے اپنے آپ
کو ''حسان ثابت'' اور کعب بن زُہیر کا جانشین قرار دینے والوں کی بھی خبر لی ہے۔
''وعظ فروشوں'' کے اس رویے پر بھی طنز یہ نمکپاشی کے ساتھ یہ مختصر
عبارت ملاحظہ کریں:۔

Marfat.com

"یہ لوگ مغربی مملکت کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں تبلیغ کرنے نہیں جاتے۔ہم نے کسی واعظ کو نیپال چین، بنگلہ دیش یا کوریا جاتے نہیں دیکھا حالانکہ کفر تو ان ملکوں میں بھی ہے اور اسلام کی روشنیوں کی ان تاریک گوشوں کو بھی ضرورت ہے۔"

(ایضاً ص ۱۷۵)

۲۔ "پاکستان ایک اسلامی ملک ہے کہ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے مگر اس پر حکمرانی کا حق ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اسلامی ہیں نہ غیر اسلامی اس کے حکمران فرعون کی سی زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اٹھنا چاہتے ہیں۔محمد شاہ رنگیلے جانشین محمد بن قاسم کی سلطنت کے وارث بنے ہوئے ہیں۔ان حالات میں جن ائمہ کرام نے اپنی مساجد کے محراب و منبر کو مومنانہ بصیرت سے سنبھال رکھا ہے تو یہ عصر حاضر کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔"

(باتوں سے خوشبو آئے ص ۱۹)

مندرجہ بالا اقتباس میں ضرب خفیف کے ساتھ طنز لطیف بھی موجود ہے۔ پوری عبارت بلاغت کا نمونہ ہے۔تلمیحات سے عبارت کو آراستہ کیا گیا ہے۔اس طرح ملاحت میں صباحت بھی رچ بس گئی ہے۔

۳۔ طنز لطیف کا ایک اور خوبصورت نمونہ ملاحظہ کریں جس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں!

"محکمہ اوقاف پنجاب کے ایک منصب دار مولانا خوشامد درآمد کے فن کو خوب جانتے تھے۔جو حکومت آتی اسکی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور صاحبان اقتدار کے گن گانے میں ماہر تھے۔ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آئے تو بادشاہی مسجد کے "محراب و منبر" اسلامی سوشلزم کا گہوارہ تھے، جنرل ضیاء الحق کا دور آیا تو عسکری نظام "نظام رحمت" تھا اس طرح جب نواز شریف اور بے نظیر کے اقتدار کے سورج چمکے تو ان کی کرنوں سے غسل کرتے رہے۔مولانا کی یہ حکمت عملی

Marfat.com

''چڑھتے سورج کو سلام، ڈوبتے کو پرنام'' بڑی کامیاب رہی۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا''

(باتوں سے خوشبو آئے ص۱۶)

۴۔ ''ہندوستان'' کے فنکاروں کی آؤ بھگت میں لاہور کے شراب و شباب خانے آباد ہو گئے۔ بعض روشن خیال وزیروں، امیروں اور مشیروں کے گھروں میں ان کی پذیرائی ہوئی، نجی محافل اور اسٹیج پر سے آوازیں آنے لگیں کہ پاکستانیو! نفرت کی لکیریں مٹا دو، قتل و غارت کی پرانی باتیں بھلا دو، دوقومی نظریہ کی فرسودہ دیواریں گرادو۔ اگرچہ آج تمہارے دل و دماغ پاکستانی لیڈروں کی ''روشن خیالی'' سے مالا مال ہو رہے ہیں اور تم نے روشن خیالی کے پیار سے جیت لیا ہے۔ جب تم بھارت میں ہمارے گھر آؤ گے تو ہم تمہارے ماتھوں پر تلک لگائیں گے۔ اپنے مندروں میں لے جائیں گے، گھنٹیاں بجوائیں گے، جمنا کے کنارے مورتیاں دکھائیں گے اور تاج محل کے آنگن میں اپنی فنکار دیویاں نچائیں گے جنہیں دیکھ کر تم دوقومی نظریہ، جہاد اور شمشیر و سنان کی باتیں بھول جاؤ گے اور بیتاب ہو کر پکار اٹھو گے۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی آپس میں ہیں بھائی بھائی''

(باتوں سے خوشبو آئے ص۔۴)

۵۔ آج دین نا آشنا سیاسی لیڈرز وطن کی عظیم اکثریت کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اسلامی فلسفہ کے ترجمان بنے بیٹھے ہیں، روشنی کے نام پر اندھیروں کا راج ہے۔ چور اُچکے گلی کوچوں میں بھنگڑا ڈال رہے ہیں۔ جنگل کے شیر مر جائیں تو گیدڑ اودھم مچاتے ہیں ''پدرم سلطان بود'' کی ہانکیں لگاتے ہیں۔ حسین و جمیل چہرے گم ہو جائیں تو ڈومنیاں حسن بانو بن جاتی ہیں۔ علم و فضل کی شمعیں بجھ جائیں تو بھانڈ میراثی فنکار بن کر محراب و منبر پر

Marfat.com

چھکنے لگتے ہیں۔ علمائے حق سے مساجد محروم ہو جائیں تو گلہریاں امام بن جاتی ہیں، روشنیاں بجھ جائیں تو بنیڈے ٹرانے لگتے ہیں۔ اب یہ حال ہے میرے وطن کا جسے دیکھ کر رونا آتا ہے۔ شہر کو دیکھ کر رونا آتا ہے، اپنے گھر کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ اپنوں کو دیکھ کر رونا آتا ہے اور پھر اپنے آپ کو دیکھ کر بھی رونا آتا ہے۔"

(باتوں سے خوشبو آئے ص۲۹)

اقتباس نمبر۴ میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے مندرجہ ذیل شعر:......

حج کعبہ بھی ہو، گنگا میں ہو شنان بھی
خوش رہے بھگوان بھی، راضی رہے رحمٰن بھی

پر عمل پیرا روشن خیال لیڈران پاک پر طنز کیا ہے۔ جس دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان قیام عمل میں آیا تھا۔ اسی دو قومی نظریہ کو ڈھانے کی سازش رچی جارہی ہے اور اگر یہی عالم رہا تو بھارت آنے پر یہ لیڈران تلک بھی لگائیں گے۔ گھنٹیاں بھی بجائیں گے، گنگا و جمنا میں اشنان بھی کریں گے اور تاج محل میں دیوداسیوں کا رقص عریاں دیکھ کر چلا اٹھیں گے۔

"دو قومی نظریہ کی فرسودہ دیواریں گرادو"

اقتباس نمبر۵ بھی طنز کا اچھا نمونہ ہے۔ جب دین ناآشنا حکمراں ملک پاک پر حکمرانی کریں گے تو انجام یہی ہوگا کہ "ایسے ویسے، کیسے کیسے" بن بیٹھیں گے۔ ظاہر ہے شیر مر جاتا ہے تو گیدڑ اور لومڑیاں جنگل میں اپنا راج قائم کر لیتی ہیں اور روشنی کے نام پر تاریکیاں ایسی نقب زنی کرتی ہیں کہ الامان والحفیظ! پاکستان کے حالات کا آئینہ دکھاتے ہوئے پیرزادہ محترم نے دینی و مالی درد کے پیش نظر طنز کا یہ جلوہ دکھایا ہے۔

۶۔ جنت البقیع اور دوسرے آثار کی بربادی اور النہد ام پر نجدیوں کے رد میں

Marfat.com

یہ تحریر ملاحظہ کریں:۔

''آج یہ شہر خموشاں بے دین نجدیوں کی بربریت کی عبرتناک تصویر بنا ہوا ہے۔ آج جنت البقیع پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ ایک ویران میدان اور بے آب و گیاہ تختہ خاک نظر آتا ہے۔ نظیری نیشاپوری نے کتنا غمناک شعر کہا تھا۔

یکے بگور عزیزانِ خویش گزرے کن
بہ بیں کہ نقش املہا چہ باطل افتاد است

ان ظالموں نے اپنی شرک و بدعت کی کدالوں سے خاندان نبوت کے نشان مٹا دیئے ہیں، ان بدبخت قزاقوں نے خیابان رسول کے سرو سمن کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔''

(نسیم بطحا ص ۱۲۶۔۱۲۷)

اس اقتباس میں شعریت اور شعری فضا کے اہتمام کے ساتھ فاروقی صاحب نے نجدیوں کا بلیغ رد فرمایا ہے۔

تذکرہ ماضی اور طنز لطیف

طنز فاروقی کی لطافت وہاں خاص طور سے مزا دی جاتی ہے جب وہ غائب یا ماضی سے متعلق ہوتی رہے۔

چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:۔

۱۔ ''جہاں خانقاہیں تھیں وہاں ''بارگاہیں'' بن گئیں۔ اہل خانقاہ گئے تو ''سجادہ نشین'' آ گئے۔ رشد و ہدایت کے دروازے بند ہوئے تو ''فتوحات اور نذرانے'' اکٹھے ہونے لگے۔ اہل دل کی محفلیں اجڑیں تو ''دنیا داروں کے ڈیرے'' آباد ہو گئے جو پیر سیکڑوں میل پیدل چل کر خاک نشین مریدوں کی تربیت کیا کرتے تھے، آج ان کے صاحبزادے پجارو کاروں پر بیٹھ کر مریدوں کے سروں پر خاک پھینکتے گزر جاتے ہیں۔ ان حالات میں

Marfat.com

''رائے ونڈ'' کے میدان میں لاکھوں جمع نہ ہوں تو کدھر جائیں۔

شب ہجراں کے جاگنے والو
کیا کرو گے اگر سحر نہ ہوئی
رہ گئی بات کٹ گئی شب ہجر
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی

(فکر فاروقی ص ۱۲۸۔۱۲۹)

۲۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مکہ کے مظلوم مسلمانوں کو تیرہ سالہ ظلم وستم کے اندھیروں میں سے گزرنا پڑا۔ ان کے سامنے ان کے آقا اور ہمارے رسول موجود تھے۔ ان کی قیادت اور راہنمائی اللہ کے احکام کی روشنی میں ہو رہی تھی...... وہ دامن مصطفیٰ سے اس قدر وابستہ تھے کہ ان کی مثالیں نہیں ملتیں۔ ان کی جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ دنیا کے کسی خطے میں چلے جائیں ان کا کوئی ثانی نہیں ملتا۔ وہ لوگ تیرہ سالہ دور سے نکل کر مدینہ پاک آئے تو چند سالوں میں دنیا بھر کے مظلوموں کا سہارا بن گئے، ظلم و ستم کی ظلمتیں مٹادیں، غریب مسلمانوں پر اٹھنے والے ہاتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئے۔ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں۔ ہم ایمانی قوت کی بجائے، گناہوں کے بوجھ اٹھائے جا رہے ہیں۔ ہم اللہ و رسول پر پختہ ایمان رکھنے کی بجائے باطل قوتوں کو خوش کرنے کے لیے غداروں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہم کمزور ایمان ہونے کی وجہ سے وقت کے کافروں کے سامنے سہمے سہمے، دبے دبے زندگی گزار رہے ہیں، مکہ کے اہل ایمان میں یہ بات تو نہ تھی۔ مگر ہم ڈر کے مارے وقت کے بوجہلوں اور امیہ بن خلف کے آلہ کار بن کر فرزندان توحید پر وار کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ آج امت مسلمہ اپنی کوتاہیوں، گناہوں اور بے عملیوں کے باوجود اس بات پر فخر کرتی ہے کہ۔

Marfat.com

دل به محبوب حجازی بستہ ایم !"

(فکر فاروقی ص۲۸۲)

اقتباس نمبرا میں اسلاف یعنی ماضی کے بزرگوں کے ایثار، بے لوث دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انہیں کی خانقاہوں کو بارگاہیں بنانے والے ان کے احفاد اور جانشینوں کی دنیا طلبی اور پیری مریدی کے نام پر نذرانہ کلیکشن کا دھندا چلا رکھا ہے اور کاروں پر بیٹھکر مریدوں کے سروں پر خاک دھول اڑا رہے ہیں۔ تذکرہ ماضی کے حوالے سے اس طنز میں بڑی چبھن اور کھٹک ہے۔

اقتباس نمبر۲ میں غلامان (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کی دامن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل وابستگی اور ایمان کی پختگی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ظلم و ستم ہے لیکن کبھی بھی دروازہ باطل پر دستک نہیں دی جبکہ آج خود کو غلامان رسول بتانے والے ہر باطل سے خوفزدہ اور انہیں کے ہم نوا ہیں اور ان کی خوشنودی میں اپنوں ہی کو ذبح کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ ہائے رے ضعف ایمان!

استفہامیہ انداز

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے اپنے استفہامیہ انداز سے نثر میں کئی تاباں اور خوبصورت زاویے بنائے ہیں...... ابہام، رمزیت، استعجاب تحیر، تشکیک، تیقن وغیرہ اور ان کے لیے آپ نے کون، کب، کیا، کیسے، کہاں، کس لیے" وغیرہ الفاظ سے نیز "نہ" اور نہیں وغیرہ لفظوں پر زور دے کر یہ انداز اپنایا ہے اور اس طرح نثر میں شعری حسن برپا کیا ہے۔

چند مثالیں

ا۔ یہ "اقبال" کون ہے؟ یہ اقبال وہی مسلمان ہے جس کے بدن میں "روح محمد" ہے اور دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لیے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھ رہا ہے" وہ کشمیر کا مجاہد" ہے، وہ بوسنیا کے مسلمانوں کا دست

Marfat.com

راست ہے، وہ ''الجزائر کے مسلمانوں کا حلیف ہے''، ''وہ مصر کے مجاہدین کا مداح ہے''۔ وہ فلسطین کے مظلوموں کا نوحہ خواں ہے۔ اور وہ اپنے ممالک کے ''بے دین حکمرانوں کے اقتدار کے لیے خطرہ ہے......''

(فکر فاروقی ص ۱۲۰)

۲۔ ''پاکستان کا شاید ہی کوئی ایسا شہر یا علاقہ ہوگا جہاں سے محاذ جنگ پر گیا ہوا کوئی مجاہد شہادت کا گل گوں کفن پہن کر نہ آیا ہو۔ ہمارے کئی فوجی گھر اپنے فرزندوں۔ دل بندوں اور شہیدوں کی لاشوں کو دفناتے وقت فخر محسوس کرتے رہے ہیں اور شہیدوں کے یہ تابوت کوئٹہ سے لیکر آزاد کشمیر کی شمالی سرحدوں تک جانوں کے نذرانے کے پھول بکھیرتے رہے، یہ کارگل کے غازی تھے، یہ کارگل کے شہید تھے۔ یہ کارگل کے مجاہد تھے، یہ کارگل کے جانباز......ان کو سلام......ان کو تحسین......ان کو آفرین!''

(فکر فاروقی ص ۳۱۵)

۳۔ ''اہل محبت کس انداز سے قدم بڑھاتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی کیفیت ہوتی ہے۔ نہ تحریر میں آسکتی ہے۔ نہ تقریر میں، نہ مضمون میں سما سکتی ہے۔ نہ بیان میں۔ چاروں طرف نورانی چہرے دائیں بائیں اہل محبت کے جمگھٹے، آگے پیچھے عاشقان رسول کا سمندر، آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے جائیں، پلکوں کے بل چلتے جائیں، آپ ''ریاض الجنۃ'' جنت کی کیاریوں میں پہنچ کر رک جائیں۔ بارگاہ رسول تک رسائی کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جناب میں سجدہ ریز ہو جائیں، نوافل ادا کریں، رو کر اللہ کا شکر بجالائیں ۔ اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

(نسیم بطحا ص ۵۹)

۴۔ ''یہ انداز ہیں مہماں نوازی کے یہ انداز ہیں میزبانی کے! یہ الطاف و

Marfat.com

اکرام ہیں شہر نبی میں بسنے والوں کے! جب ہم اجازت لیکر چلے گئے تو خادم کو کہا وہ کھجوروں کے تھیلے تو لاؤ جو رات مدینہ پاک سے آئے تھے، اور ہر ایک مہمان کو دو دو تھیلے کھجوروں کے پکڑائے اور فرمایا:۔

بہ سلامت روی و باز آئی

(نسیم بطحا ص ۸۵۔۸۶)

اقتباس نمبر ا میں سوال...... اقبال کون ہے؟ کا جواب دیتے ہیں کہ اقبال وہی مسلمان ہے جس کے دل میں روح محمد ہے یہاں اقبال کو "مرد مومن" کی علامت بنایا گیا ہے۔ دنیا کا ہر مسلمان جو عشق رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے اور جس کے بدن میں روح محمد ہے وہ اقبال ہے یعنی غیر تمند مرد مسلمان! لفظ "کون" سے فاروقی صاحب نے استفہام پیدا کیا ہے۔

اقتباس نمبر ۲ میں تشکیک کیساتھ تیقن بھی ہے۔

اقتباس نمبر ۳ میں لفظ "کس" سے ایک عجب انداز استفہام پیدا کیا ہے۔

اقتباس نمبر ۴ مہمان نوازی کے انداز پر حیرت و استعجاب بھی ہے اور پہلوئے اثبات کیساتھ تیقن بھی ہے!

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی نثر نگاری کا مختصر جائزہ

نثر کی چاروں اقسام کا جائزہ توضیحی نثر، بیانیہ نثر، تاثراتی نثر، انانیتی نثر کی روشنی میں پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی ان مندرجہ ذیل کتابوں:۔ "مجالس علماء"، "رجال الغیب"، "نسیم بطحا"، "باتوں سے خوشبو آئے" اور "فکر فاروقی" نیز "جہان رضا" کے ان چند شماروں (جنکے اداریے اور مضامین۔ "فکر فاروقی، باتوں سے خوشبو آئے وغیرہ میں شامل نہیں ہوئے ہیں) کے توسط سے پیش کیا گیا۔ توضیحی نثر (نثر خالص) میں فاروقی صاحب کی نثر کی۔ وضاحت۔ قطعیت، استدلال، متانت۔ ووقار اور ایجاز و اختصار کے نمونے پیش کیے گئے۔ بیانیہ نثر کے حوالے

Marfat.com

سے۔نثر میں شعریت، شعری فضا کا اہتمام، خطابیہ اسلوب، بیان کا جوش وزور وغیرہ کا جائزہ لیا گیا۔

علاوہ ازیں طنز وتعریض۔ انشائیہ نگاری، خاکہ نگاری کے نمونے بھی ان کی تحریروں سے پیش کیے گئے۔ استفہامیہ انداز، تاثراتی نثر اورانانیتی نثر کا بھی جائزہ لیا گیا۔ فاروقی صاحب کے سفر نامے۔ آپ بیتی وغیرہ پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔''جمالیاتی اظہار'' کا بھی جائزہ پیش کیا گیا۔ فاروقی صاحب نے تلمیحات، تشبیہات، استعارات، اقتباسات، تراکیب وغیرہ کے اچھے نمونے پیش کیے ہیں۔ عربی، فارسی اردو مقولوں اورفقروں مصرعوں اور اساتذہ کے اشعار کے حوالے خوب ملتے ہیں بالخصوص اردو کے پچاسیوں اشعار سے تحریروں کو خوب خوب سجایا ہے اوراس طرح تخلیقی نثر کا جلوہ دکھایا ہے۔

فاروقی صاحب کی تحریروں میں روانی مستی جوش، دل آویزی، شگفتگی، شیرینی، نغمگی، روشنی، چاشنی سبھی کچھ موجود ہے۔لاریب! فاروقی صاحب''ادب وصحافت کی آبرو''...... اور''علم وقلم'' کی نازش ہیں۔ آپ پر''صاحب طرز انشاپرداز'' کا اطلاق برملا ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

اُس کی باتیں گلاب کی سی ہیں!

شرق لکھنؤ، غرب دہلی ہے

دونوں شہروں کا دل بریلی ہے

کوکب نورانی اوکاڑوی

مکتبہ سنیہ

رضا اسلامک سنٹر

Marfat.com